معارف الاحادیث

سینکڑوں کُتب احادیث سے ماخوذ ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مُستند ترجمہ
اور معانی احادیث کی دِلنشین تشریح ، عُلوم حدیث کا لُبِّ لُباب ، احادیثِ نبویہ کا سمندر
جمال احادیث کا پیکر ، معارف اسرار و حِکم کا خزانہ ، مشہور و متداول احادیث

الجامع الصغير
من أحاديث البشير النذير

تالیف

الإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي

المتوفى سنة ٩١١ هـ

جلد اول

فيض القدير

للحافظ الفقيه
عبد الرؤوف بن علي بن زين العابدين المناوي
المتوفى سنة ١٠٣١ هـ

اردو ترجمہ و تشریح و اضافات

مولانا امداد اللہ انور

وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ: ۵۲)

(اور بیشک آپؐ سیدھی راہ کی رہنمائی کرتے ہیں)

مَعارِفُ الاَحادیث

سینکڑوں کُتبِ احادیث سے ماخوذ ۔ ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مُستند ترجمہ اور معانی احادیث کی دِلنشین تشریح ، عُلومِ حدیث کا لُبِّ لُباب ، احادیثِ نبویہ کا سمندر جمالِ احادیث کا پیشکر ، معارفِ اَسرار و حِکَم کا خزانہ ، مشہور و متداول احادیث

جلد اول

تالیف

مولانا اِمداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العُلوم ، مُلتان

خلیفۂ مجاز حضرت سیّد نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

دارالمعارف ، مُلتان

رابطہ نمبر 0092-300-6351350

کلمات تقریظ و تحسین

شیخ المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اقدس مولانا

سید لیاقت علی شاہ صاحب دامت برکاتم العالیہ

(خادم الحدیث النبوی ﷺ بجامعۃ الاسلامیۃ الدرویشیۃ سندھی مسلم سوسائٹی۔کراچی
امیر جماعت سلسلہ نقشبندیہ غفوریہ ادریسیہ صادق آباد پاکستان)

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلم علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد!

فقیہ امت صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ ﷺ سے ایک حدیث نقل فرمائی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاھَا وَ حَفِظَھَا وَ بَلَّغَھَا''

(جامع ترمذی کتاب العلم باب ما جا فی الحث علی تبلیغ السماع)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ اور خوش رکھے جس نے میری بات کو سنا پھر اس کو محفوظ رکھا اور (سن کر) یاد کرلیا، اور اس کو آگے پہنچایا۔

امت مسلمہ میں جن خوش قسمت حضرات نے اس دعائے نبوت کو حاصل کرنے کیلئے اپنی پوری زندگیاں صرف کیں ان میں عالم اسلام کی مشہور علمی شخصیت شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر سیوطیؒ کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ علامہ سیوطیؒ رجب کی پہلی تاریخ ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے اکابر علماء محدثین، مفسرین، فقہاء جیسے فقیہ شیخ سراج الدین البلقینیؒ اور ان کے صاحبزادے شیخ علم الدین البلقینیؒ سے علم فقہ کو حاصل کیا۔ شرف الدین المناویؒ کی صحبت میں رہے، علم عربیت اور علم حدیث کو امام تقی الدین الشمنی الحنفیؒ سے پڑھا۔ شمس الدین فالاتیؒ، جلال الدین محلیؒ، زین الدین عقبیؒ، برہان الدین بقاعیؒ، حافظ قاسم بن قطلو بغا حنفیؒ کا نام بھی آپ کے اکابر اساتذہ میں سرفہرست ہے۔ جن علماء و مشائخ سے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی وہ ڈیڑھ سو کے قریب ہیں جن کو خود علامہ سیوطیؒ نے معجم الشیوخ میں جمع کردیا ہے۔

شیخ سیوطیؒ نے جب حج کیا اور زمزم کا پانی پیا تو یہ دعا مانگی کہ: بارالہا! فقہ میں مجھے سراج الدین بلقینیؒ اور حدیث میں حافظ ابن حجرؒ کا رتبہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور موصوف کو بالاتفاق حفاظ حدیث میں شمار کیا گیا ان کی ذات سے امت کو ایسا ہی فیض پہنچا جیسا کہ علامہ حافظ محدث ابن حجرؒ کی ذات سے پہنچا ہے۔

شیخ سیوطیؒ کو سات علوم میں تبحر حاصل تھا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، اور بدیع،

(حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهرة ۱/ ۱٤٤ بحواله فوائد جامعه)

آپ دار العلوم شیخونیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ اخیر عمر میں خلوت نشینی اختیار کر لی تھی، عمائد سلطنت ان کی زیارت کو آتے اور تحفے پیش کرتے تھے لیکن موصوف انہیں واپس کر دیتے تھے۔

شب جمعہ کی سحر کو ۱۹ر جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ میں وفات ہوئی اور مصر میں باب القرافہ کے باہر حوش قوصون میں قلعہ کے نیچے دفن کئے گئے۔

علامہ سیوطیؒ کی تصانیف (جن میں رسالوں کا دائرہ نہایت وسیع ہے) کی تعداد ۵۰۶ ہے صاحب ہدیۃ العارفین نے آپ کی بہت سی تصانیف کا نام بنام تذکرہ کیا ہے اور ان کی تعداد چھ سو تک پہنچائی ہے اور علامہ سیوطیؒ نے خود بھی اپنی بعض کتابوں میں یہی تعداد ذکر کی ہے۔ بعض حضرات نے آپ کی کتابوں کی کچھ اس طرح سے تفصیل ذکر کی ہے:

تفسیر و متعلقات قرآنی: ۳۶، حدیث و متعلقات حدیث ۱۸۶، اصول حدیث اور اس کے متعلقات: ۲۱، علم الفقہ: ۷۲، اصول فقہ، اصول دین اور تصوف: ۱۶، لغت اور نحو و صرف: ۵۷، معانی و بیان و بدیع: ۶، متعدد علوم و فنون کی جامع کتابیں: ۸، ادب و نوادر و انشاء: ۶۸، تاریخ: ۳۶۔

شیخ سیوطیؒ کی مکمل کردہ تفسیر جلالین درس نظامی میں داخل ہے۔ مکمل تفسیر الدر المنثور فی تفسیر المأثور کے نام سے آٹھ جلدوں میں ہے۔ یہ تفسیر دراصل علامہ سیوطیؒ کی تفسیر ترجمان القرآن کا اختصار اور متقدمین کی تفسیروں کا خلاصہ ہے۔ اس میں تمام روایات باحوالہ منقول ہیں۔

حروف معجم پر دس ہزار اکتیس احادیث کا مجموعہ الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر کے نام سے علامہ سیوطیؒ کی یادگار اور گرانقدر تصنیف ہے۔ اس کتاب کی عربی شروحات بھی منظر عام پر آچکی ہیں۔ مثلاً

۱۔ علامہ سیوطیؒ کے شاگرد علامہ علقمیؒ المتوفی ۹۲۹ھ کی الکوکب المنیر بشرح الجامع الصغیر۔

۲۔ شیخ شہاب الدین متبولیؒ (متوفی ۱۰۰۳ھ) کی الاستدراك النضیر علی الجامع الصغیر۔

۳۔ شیخ علی بن حسام الدین ہندی متقیؒ (متوفی ۹۷۷ھ) کی منهاج لعمال فی سنن الاقوال والافعال۔

۴۔ السراج المنیر بشرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

۵۔محمد المدعو بعبد الرؤف المناویؒ شافعی (متوفی ۱۰۳۰) کی فیض القدیر

۶۔مذکورہ شارح علامہ عبدالرؤف المناوی کی شرح التیسیر بشرح الجامع الصغیر

عصر حاضر کی لشکری زبان اردو کا دامن اس عظیم ذخیرہ ارشادات نبویؐ اور اس کی شرح سے خالی تھا، اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے یہ قرعہ نیک فال ہمارے حضرت العلامہ مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کے نام نکلا، انہوں نے نہایت عرق ریزی سے معارف الاحادیث کے نام سے مستند ومعتبر ترجمہ اور شرح پیش کی ہے۔جس کا زیادہ تر ماخذ علامہ سیوطیؒ کی کتاب الجامع الصغیر اور اس کی شرح فیض القدیر للمناوی ہے۔جس میں شارح مناوی نے الجامع الصغیر کی احادیث کی بڑے دلچسپ اور تحقیقی انداز سے شرح لکھی ہے۔معانی احادیث کی تعیین بھی کی ہے اور احادیث کے نکات اور علوم کو بھی خوب آشکارا کیا ہے۔اردو ادب میں اس کتاب معارف الاحادیث کا اور اردو داں طبقہ پر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور کا یہ عظیم احسان ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔امید ہے کہ مساجد وغیرہ کے خطیب حضرات اس کو اپنے خطبات اور دروس حدیث میں اپنے لئے حرز جان بنائیں گے۔انشاء اللہ العزیز

حضرت قبلہ مفتی صاحب عصر حاضر کی جامع الکمالات شخصیات میں سے ہیں۔اللہ پاک نے ان کو گوناگوں علمی صفات سے نوازا ہے آپ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، مذکر اور مصلح ہیں ساتھ ہی ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں شہسوار بھی ہیں اس سے قبل بھی بہت ساری عربی کی ناپید کتابوں کا مستند ترجمہ فرما چکے ہیں۔اللہ پاک مفتی صاحب کے فکر کی جولانیاں، محدثانہ جلالت، فقیہانہ عظمت، تدریسانہ شان وشوکت تادیر سلامت رکھے اور مزید زور قلم عطا فرمائے۔زندگی میں برکت دے اور ان کے والدین کے درجات بلند فرمائے، مزید اکابر علماء اسلام کی تصانیف کو اردو کا جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا نفع عام وتام فرمائے، اخروی نجات کا ذریعہ بنائے، مسلمانوں کو مساجد خانقاہوں، دینی مراکز، مدارس، اسکول وکالج اور یونیورسٹیوں میں اس کا درس دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

محتاج دعا:

لیاقت علی شاہ نقشبندی

۲۴ر صفر ۱۴۳۵ھ/ ۲۸ دسمبر ۲۰۱۳ء

اشاریہ فہرست

جلد اول

صفحہ ۱.....تا.....۴۳۳

امام جلال الدین سیوطی اور الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر
فیض القدیر و حالات علامہ عبدالرؤف المناویؒ
تعارف معارف الاحادیث--- مفتی امداداللہ انور
علوم الحدیث کتب حدیث
آغاز معارف الاحادیث کتاب الایمان والعقائد والعمل

جلد دوم

صفحہ ۱.....تا.....۴۵۱

کتاب الانبیاءؑ والصحابہ والعلماء قرآن - تفسیر - تلاوت
کتاب الطہارۃ کتاب المساجد کتاب الصلوۃ
کتاب الصیام کتاب الحج والعمرہ

جلد سوم

صفحہ ۱.....تا.....۴۴۱

کتاب النکاح والطلاق کتاب الاولاد
کتاب العقائد علم الاخلاق
کتاب المعاشرت کتاب اللباس
کتاب الحقوق کتاب التصوف کتاب الذکر

جلد چہارم

صفحہ ۱.....تا.....۴۹۳

کتاب الجہاد نظام حکومت وقضاء
کتاب المعاصی کتاب الحدود والقصاص
کتاب التوبہ کتاب النواہی
کتاب الدعاء کتاب الرقی والتعویذات
کتاب التجارۃ کتاب الاکل والشرب
کتاب الشعر واللہو و السفر کتاب المرض والموت
کتاب التعبیر کتاب الطب

فہرست معارف الاحادیث

۱	کلمات برکت ودعا	۲۷
۲	پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم	۲۷
۳	**حالاتِ امام جلال الدین سیوطیؒ**	۲۸
۴	اسم مبارک	۲۸
۵	ولادت	۲۸
۶	والد کی وفات کے بعد علامہ ابن ہمامؒ کی کفالت میں	۲۸
۷	حافظ ابن حجر عسقلانی کی دعا	۲۸
۸	تحصیل علم	۲۹
۹	اساتذہ کرام	۲۹
۱۰	تلامذہ کرام	۲۹
۱۱	علوم سیوطی	۲۹
۱۲	کثرت تالیفات وتصنیفات	۳۰
۱۳	پہلی تصنیف	۳۱
۱۴	اعتراض وجواب	۳۱
۱۵	علمی مقام ومرتبہ	۳۱
۱۶	اجتہاد کا دعوی	۳۲
۱۷	مسند تدریس	۳۲
۱۸	کراماتِ امام جلال الدین سیوطیؒ	۳۳
۱۹	ستائیس قدم پر مکہ پہنچ گئے	۳۳
۲۰	حضور ﷺ نے آپ کو شیخ الحدیث کا خطاب دیا	۳۵
۲۱	حضور ﷺ سے نجات کا سوال	۳۵
۲۲	ستر سے زائد مرتبہ بیداری میں آنحضرتؐ کی زیارت ہوئی	۳۶

۲۳	ابن الکتب (کتابوں کا بیٹا)	۳۶
۲۴	اولاد	۳۶
۲۵	وفات	۳۷
۲۶	دو جنازے	۳۷
۲۷	تالیفات امام سیوطی	۳۸
۲۸	**الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر**	۶۲
	امام جلال الدین سیوطیؒ م ۹۱۱ھ	۶۲
۲۹	خصوصیات الجامع الصغیر	۶۲
۳۰	الجامع الصغیر کے مآخذ	۶۳
۳۱	الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، زیادات علی الجامع الصغیر	۶۳
۳۲	کنز العمال	۶۴
۳۳	علامہ سیوطی کی تحریر	۶۵
۳۴	الجامع الصغیر کے حوالہ جات	۶۶
۳۵	الجامع الصغیر کی ترتیب پر کتب	۶۷
۳۶	تصحیح احادیث الجامع الصغیر	۶۷
۳۷	احادیث کی کل تعداد	۷۰
۳۸	شروح الجامع الصغیر	۷۰
۳۹	**فیض القدیر**	۷۲
۴۰	**حالات مصنف علامہ عبد الرؤف المناویؒ**	۷۳
۴۱	نام ونسب	۷۳
۴۲	حالات	۷۳
۴۳	**فیض القدیر**	۷۴

۴۴	تالیفات امام مناویؒ	۷۸
۴۵	مآخذ حالات علامہ مناوی	۸۱
۴۶	ناصر الدین البانی کا رد	۸۲
۴۷	تعارف معارف الاحادیث --- مفتی امداد اللہ انور	۸۴
۴۸	مقدمہ علم الحدیث --- مفتی امداد اللہ انور	۹۱
۴۹	حدیث	۹۲
۵۰	اصول حدیث	۹۲
۵۱	درایت حدیث	۹۲
۵۲	مبادی درایت حدیث	۹۲
۵۳	علوم شریعت	۹۳
۵۴	علم حدیث کے اصول، احکام، قواعد اور اصطلاحات	۹۳
۵۵	جمع وتالیف حدیث کی ابتداء	۹۴
۵۶	کتب مسانید	۹۷
۵۷	کتب سنن	۹۸
۵۸	کتب مشکل الحدیث	۹۸
۵۹	کتب مشکل الحدیث والاحکام	۹۸
۶۰	کتب غریب الحدیث	۹۹
۶۱	کتب ترغیب وترہیب	۹۹
۶۲	علوم الحدیث	۹۹
۶۳	حدیث کی جامع ترین کتب	۱۰۰
۶۴	اصح الاسانید	۱۰۱

۶۵	**کتب احادیث --- از مفتی امداد اللہ انور**	۱۰۳
۶۶	امہات الکتب	۱۰۳
۶۷	کتب مذاہب اربعہ	۱۰۳
۶۸	کتب مذہب حنفیہ	۱۰۳
۶۹	کتب فقہ شافعیؒ	۱۰۳
۷۰	مذہب حنبلیہ	۱۰۳
۷۱	صحیح کتب حدیث	۱۰۳
۷۲	کتب مخرجہ علی الصحیحین	۱۰۴
۷۳	کتب سنن	۱۰۴
۷۴	کتب سنت	۱۰۵
۷۵	ابواب فقہیہ پر مرتب کتب حدیث	۱۰۵
۷۶	فائدہ	۱۰۶
۷۷	مسائل مخصوصہ پر لکھی جانے والی کتب	۱۰۶
۷۸	آداب، اخلاق، ترغیب، ترہیب، فضائل وغیرہ کی کتب	۱۰۷
۷۹	کتب مسانید	۱۰۷
۸۰	کتب تفسیر	۱۰۸
۸۱	کتب مصاحف وقراءات	۱۰۸
۸۲	کتب ناسخ ومنسوخ قرآن وحدیث	۱۰۸
۸۳	کتب احادیث قدسیہ	۱۰۸
۸۴	کتب احادیث مسلسلہ	۱۰۸
۸۵	کتب مراسیل	۱۰۸
۸۶	کتب اجزاء حدیثیہ	۱۰۹
۸۷	**حدیث حجت ہے --- مولانا حبیب الرحمن الاعظمیؒ**	۱۱۰
۸۸	تعلیم حکمت	۱۱۷

۸۹	اسوۂ رسولؐ	۱۲۰
۹۰	حدیث کے حجت ہونے کی ایک اور قرآنی دلیل	۱۲۲
۹۱	قرآن مجید کی بہت سی آیات کا مطلب بھی روایات کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا	۱۳۳
۹۲	حدیث وسنت کے مُثبتِ احکام ہونے پر ایک اور قرآنی دلیل	۱۳۶
۹۳	قرآن میں حکم ثابت بالسنۃ کے ذکر کی چند مثالیں	۱۳۷
۹۴	رسول ﷺ کا صحیح مقام	۱۳۹
۹۵	**اصطلاحات علم الحدیث --- از امداد اللہ انور**	۱۴۷
۹۶	تعریف حدیث	۱۴۸
۹۷	خبر اور اثر	۱۴۸
۹۸	اثر	۱۴۸
۹۹	سند	۱۴۹
۱۰۰	متن	۱۴۹
۱۰۱	موضوع حدیث	۱۴۹
۱۰۲	علم حدیث کی اہمیت	۱۴۹
۱۰۳	تدوین علم حدیث	۱۴۹
۱۰۴	اقسام حدیث	۱۵۰
۱۰۵	**باب اول**	۱۵۱
۱۰۶	متصل	۱۵۱
۱۰۷	معلق	۱۵۱
۱۰۸	مرسل	۱۵۱
۱۰۹	معضل	۱۵۲
۱۱۰	منقطع	۱۵۲
۱۱۱	تدلیس	۱۵۲

۱۱۲	مدلس فی الاسناد	۱۵۲
۱۱۳	مرسل خفی	۱۵۲
۱۱۴	مدلس اور مرسل خفی کے درمیان فرق	۱۵۲
۱۱۵	معنعن	۱۵۳
۱۱۶	**باب دوم**	۱۵۳
۱۱۷	حدیث قدسی	۱۵۳
۱۱۸	مرفوع	۱۵۳
۱۱۹	موقوف	۱۵۴
۱۲۰	مقطوع	۱۵۴
۱۲۱	**باب سوم**	۱۵۴
۱۲۲	صحیح لذاتہ	۱۵۴
۱۲۳	صحیح لغیرہ	۱۵۶
۱۲۴	حسن لذاتہ	۱۵۶
۱۲۵	حسن لغیرہ	۱۵۶
۱۲۶	ضعیف	۱۵۷
۱۲۷	موضوع	۱۵۷
۱۲۸	**باب چہارم**	۱۵۷
۱۲۹	متواتر	۱۵۷
۱۳۰	مشہور	۱۵۷
۱۳۱	عزیز	۱۵۸
۱۳۲	غریب	۱۵۸
۱۳۳	متابع	۱۵۸
۱۳۴	شاہد	۱۵۸

۱۳۵	صحابی	۱۵۸
۱۳۶	تابعی	۱۵۸
۱۳۷	اصحاب مذاہب اربعہ	۱۵۹
۱۳۸	تصانیف ائمہ اربعہ	۱۵۹
۱۳۹	**کتب صحاح ستہ**	۱۵۹
۱۴۰	صحیح بخاری	۱۵۹
۱۴۱	صحیح مسلم	۱۶۰
۱۴۲	سنن ابوداؤد	۱۶۰
۱۴۳	سنن الترمذی	۱۶۰
۱۴۴	المجتبیٰ معروف بسنن النسائی	۱۶۰
۱۴۵	سنن ابن ماجۃ	۱۶۰
۱۴۶	**کتب حدیث کی اقسام**	۱۶۱
۱۴۷	جامع	۱۶۱
۱۴۸	مسند	۱۶۱
۱۴۹	معجم	۱۶۱
۱۵۰	سنن	۱۶۱
۱۵۱	مستخرج	۱۶۱
۱۵۲	مستدرک	۱۶۲
۱۵۳	جزء	۱۶۲
۱۵۴	مصنف	۱۶۲
۱۵۵	**رموز کتب حدیث ـــ مولانا مفتی امداد اللہ انور**	۱۶۳

معارف الاحادیث

۱۶۷

کتاب الایمان والعقائد والعمل

۱۵۶ ۱۷۰
۱۵۷ ایمان-اسلام-احسان ۱۷۱
۱۵۸ اسلام کا معنی ۱۷۳
۱۵۹ ایمان کا معنی ۱۷۴
۱۶۰ احسان کیا ہے؟ ۱۷۴
۱۶۱ قیامت آنے کا علم کسی کو نہیں ۱۷۴
۱۶۲ علامات قیامت ۱۷۵
۱۶۳ ایمان کے ستر شعبے ہیں ۱۷۶
۱۶۴ ایمان کی علامتیں ۱۷۶
۱۶۵ مومن ہونے کی علامت ۱۷۷
۱۶۶ ایمان مفصل ۱۷۸
۱۶۷ سب سے کامل ایمان والے ۱۷۹
۱۶۸ قابل رشک مؤمن ۱۷۹
۱۶۹ حالت اسلام میں بوڑھا ہونا نور اور وقار ہے ۱۸۰
۱۷۰ اسلام لانے سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں ۱۸۲
۱۷۱ مؤمن کلمہ گو جنت میں جائیگا ۱۸۲
۱۷۲ مؤمن کو دنیا و آخرت میں انعام ملے گا ۱۸۳
۱۷۳ مؤمن پر روز قیامت کی تخفیف ۱۸۴
۱۷۴ آدمی کی اچھی یا بری تقدیر ۱۸۵
۱۷۵ تقدیر کے معاملہ میں سکوت اختیار کرو علم نجوم میں نہ پڑو صحابہؓ کے اختلاف میں نہ پڑو ۱۸۷
۱۷۶ جنت اور نعمت کی قیمت ۱۸۹

۱۷۷ حیاء اور ایمان کا باہمی تلازم ۱۹۰
۱۷۸ حضور ﷺ سے کامل محبت جزو ایمان ہے ۱۹۰
۱۷۹ صحابہؓ پر سبّ کرنا ۱۹۱
۱۸۰ مسلمانوں کا کفار سے تشبہ اختیار کرنا ۱۹۲
۱۸۱ مرتد واجب القتل ہے ۱۹۳
۱۸۲ **اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا** ۱۹۴
۱۸۳ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ۲۳۹
۱۸۴ اسم اعظم کی ایک اور حدیث ۲۴۰
۱۸۵ اسم اعظم کی ایک اور حدیث ۲۴۰
۱۸۶ اسم اعظم کی ایک اور حدیث ۲۴۱
۱۸۷ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ۲۴۱
۱۸۸ حضرت ابن ابی وقاصؓ کی حدیث ۲۴۲
۱۸۹ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ۲۴۲
۱۹۰ اللہ کے ساتھ حسن ظن ۲۴۳
۱۹۱ وسعت رحمتِ خداوندی ۲۴۴
۱۹۲ حقیقی طبیب ''اللہ'' ہے ۲۴۵
۱۹۳ مال، جان، دین اور اہل خانہ کی حفاظت میں مرنیوالا شہید ہے ۲۴۵
۱۹۴ آدمی قیامت میں اپنی پسندیدہ شخصیت کیساتھ ہوگا ۲۴۶
۱۹۵ مؤمن کی نیت عمل سے افضل ہے ۲۴۸
۱۹۶ مؤمن اور منافق کی نیت کی حالت ۲۵۰
۱۹۷ نیت کیا ہے؟ ۲۵۰
۱۹۸ موت کے وقت کلمہ پڑھنے والا جنت میں جائیگا ۲۵۱
۱۹۹ بدعتی کی تعظیم گناہ ہے ۲۵۲
۲۰۰ اللہ کی ذات میں فکر نہ کرو ۲۵۳

۲۰۱	انسان کی اچھی یا بری تقدیر	۲۵۳
۲۰۲	طویل العمر کی فضیلت	۲۵۶
۲۰۳	اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے	۲۵۸
۲۰۴	وسعت رحمت خداوندی	۲۵۸
۲۰۵	اللہ تعالیٰ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں	۲۵۹
۲۰۶	کبیرہ گناہ والا بھی جنت میں جائیگا	۲۶۰
۲۰۷	حفاظت نعمت کی دعا	۲۶۲
۲۰۸	خواتین وحضرات کی سعادت کی چار چیزیں	۲۶۲
۲۰۹	نابیناؤں کا انعام جنت ہے	۲۶۳
۲۱۰	شکر نعمت زائل ہونے سے بچاتا ہے	۲۶۴
۲۱۱	نعمت پر منعم کا شکر ضروری ہے	۲۶۵
	کفر - شرک - نفاق	
۲۱۲		۲۶۷
۲۱۳	مرتد بدترین کافر ہے	۲۶۷
۲۱۴	کافر کو آخرت میں محرومی ملے گی	۲۶۷
۲۱۵	تقدیر کے معاملہ میں سکوت اختیار کرو علم نجوم میں نہ پڑو صحابہؓ کے اختلاف میں نہ پڑو	۲۶۸
۲۱۶	کسی کو کافر کہنا	۲۷۰
۲۱۷	تقدیر کا انکار اور نجوم کی تصدیق	۲۷۰
۲۱۸	منافق کی چار علامات	۲۷۱
۲۱۹	شرک سے پاک مؤمن جنتی ہے	۲۷۲
۲۲۰	سات کبیرہ گناہ	۲۷۳
	علامات قیامت	
۲۲۱		۲۷۴
۲۲۲	قیامت کی پانچ علامات	۲۷۴
۲۲۳	یہود ونصاریٰ کی پیروی کرنے کی نبوی پیش گوئی	۲۷۶

۲۲۴	قیامت سے پہلے حج موقوف ہو جائیگا	۲۷۷
۲۲۵	**قیامت**	۲۷۸
۲۲۶	دنیا کی اخیر اور قیامت کا قائم ہونا	۲۷۸
۲۲۷	**میدانِ حشر کہاں لگے گا**	۲۹۷
۲۲۸	ملک شام میں میدانِ حشر قائم ہوگا	۲۹۷
۲۲۹	سب آسمان وزمین لپیٹ لئے جائیں گے	۲۹۸
۲۳۰	لوگ ایک دوسرے کے ننگ کو نہیں دیکھ سکیں گے	۲۹۹
۲۳۱	روزِ قیامت کے نام	۳۰۰
۲۳۲	قیامت میں اہل جنت کی آرام گاہ	۳۰۲
۲۳۳	میدانِ محشر کی ہولناکیاں	۳۰۲
۲۳۴	اعمال سایہ کریں گے	۳۰۵
۲۳۵	حدیث شفاعت	۳۰۷
۲۳۶	پُل صراط اور حوض نبوی	۳۱۲
۲۳۷	**تجلی باری تعالیٰ اور مسلمانوں کا امتحان**	۳۱۳
۲۳۸	موت کی موت سے پہلے جنتیوں اور دوزخیوں کی حالت	۳۱۳
۲۳۹	حوضِ کوثر کیا ہے	۳۱۴
۲۴۰	سونے چاندی کے دو پرنالے	۳۱۵
۲۴۱	اپنی اپنی کثرت امت پر انبیاء علیہ السلام فخر کریں گے	۳۱۵
۲۴۲	**اعمالنامہ کی تقسیم**	۳۱۶
۲۴۳	اعمالنامے کیسے پہنچیں گے	۳۱۶
۲۴۴	ان پڑھ بھی پڑھ سکیں	۳۱۶
۲۴۵	زندگی میں اعمالنامہ کہاں ہوتا ہے	۳۱۶
۲۴۶	مؤمن کے اعمالنامہ کا عنوان	۳۱۷

۲۴۷	قرب قیامت تین فرقے	۳۱۷
۲۴۸	دودھ میں پانی ملانے والا	۳۱۸
۲۴۹	مؤمن کے گناہوں کی پردہ پوشی	۳۱۹
۲۵۰	عبرت آموز واقعہ	۳۲۰
۲۵۱	پل کانٹے دار ہوگا	۳۲۲
۲۵۲	نور لانے کیلئے امت کو فرشتے تھام رہے ہوں گے	۳۲۳
۲۵۳	اعراف میں کون جائیں گے	۳۲۳
۲۵۴	اعراف کے دو آدمیوں کا حال	۳۲۴
۲۵۵	**نزول مسیح - ردقادیانیت - دجال وغیرہ**	۳۲۵
۲۵۶	نزول مسیح وعلامات نزول	۳۲۵
۲۵۷	نزول عیسیٰؑ کی حکمت	۳۲۷
۲۵۸	کب تشریف لائیں گے؟	۳۲۷
۲۵۹	زمین پر کتنا عرصہ رہیں گے؟	۳۲۷
۲۶۰	اصحاب کہف کی لشکر مسیح میں شمولیت	۳۲۷
۲۶۱	نزول مسیح کی علامات	۳۲۷
۲۶۲	مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہے	۳۲۸
۲۶۳	قیامت کی تین علامات	۳۲۸
۲۶۴	جاہلوں کو دین کا پیشوا بنانا	۳۲۹
۲۶۵	امام مہدیؑ افغانستان کی سیاہ پرچم بردار میں آئینگے	۳۳۱
۲۶۶	دجال کی بعض علامات	۳۳۲
۲۶۷	دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جاسکے گا	۳۳۳
۲۶۸	دجال کی بعض صفات	۳۳۴
۲۶۹	قیامت کی بڑی علامات	۳۳۵
۲۷۰	نزولِ مسیحؑ امامتِ مہدیؑ	۳۳۷

۲۷۱	**آخرت**	۳۳۸
۲۷۲	جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں اٹھے گا	۳۳۸
۲۷۳	آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حیثیت	۳۳۹
۲۷۴	آدمی قیامت میں اپنی پسندیدہ شخصیت کیساتھ ہوگا	۳۴۰
۲۷۵	قیامت میں کافر کی زبان کی لمبائی	۳۴۱
۲۷۶	**شفاعت**	۳۴۲
۲۷۷	امت محمدیہ کیلئے عموم شفاعت	۳۴۲
۲۷۸	قیامت کے دن مستحقین شفاعت	۳۴۳
۲۷۹	قیامت میں حضور ﷺ کی امت کیلئے شفاعت	۳۴۴
۲۸۰	انبیاءٔ علماء اور شہداء کی شفاعت	۳۴۵
۲۸۱	غیر کی دنیا کے بدلہ میں اپنی آخرت بیچنے والا	۳۴۶
۲۸۲	قیامت میں کافر کی زبان کی لمبائی	۳۴۶
۲۸۳	اس امت کا سب سے بڑا فتنہ عورتیں ہیں	۳۴۷
۲۸۴	اتباع خواہشات اور طویل امیدیں	۳۴۹
۲۸۵	**جنت و جہنم**	۳۵۰
۲۸۶	ادنیٰ جہنمی کا عذاب	۳۵۰
۲۸۷	زقوم کی بدمزگی	۳۵۱
۲۸۸	جہنم کے ہتھوڑے کا عذاب	۳۵۱
۲۸۹	جہنم کی پیپ کی ہولناکی	۳۵۲
۲۹۰	جنت اور نعمت کی قیمت	۳۵۳
۲۹۱	جنت کی عورت کا حسن	۳۵۳
۲۹۲	کفار کی نابالغ اولاد اہل جنت کی خادم ہوگی	۳۵۴
۲۹۳	جنت کے درجات کی وسعت	۳۵۵

۲۹۴	جنت کے سو درجے ہیں	۳۵۵
۲۹۵	بالشت برابر جنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے	۳۵۶
۲۹۶	اللہ کے واسطہ سے جنت جیسی چیزیں طلب کی جائیں	۳۵۶
۲۹۷	لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا خزانہ ہے	۳۵۷
۲۹۸	اکثر جنتی سادہ لوح ہوں گے	۳۵۸
۲۹۹	کئی خاوندوں والی عورت جنت میں کس کی بیوی بنے گی	۳۵۹
۳۰۰	جنت میں پہلے پہل عورتیں کم داخل ہونگی	۳۶۰
۳۰۱	جہنم کو خواہشات اور جنت کو ناپسندیدہ اعمال کے پیچھے چھپایا گیا ہے	۳۶۰
۳۰۲	جنت میں شکل بدلنے کا اختیار	۳۶۱
۳۰۳	ادنیٰ جنتی کی شان و شوکت	۳۶۲
۳۰۴	**متفرقات**	۳۶۳
۳۰۵	اکابر پر آزمائشیں	۳۶۳
۳۰۶	اللہ کی تخلیق و قدرت کے مظاہر	۳۶۴
۳۰۷	اہل سنت اللہ کی تائید و نصرت میں ہیں	۳۶۵
۳۰۸	آبادی میں رہنے والے جنات کا حکم	۳۶۶
۳۰۹	**کتاب والعقائد والعمل**	۳۶۸
۳۱۰	**اسلام**	۳۶۹
۳۱۱	اساس اسلام	۳۶۹
۳۱۲	ارکان اسلام	۳۷۱
۳۱۳	اللہ کی رضا کیلئے کلمہ پڑھنے کا ثواب	۳۷۲
۳۱۴	اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوسکتا	۳۷۳
۳۱۵	اللہ تعالیٰ مسلمان کی عزت اور توہین کا بدلہ چکاتے ہیں	۳۷۳
۳۱۶	ہر صدی میں مجدد کا وجود	۳۷۵

۳۱۷	دین اسلام کے حقائق اور حقوق	۳۷۶
۳۱۸	دین کی مدد فاسق سے بھی لی جاتی ہے اور خودکشی کرنیوالے کا حکم	۳۷۸
۳۱۹	بچہ کے اسلام بگاڑنے میں والدین کا اثر	۳۸۰
۳۲۰	بیعت کے وقت عورت کا ہاتھ ہاتھ میں نہ لیا جائے	۳۸۱
۳۲۱	عرب کمزور ہو گئے تو اسلام کی شوکت کم ہو جائیگی	۳۸۲
۳۲۲	بندوں کی اجتماعی اطاعت شعاری کا صلہ	۳۸۳
۳۲۳	حدیث - سنّت	۳۸۳
۳۲۴	سنتِ ختنہ	۳۸۳
۳۲۵	احیائے سنت کا ثواب اور ایجادِ بدعت کا عذاب	۳۸۴
۳۲۶	بلا تصدیق حدیث بیان کرنا، بلا علم تفسیر کرنا	۳۸۵
۳۲۷	حضور ﷺ کی طرف جھوٹی حدیث کی نسبت کرنا	۳۸۶
۳۲۸	نئی احادیث سنانے والے اور گھڑنے والے	۳۸۹
۳۲۹	اسرائیلی روایات کا حکم	۳۹۱
۳۳۰	محدثین کے چہروں پر نورانیت	۳۹۲
۳۳۱	حکایت	۳۹۳
۳۳۲	حدیث کی حفاظت اور تبلیغ کی فضیلت	۳۹۴
۳۳۳	چالیس احادیث کی تبلیغ کی فضیلت	۳۹۴
۳۳۴	اختلافی مسائل میں حق تک پہنچنے کا طریقہ	۳۹۵
۳۳۵	نصفِ دین	۳۹۶
۳۳۶	تین لوگ مرفوع القلم ہیں	۳۹۸
۳۳۷	اس امت کے لئے خطاء نسیان اور جبر معاف ہے	۳۹۹
۳۳۸	**اعمالِ مسنونہ**	۴۰۰
۳۳۹	صبح کو جاگنے اور کام میں لگنے کی سنّتیں	۴۰۱
۳۴۰	رات کی سنّتیں	۴۰۱

۳۴۱	سنت اطفال	۴۰۱
۳۴۲	سنت مکان	۴۰۲
۳۴۳	سنت گفتگو	۴۰۲
۳۴۴	سنت چراغ	۴۰۲
۳۴۵	فائدہ	۴۰۲
۳۴۶	سنت برتن	۴۰۲
۳۴۷	سنت بستر	۴۰۳
۳۴۸	سنتِ خواب	۴۰۳
۳۴۹	کھانے اور پینے کی سنتیں	۴۰۳
۳۵۰	سنتِ ید	۴۰۳
۳۵۱	سنتِ دسترخوان	۴۰۳
۳۵۲	سنتِ بسم اللہ	۴۰۳
۳۵۳	سنتِ شریک	۴۰۴
۳۵۴	سنتِ جلوس	۴۰۴
۳۵۵	سنتِ ہاتھ	۴۰۴
۳۵۶	سنتِ لقمہ	۴۰۴
۳۵۷	سنتِ سرکہ	۴۰۴
۳۵۸	سنتِ غلّہ	۴۰۴
۳۵۹	سنتِ گوشت	۴۰۵
۳۶۰	سنتِ برتن	۴۰۵
۳۶۱	سنتِ شکر	۴۰۵
۳۶۲	سنتِ شربت	۴۰۵
۳۶۳	لباس اور کپڑے کی سنتیں	۴۰۵
۳۶۴	سنتِ رنگ	۴۰۵

۳۶۵ سنّتِ عمامہ ۴۰۵
۳۶۶ سنّتِ پہننے کی ۴۰۶
۳۶۷ سنّتِ نیا کپڑا ۴۰۶
۳۶۸ سنّتِ تہہ بند ۴۰۵
۳۶۹ سنّتِ ٹوپی ۴۰۶
۳۷۰ سنّتِ لنگی ۴۰۶
۳۷۱ سنّتِ تکیہ ۴۰۶
۳۷۲ سنّتِ ضروری عورتوں کیلئے لباس ۴۰۶
۳۷۳ سنّتِ انگشتری ۴۰۷
۳۷۴ سنّتِ بال ۴۰۷
۳۷۵ سنّتِ خضاب ۴۰۷
۳۷۶ سنّتِ مونچھ وداڑھی ۴۰۷
۳۷۷ سنّتِ مہندی ۴۰۸
۳۷۸ سنّتِ سرمہ ۴۰۸
۳۷۹ سنّتِ حجامت ۴۰۸
۳۸۰ شادی اور نکاح کی سنتیں ۴۰۸
۳۸۱ سنّتِ نکاح ۴۰۸
۳۸۲ سنّتِ یوم ۴۰۸
۳۸۳ سنّتِ مکان ۴۰۸
۳۸۴ سنّتِ اعلان ۴۰۸
۳۸۵ سنّتِ خرما ۴۰۹
۳۸۶ سنّتِ شب ۴۰۹
۳۸۷ سنّتِ شوال ۴۰۹
۳۸۸ سنت ولیمہ ۴۰۹

۳۸۹ سنّتِ دعوت ۴۰۹
۳۹۰ سفر وغیرہ کی سنّتیں ۴۱۰
۳۹۱ سنّتِ ہمراہی ۴۱۰
۳۹۲ سنّتِ دن ۴۱۰
۳۹۳ سنّتِ قیام ۴۱۰
۳۹۴ سنّتِ واپسی ۴۱۰
۳۹۵ سنّتِ مکان ۴۱۰
۳۹۶ سنّتِ نماز ۴۱۱
۳۹۷ سنّت کے کاموں کی تفصیل ۴۱۱
۳۹۸ سنّتِ سلام ۴۱۱
۳۹۹ سنّتِ چھینک ۴۱۱
۴۰۰ سنّتِ جواب ۴۱۱
۴۰۱ سنّتِ اطفال ۴۱۱
۴۰۲ سنّتِ رخصت ۴۱۱
۴۰۳ سنّتِ مصافحہ ۴۱۱
۴۰۴ سنّتِ تعظیم ۴۱۲
۴۰۵ سنّتِ مجلس ۴۱۲
۴۰۶ سنّتِ وسعت ۴۱۲
۴۰۷ سنّتِ اجازت ۴۱۲
۴۰۸ سنّتِ جمائی ۴۱۲
۴۰۹ سنّتِ نام ۴۱۲
۴۱۰ بیماری وغیرہ کی سنّتیں ۴۱۳
۴۱۱ سنّتِ عیادت ۴۱۳
۴۱۲ سنّتِ واپسی ۴۱۳

۴۱۳	سنّتِ تسلّی	۴۱۳
۴۱۴	ہدایت	۴۱۳
۴۱۵	سنّتِ دوا	۴۱۳
۴۱۶	سنّتِ کلونجی اور شہد	۴۱۳
۴۱۷	سنّتِ فال	۴۱۳
۴۱۸	سنّتِ موت	۴۱۴
۴۱۹	سنّتِ قبر	۴۱۴
۴۲۰	سنّتِ طعام	۴۱۴
۴۲۱	**بدعت**	۴۱۴
۴۲۲	تہتر فرقوں میں سے حق فرقہ کی تعیین	۴۱۴
۴۲۳	بدعتی کا عمل مردود ہے	۴۱۷
۴۲۴	بدعت کی ایجاد سے سنت اٹھ جاتی ہے	۴۱۸
۴۲۵	بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی	۴۱۸
۴۲۶	بدعتی کی موت اسلام کیلئے فتح کا درجہ رکھتی ہے	۴۱۹
۴۲۷	بدعتی سے مراد	۴۱۹
۴۲۸	بدعت اور رسم ورواج مردود ہے	۴۲۰
۴۲۹	**تبلیغ - آدابِ تبلیغ - امر بالمعروف**	۴۲۱
۴۳۰	تبلیغ دین کا وجوب	۴۲۱
۴۳۱	دین کی رہنمائی کا مرتبہ	۴۲۱
۴۳۲	ایک آدمی کو ہدایت پر لے آنا ساری دنیا سے بہتر ہے	۴۲۲
۴۳۳	سببِ ورودِ حدیث	۴۲۳
۴۳۴	بقدر علم تبلیغ اسلام ضروری ہے	۴۲۳
۴۳۵	اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین شخص	۴۲۵
۴۳۶	تبلیغی جماعت کا جہاد	۴۲۶

۴۳۷	جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا	۴۲۷
۴۳۸	ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا	۴۲۷
۴۳۹	جہاد کا معنی	۴۲۸
۴۴۰	حکایت	۴۲۸
۴۴۱	حدیث کی حفاظت اور تبلیغ کی فضیلت	۴۲۹
۴۴۲	چالیس احادیث کی تبلیغ کی فضیلت	۴۲۹
۴۴۳	برائی کو ہاتھ اور زبان سے روکنا	۴۳۰
۴۴۴	ہدایت اور گمراہی کی دعوت	۴۳۱
۴۴۵	پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو	۴۳۲

کلمات برکت ودعا

مرجع العلماء والصلحاء برکت العصر رہبر طریقت سلطان الخاطین ولی کامل آل رسول حضرت

سیدی ومرشدی سید انور حسین المعروف بہ سید نفیس الحسینی دامت الطافہم

خلیفہ مجاز

مرشد العلماء والصلحاء شیخ طریقت حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری

قدس اللہ سرہٗ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ!

فاضل گرامی جناب مولانا مفتی امداد اللہ انور زید مجدہٗ ایک عرصہ سے تصنیف وتالیف کے شغل سے وابستہ ہیں متعدد گرانقدر علمی کتابوں کے تراجم منصۂ شہود پر لا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

ان کے پیش نظر علامہ عبدالرؤف مناوی رحمتہ اللہ علیہ کی بیش بہا تصنیف ''فیض القدیر'' کا اردو ترجمہ وتلخیص کرنا ہے۔ جو ہزاروں احادیث کی جامع شرح پر مشتمل ہے علاوہ ازیں حل لغات لطائف ومعارف جرح وتعدیل اور مسائل تصوف کا مرقع ہے۔ قبل ازیں بھی مولانا موصوف کی کتابوں نے قبول عام حاصل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ یہ کتاب بھی علماء کرام وفضلاء عظام کے علمی خزانے میں اضافے کا موجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مولانا ممدوح کی عمر شریف میں برکت دے اور تادم آخر دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر نفیس الحسینی

۹ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

(خانقاہ سید احمد شہیدؒ لاہور)

حالاتِ امام جلال الدین سیوطیؒ

اسم مبارک

ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال ابوبکر بن محمد سیوطی رحمتہ اللہ علیہ۔

ولادت

بعد نماز مغرب شب اتوار یکم رجب ۸۴۹ھ میں مصر کے مشہور شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ (التحدث بنعمتہ اللہ للسیوطی ص ۱۲)

جس گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی وہ علم وعرفان کا اپنے وقت میں مخزن اعلیٰ تھا۔ آپ کے برادران حفاظِ قرآن اور عالم تھے۔ آپ کے والد جید شافعی عالم، فقیہ وقت، کئی کتب کے مصنف اور قاضی تھے۔ اپنے گھر میں روزانہ ایک قرآن پاک تلاوت فرماتے تھے۔

والد کی وفات کے بعد علامہ ابن ہمامؒ کی کفالت میں

جب آپ پانچ برس سات ماہ کے تھے اور قرآن پاک کو سورۂ تحریم تک حفظ کرلیا تھا تو ان کے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا، ان کے اس یتیمی کے زمانہ میں مشہور حنفی عالم امام کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ نے کفالت فرمائی (بغیتہ الوعاۃ للسیوطی)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی دعا

علامہ سیوطی کو ان کے والد گرامی نے بچپن میں حافظ امام ابن حجر عسقلانی کی مجلس میں بٹھایا اور حافظ ابن حجرؒ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

تحصیل علم

آٹھ سال کی عمر میں آپ نے حفظ قرآن پاک کے ساتھ صرف، نحو، لغت، فقہ اور عقائد کی کتب کے متون یاد کر لئے تھے پھر آپ نے حصول علم کے لئے شام، حجاز، یمن، ہندوستان، دمیاط وغیرہ ممالک اور شہروں کا سفر کیا۔ آپ نے دوران طالب علمی حج کے موقع پر آب زمزم جن مقاصد کے لئے نوش فرمایا ان میں سے دو یہ تھے۔

۱:۔ علم فقہ میں اپنے استاذ حضرت سراج الدین بلقینی حنفی کے مقام پر

۲:۔ اور علم حدیث میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤں۔

اساتذہ کرام

آپ نے نوسو سے زائد اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا جن میں اس زمانہ کے مذاہب اربعہ کے ائمہ کبار بلا امتیاز شامل ہیں۔ مثلاً امام سراج الدین بلقینی حنفی، شرف الدین مناوی شافعی جد علامہ عبدالرؤف مناوی شارح جامع صغیر، تقی الدین شمنی حنفی ۸۷۲ھ، محی الدین محمد بن سلیمان روحی حنفی، سیف الدین حنفی، علامہ ابن ہمام حنفی، علامہ جلال الدین محلی شافعی ۸۶۴ھ العز احمد بن ابراہیم حنبلی۔

تلامذہ کرام

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ امام ابن طولون، محمد بن علی حنفی ۹۵۳ھ وغیرہ

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں جتنے فقہاء، محدثین اور علمائے عربیت وغیرہ تیار فرمائے ہیں۔ ان سے کہیں زیادہ اپنی کتب کے ذریعہ سے اپنے تلامذہ اور مستفیدین پیدا کئے ہیں۔

علوم سیوطی

حضرت علامہ نے اپنی کتاب ''حسن المحاضرہ'' میں اپنے متعلق جن علوم وفنون کی معرفت اور نسبت بیان فرمائی ہے وہ درج ذیل ہیں:

تفسیر، متعلقات تفسیر، قراءت، حدیث، متعلقات حدیث، دعوات واذکار، فقہ، علوم متعلقہ فقہ، فن اصول، علم تصوف، فن عربیت، فن متعلقات عربیت، فن تاریخ، ادب، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم جدل، علم صرف، علم انشاء، علم ترسیل، علم فرائض ومیراث (حسن المحاضرۃ ۱/ ۳۳۸)۔

کثرت تالیفات وتصنیفات

علم کتب کی مشہور کتاب (ہدیۃ العارفین) میں حضرت علامہ سیوطیؒ کی کتب کی تعداد ایک قول میں چھ سو اور ایک میں سات سو بیان فرمائی ہے اور چھ سو کتب کے ناموں کی مکمل فہرست بھی دے دی ہے جن کو وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ نے تقریباً ہر اسلامی موضوع اور مسئلہ پر اپنی تحقیقات اور تصنیفات پیش فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اکسٹھ سالہ زندگی میں کثرت عبادت، تعلیم، قضائے حوائج اور کثرت مطالعہ کے ساتھ کثرت تالیفات وتصنیفات کی بہت بڑی نعمت عطا فرمائی تھی۔ اگر ان کی سب تالیفات عام ہو جائیں تو آج علمائے کرام کو بہت سے مسائل پر لکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ الحمدللہ! آج حضرت علامہ کی بہت سی کتب وافر تعداد میں عرب ممالک سے شائع ہو رہی ہیں، احقر مترجم کے پاس بھی حضرت علامہ کی بہت سی کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ سیوطی کی عمر اور وقت دونوں میں برکت رکھی تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک فن میں کئی کئی مختلف طرز کی یادگار اور سرمایہ افتخار کتب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ حضرت علامہ کی کتب میں تکرار بھی ہے، تاہم وہ اپنی جگہ پر ضروری اور مفید معلوم ہوتا ہے اس طرح سے معلوم ہوتا ہے علامہ موصوف نے اپنے علم کو جدید طریقہ کے مطابق اپنے دور میں (کمپیوٹرائزڈ) تقسیم فرما کر آج کی ضرورت کو بھی صدیوں پہلے پورا کیا اور مختلف علوم وفنون میں استعمال فرمایا۔ یہ بات ہر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت علامہ نے علوم اسلام کو مختلف شکلوں میں سہل الوصول بنایا اور رہتی دنیا تک ان کی کتب سے ہر طبقہ کے علماء، محققین مستفید ہوتے رہیں گے۔

پہلی تصنیف

سترہ سال کی عمر میں ۶۶ ۷ھ میں آپ نے سب سے پہلی کتاب ریاض الطالبین تحریر فرمائی جس میں آپ نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے متعلق علوم جمع فرمائے۔ تصنیف کے ابتدائی زمانہ میں آپ نے مختلف علوم کی کتب کے خلاصے اور اضافے فرمائے بعد میں مستقل تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا حضرت علامہ کی بہت سی کتب کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں اور بہت سی مختصر رسالوں پر بہرحال جتنی کتب بھی تحریر فرمائیں سب علماء میں عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

اعتراض و جواب

بعض لوگ حضرت علامہ سیوطی کو حاطب لیل کا خطاب دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اپنی کتب میں رطب و یابس جمع کر دیتے ہیں اور کمزور باتیں تحریر فرماتے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں۔ حضرت علامہ نے ہر کتاب کو اپنے خاص مقصد کو سامنے رکھ کر تالیف کیا ہے اور قارئین کی مطلوبہ ضروریات کو اپنے انداز کے مطابق دوسری کتب میں تحریر کر دیا ہے اس لئے کسی تصنیف یا تحقیق کے متعلق ان کی دیگر تصنیفات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ دیا جائے مثلاً انہوں نے ایک کتاب الجامع الکبیر تالیف فرمائی۔ جس میں ہر قسم کی روایات درج ہیں اس میں صحیح ضعیف وغیرہ میں امتیاز نہیں کیا بادی النظر میں یہ اعتراض ہوسکتا ہے لیکن جب ان کی کتاب ''اللآلی المصنوعہ'' اور ''الجامع الصغیر'' اور ''زوائد علی الجامع الصغیر'' اور ''الدرر المنتثرہ'' وغیرہ کو دیکھا جائے تو یہ اعتراض قائم نہیں رہتا کیونکہ حضرت علامہ نے اس ضرورت کے حل کے لئے ایک ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جیسا کہ علامہ ابن جوزی جیسے کثیر التصنیف عالم نے کیا ہے۔ ان کی کتابوں سے اس درجہ سے علماء فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کو کتب حدیث کے حالات معلوم ہوں اور ایسا ہی فیصلہ دوسری کتب حدیث کا ہے چاہے اس کی وجہ کوئی اور ہو۔

علمی مقام و مرتبہ

آپ کا علمی مقام ان کے اساتذہ اور تلامذہ کے ساتھ ساتھ ان کی کتب سے بھی

معلوم کیا جا سکتا ہے جو ان کے علم کی غایت درجہ بلندی پر واضح دلالت کرتی ہیں، ذکر کیا گیا ہے کہ آپ دو لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ (مقدمہ تدریب الراوی)

حضرت علامہ سیوطی نے اپنے تفصیلی حالات حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاھرہ میں اور التحدث بنعمة الله وغیرہ میں تحریر فرمائے ہیں ان میں حضرت علامہ نے اپنی بہت سی کتب کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

اجتہاد کا دعوی

آخر عمر میں آپ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں تمام علوم اجتہاد جمع فرما دیئے ہیں اس پر اس زمانہ کے علماء نے ان سے اختلاف بھی فرمایا لیکن حضرت علامہ سیوطی نے ان کے جواب میں کئی کتب تالیف فرمائیں اور ان کے تفصیلی جوابات لکھے اور ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام "الرد علی من اخلد الی الارض وجهل ان الاجتهاد فی کل عصر فرض" رکھا یہ مطبوعہ ہے اس میں فرماتے ہیں (اس وقت) مشرق سے مغرب تک پوری روئے زمین پر کوئی آدمی علم حدیث اور عربی دانی میں مجھ سے آگے نہیں ہے سوائے حضرت خضر یا قطب یا ولی اللہ کے۔

تفصیل کے لئے فیض القدیر شرح جامع صغیر ۱/۱۱-۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

مسند تدریس

آپ عمر کے سترہویں سال ۸۶۶ھ سے لغت اور علم فقہ کی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے اور حدیث کے املاء کے لئے ۸۷۲ھ میں مسند نشین ہوئے۔ جس کے لئے ان کے استاد مکرم شیخ تقی الدین شمنی نے تصدیق فرمائی۔

کراماتِ امام جلال الدین سیوطیؒ

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام سیوطی کو ظاہری علوم عطا فرما کر آپ کو عالم یگانہ روز بنایا تھا' وہاں پر آپ کو باطنی علوم اور ولایت خاص عطا فرمائی تھی اور یہ سب آپ کے روحانی مقام و مرتبہ ہی کی بدولت تھا کہ آپ نے تقریباً سات سو کتب مختلف علوم وفنون میں تصنیف فرمائی تھیں' چنانچہ امام شعرانی اور ابن العماد حنبلی ارشاد فرماتے ہیں:

اگر آپ کی کثرت تصانیف اور تدقیقات کے علاوہ کوئی اور کرامت نہ ہوتی تو یہ بھی ان کی جلالت شان کیلئے کافی تھا' اس شخص کیلئے جو قدرت خداوندی پر ایمان رکھتا ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء ج ۲ ص ۱۵۷، شذرات الذہب ابن عماد ج ۸ ص ۵۱)۔

ستائیس قدم پر مکہ پہنچ گئے

علامہ جلال الدین سیوطی کے خادم محمد بن علی الحباک بیان کرتے ہیں کہ ان کو علامہ سیوطی نے ایک دن دوپہر کو آرام کے وقت فرمایا جبکہ آپ اس وقت مصر میں مسجد قرافہ میں شیخ عبداللہ جیوشی کے ستون کے پاس تشریف فرما تھے۔ ہم عصر کی نماز مکہ میں پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس شرط پر کہ جب تک کہ میری وفات نہ ہو' تم اس کرامت کا کسی کے سامنے ذکر نہیں کرو گے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آنکھیں بند کرو تو میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر تقریباً ستائیس قدم اٹھائے ہوں گے کہ آپ نے فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ہم باب مَعلاۃ (حرم مکہ) پر پہنچ چکے تھے پھر ہم نے اماں خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت فضیل بن عیاضؒ حضرت سفیان بن عیینہؒ وغیرہم کی (قبور مبارکہ کی) زیارت کی' حرم میں داخل ہوئے طواف کیا' ماء زمزم پیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے عصر کی نماز ادا کی اور زمزم کا پانی پیا۔ اس کے بعد علامہ سیوطیؒ نے مجھے فرمایا۔ اے فلاں ہمارے لئے زمین کا سمٹ جانا اتنا عجیب نہیں جتنا یہ کہ مصر کا رہنے والا بیت اللہ کا مجاور ہمیں نہیں پہچانتا۔ پھر فرمایا اگر چاہو تو میرے ساتھ چلو اگر چاہو تو یہیں رہ جاؤ۔ حتیٰ کہ

حجاج آجائیں (پھر تم ان کے ساتھ واپس آجانا) میں نے عرض کیا کہ میں تو جناب کے ساتھ ہی واپس جاؤں گا چنانچہ ہم باب معلاۃ کی طرف چلے اور مجھے فرمایا اپنی آنکھیں بند کرلو پھر آپ نے سات قدم اٹھائے پھر فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو۔ (جب میں نے آنکھیں کھولیں) تو ہم جیوشی کے (اسی ستون کے) پاس تھے (جہاں سے جاتے ہوئے روانہ ہوئے تھے) پھر ہم حضرت عمار بن الفارض کے پاس گئے اور شیخ اپنے گدھے پر سوار ہوگئے اور اس طرح سے ہم آپ کے گھر تک جامع مسجد طولون میں پہنچ گئے۔

(تشریح)

انسان روح اور جسم کا مرکب ہے، روح لطیف ہے اور بدن کثیف، چونکہ دیکھنے میں روح بدن کے تابع ہے لیکن جب انسان میں ملکہ ملکوتی یا ملکہ جبروتی پیدا ہوتا ہے تو بدن کی کثافت ختم ہو جاتی ہے اور روح غالب آجاتی ہے۔ اسی غلبہ روحانی کی وجہ سے انسان مافوق العادۃ کام سرانجام دے دیتا ہے۔ اگر ایسے کام ملکہ جبروتی (شیطانی طاقتوں) کی وجہ سے کفار اور بدکاروں سے ظاہر ہوں تو اس کو استدراج کہتے ہیں اور اگر خلافِ عادت مافوق الفطرت کام ملکہ ملکوتی (عالم ملائکہ والی صفات) کی وجہ سے کامل مومنین اولیاء اللہ سے ظاہر ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ کرامت ہوتی ہے۔ جس سے اولیاء کا اعزاز واکرام مقصود ہوتا ہے، چنانچہ جو حضرات تھوڑے سے وقت میں طویل فاصلہ طے کر لیتے ہیں وہ عام طور پر اسی ملکہ کے حاصل ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں یا اس کے بغیر ہی محض اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ایسا ہو جاتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ولی کی کرامت کہیں گے۔ یہ مختصر وقت میں طویل سفر کرنے کی کرامات اولیاء کرام کے حق میں درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں سید عبدالغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اہل سنت کے علماء کے نزدیک درست ہے اور علماء احناف وشوافع نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے بہت سے مسائل کی اس پر بنیاد رکھی ہے حوالہ کے لئے فتح القدیر ابن ہمام کا باب ثبوت النسب اور فتاویٰ ابن حجر مکی اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی جامع کرامات الاولیاء کا مقدمہ ملاحظہ ہو۔

بعض حضرات اس کرامت کو خود اولیاء کا ذاتی اختیار مانتے ہیں اور پھر اولیاء کے حق میں ایسے ایسے کام اور عقیدے منسوب کرتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے ساتھ مخصوص ہیں' ایسے حضرات کی خدمت میں سلطان الاولیاء حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ کا ارشاد نقل کر دینا ہی کافی ہے۔ اگر سمجھ لیں تو ہدایت کیلئے یہ بھی کافی ہے چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے زمین کے لپیٹ لئے جانے کا سوال کیا گیا (کہ اولیاء جہاں جانا چاہتے ہیں بہت کم وقت میں وہاں پہنچ جاتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟) تو آپ نے ارشاد فرمایا اولیاء کے حق میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ ابلیس شیطان (اور جنات) بھی ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت اور مرتبہ نہیں ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء ۱/ ۶۷)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو شیخ الحدیث کا خطاب دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی گئی (اس میں دیکھنے والے نے دیکھا کہ) حضرت سیوطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے بارے میں سوال فرما رہے ہیں اور جناب نبی کریمؐ ان سے فرما رہے ہیں اے شیخ السنۃ اس کا جواب یہ ہے' اور پوچھو۔

اس طرح کا خواب خود علامہ سیوطی نے بھی دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرما رہے ہیں اے شیخ الحدیث اور پوچھو۔ (جامع کرامات الاولیاء ۲/ ۱۵۸)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نجات کا سوال

علامہ سیوطیؒ کے شاگرد شیخ عبدالقادر شاذلیؒ کتاب الترجمۃ (للسیوطی) میں فرماتے ہیں کہ آپ بیان فرماتے تھے کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے حالت بیداری میں مشرف ہوا تو آپؐ نے مجھے ارشاد فرمایا: (یا شیخ الحدیث) اے شیخ الحدیث میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں جنتیوں میں سے ہوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا بغیر عذاب دیئے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: آپ کو یہ بھی حاصل ہے (کہ

بغیر عذاب کے جنت میں جاؤ گے)۔(جامع کرامات الاولیاء ۲/ ۱۵۸)۔

ستر سے زائد مرتبہ بیداری میں آنحضرتؐ کی زیارت ہوئی

علامہ سیوطیؒ سے شیخ عبدالقادرؒ (تلمیذ سیوطیؒ) نے عرض کیا: اے میرے آقا! آپ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں کتنی مرتبہ زیارت فرمائی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ستر سے کچھ زیادہ مرتبہ۔(ایضا)۔

(تشریح)

کہیں دور دراز علاقہ میں بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا بہت سے اولیاء کو حاصل ہوا ہے۔ اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ ان اولیاء کی روحانی طور پر بہت زیادہ ترقی ہوتی ہے جس سے نظر کی کثافت دور ہو جاتی ہے اور بعض مرتبہ اپنی ذاتی توجہ کرنے سے زیارت حاصل کرتے ہیں یا ان کے درمیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم سے حجابات زائل ہو جاتے ہیں اور یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی وجہ استبعاد نہیں ہے، بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ان اولیاء کو آنحضرتؐ کے مثالی وجود کی زیارت ہوتی ہے یہ درست نہیں اور نہ ہی اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی زیارت کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ مثال ہے حقیقت نہیں۔ (امداد اللہ انور)

ابن الکتب (کتابوں کا بیٹا)

علامہ سیوطیؒ کو ابن الکتب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ اس وجہ سے کہ ان کے والد نے ان کی والدہ سے ایک کتاب منگوائی تو ان کو دردِ زہ شروع ہو گیا اور علامہ سیوطیؒ کتابوں کے درمیان میں ہی پیدا ہو گئے۔ (الاعلام للزرکلی ۳/ ۳۰۱ بحوالہ المنح البادیۃ فی الاسانید العالیۃ للشیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن زکریا الفاسی نزیل مصر ۱۱۴۴ھ)۔

اولاد

آپ نے اپنی جسمانی اولاد نہیں چھوڑی۔

وفات

وفات سے سات روز قبل داہنے بازو میں ورم اٹھا جو وفات کا سبب بنا' شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ میں وفات پائی اور اپنی عمر کے ۶۱ سال دس ماہ اٹھارہ یوم پورے کئے۔

دو جنازے

ان کا پہلا جنازہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد احمد ابار یقی میں پڑھایا جس میں خلق کثیر شریک ہوئی۔ ان کا دوسرا جنازہ جامع مسجد جدید مصر میں پڑھا گیا۔

آپ کا مزار مبارک حضرات اہل علم وعوام کی زیارت گاہ ہے۔

رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَاَنَارَ ضَرِيْحَهٗ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ مِنْ رِضْوَانِهٖ كُلَّمَا اسْتَنَارَتْ بِمُؤَلَّفَاتِهِ الْقُلُوْبُ وَلَمَعَتْ بِاَنْوَارِهَا الْغُيُوْبُ.

امداد اللہ انور غفرلہ

تالیفات امام سیوطی

درج ذیل کتابوں کی فہرست کے مطابق علامہ سیوطی کی تصانیف کی کل تعداد 607 بنتی ہے ہوسکتا ہے اس فہرست میں بعض کتابوں کے نام رہ گئے ہوں اور بعض کے نام مکرر آ گئے ہوں۔ ہم نے ہر کتاب کے نام کے آگے اپنے علم کے مطابق علامہ سیوطی کی مطبوعہ اور مخطوطہ کتابوں کی نشاندہی کر دی ہے اس وقت الحمدللہ دینی کتب کی اشاعت کے بے شمار ادارے غیر مطبوعہ کتابوں کی اشاعت کی خدمت انجام دے رہے ہیں اس لئے علامہ سیوطیؒ کی اور بھی کئی کتابیں چھپ چکی ہوں گی جن کا علم نہیں ہوسکا۔ قارئین کرام مطبوعہ کتابوں کی مزید معلومات کے لئے اپنی کوشش سے استفادہ فرمائیں (امداداللہ انور)

مطبوعہ کتب: 166	غیر مطبوعہ کتب: 441	کل تعداد: 607

۱	ابواب السعادة فی اسباب الشهادة	مطبوع
۲	الابتهاج فی مشکل المنهاج	مخطوط
۳	اتحاف الفرقة برفو الخرقة	مطبوع
۴	اتحاف النبلاء باخبار النقلاء	مخطوط
۵	الاتقان فی علوم القرآن	مطبوع
۶	اتمام الدراية لقراء النقاية	مخطوط
۷	اتمام النعمة فی اختصاص الاسلام بهذه الامة	مطبوع
۸	اجر الجزل فی العزل	مخطوط
۹	الاجوبة الزکیة عن الالغاز السبکیة	مطبوع
۱۰	الاحادیث الحسان فی فضل الطیلسان	مخطوط
۱۱	الاحادیث المنیفة فی السلطنة الشریفة	مخطوط
۱۲	احاسن الاقتباس فی محاسن الاقتباس	مخطوط
۱۳	الاحتفال بالاطفال	مطبوع
۱۴	احیاء المیت بفضائل اهل البیت	مخطوط
۱۵	الاخبار المأثورة فی الاطلاء بالنورة	مطبوع

۱۶	الاخبار المروية فی سبب وضع العربية	مخطوط
۱۷	اخبار الملائكة	مخطوط
۱۸	آداب الفتوی	مخطوط
۱۹	آداب الملوک	مخطوط
۲۰	ادب القاضی علی مذهب الشافعی	مخطوط
۲۱	الادب المفرد فی الحديث	مخطوط
۲۲	إذكار الاذكار مختصر حلية الابرار	مخطوط
۲۳	الارج فی الفرج	مطبوع
۲۴	اربعين فی رفع اليدين فی الدعا	مطبوع
۲۵	اربعين فی فضل الجهاد	مخطوط
۲۶	ارشاد المهتدين الی نصرة المجتهدين	مخطوط
۲۷	ازالة الوهن عن مسئلة الرهن	مخطوط
۲۸	الازدهار فيما عقد الشعراء من الآثار	مخطوط
۲۹	ازهار الآكام فی اخبار الاحكام	مخطوط
۳۰	ازهار العروش فی اخبار الحبوش	مخطوط
۳۱	ازهار الفاتحة علی الفاتحة	مخطوط
۳۲	ازهار الفضة فی شرح الروضة	مخطوط
۳۳	ازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة	مطبوع
۳۴	الاساس فی فضل بنی العباس	مخطوط
۳۵	اسباب الاختلاف فی الفروع	مخطوط
۳۶	اسباب الحديث	مخطوط
۳۷	اسبال الكساء علی النساء	مخطوط
۳۸	اسجال الاهتداء بابطال الاعتداء	مخطوط
۳۹	اسعاف الطلاب من مختصر جامع الصغير بترتيب الشهاب	مخطوط
۴۰	اسعاف المبطابر جال الموطا	مطبوع
۴۱	الاسئلة الوزيرية	مطبوع

۴۲	الاشباه والنظائر . فی العربیة	مطبوع
۴۳	الاشباء والنظائر فی الفقه	مطبوع
۴۴	اطراف الاشراف	مخطوط
۴۵	الاعتماد والتوکل علی ذی التکفل	مخطوط
۴۶	اعذب المناهل فی حدمن قال انه عالم فهو جاهل	مطبوع
۴۷	الاعراض والتولی عمن لایحسن یصلی	مخطوط
۴۸	اعلام الاریب بحدوث بدعة المحاریب	مخطوط
۴۹	الاعلام بحکم عیسی علیه السلام	مطبوع
۵۰	اعلام الحسنی بمعانی الاسماء الحسنی	مخطوط
۵۱	اعلام النصر فی اعلام سلطان العصر	مخطوط
۵۲	اعمال الفکر فی فضل الذکر	مطبوع
۵۳	اعیان الاعیان	مخطوط
۵۴	الاعتضاء فی دعاء الاعضاء	مخطوط
۵۵	اعیان اعلام النصر فی مسئلة البروز علی النهر	مخطوط
۵۶	اعانة المستغیث فی حل بعض اشکالات الحدیث	مخطوط
۵۷	الاسفار عن قلم الاظفار	مخطوط
۵۸	الآس فی من رأس فی الکس من المطایبات	مخطوط
۵۹	افادة الخبر بنصه فی زیادة العمر ونقصه	مخطوط
۶۰	الافتراض فی رد الاعتراض	مخطوط
۶۱	الافصاح فی اسماء النکاح	مخطوط
۶۲	الافصاح بزوائد القاموس علی الصحاح	مخطوط
۶۳	الاقتراح فی اصول النحو	مطبوع
۶۴	الافصاح علی تلخیص المفتاح	مخطوط
۶۵	الاقتناس فی مسئلة التماص	مخطوط
۶۶	آکام العقیان فی احکام الخصیان	مخطوط
۶۷	الا کلیل فی استنباط التنزیل	مطبوع

۶۸	القام الحجر لمن زکی سباب ابی بکر و عمر	مخطوط
۶۹	الالفیة فی مصطلح الحدیث	مطبوع
۷۰	الالفیة فی النحو	مطبوع
۷۱	الالماع فی الاتباع	مخطوط
۷۲	الویة النصر فی خصیص بالقصر	مطبوع
۷۳	امالی علی الدرة الفاخرة	مخطوط
۷۴	امالی علی القرآن	مخطوط
۷۵	امالی المطلقة	مخطوط
۷۶	الانافة فی رتبة الخلافة	مخطوط
۷۷	انباء الاذکیاء لحیاة الانبیاء	مطبوع
۷۸	الانتصار بالواحد القهار	مخطوط
۷۹	انجاز الوعد المنتقی من طبقات ابن سعد	مخطوط
۸۰	انشاب الکتب فی انساب الکتب	مخطوط
۸۱	الانصاف فی تمییز الاوقاف	مطبوع
۸۲	انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب	مطبوع
۸۳	الاوج فی خبر عوج	مخطوط
۸۴	الآیة الکبری فی شرح قصة الاسراء	مخطوط
۸۵	الانوار السنیة فی تاریخ الخلفاء والملوک بمصر السنیة	مخطوط
۸۶	الباحة فی المباحة	مخطوط
۸۷	البارع فی اقطاع الشارع	مطبوع
۸۸	البارق فی قطع یدالسارق	مخطوط
۸۹	الباهر فی حکم النبی صلی الله علیه وسلم فی الباطن والظاهر	مخطوط
۹۰	بدائع الزهور فی وقایع الدهور	مخطوط
۹۱	البدر الذی انجلی فی مسئلة الولا	مطبوع
۹۲	البدور السافرة فی امور الآخرة	مطبوع
۹۳	بدیعیة و شرحها	مخطوط

۹۴	البحر الذی زخر فی شرح نظم الدرر	مخطوط
۹۵	بذل العسجد فی سوال المسجد	مطبوع
۹۶	بذل المجهود لخزانة محمود	مخطوط
۹۷	بذل الهمة فی طلب براء ة الذمة	مطبوع
۹۸	برد الظلال فی تکرار السؤال	مخطوط
۹۹	البرق الوامض فی یائیة ابن الفارض	مخطوط
۱۰۰	بزوغ الهلال فی الخصال الموجبة للضلال	مخطوط
۱۰۱	بسط الکف فی اتمام الصف	مطبوع
۱۰۲	بشری الکئیب بلقاء الحبیب	مطبوع
۱۰۳	بغیة الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد	مخطوط
۱۰۴	بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة	مطبوع
۱۰۵	بلبل الروضةمقامة	مخطوط
۱۰۶	البرهان فی علامة مهدی آخر الزمان	مخطوط
۱۰۷	بشری العابس فی حکم والدیور والکنائس	مخطوط
۱۰۸	بلغةالمحتاج فی مناسک الحاج	مخطوط
۱۰۹	بلوغ المآرب فی اخبار العقارب	مخطوط
۱۱۰	بلوغ المأمول فی خدمة الرسول	مطبوع
۱۱۱	بما؟ رواه الواعون فی اخبار الطاعون	مخطوط
۱۱۲	البهجة المضیة فی شرح الالفیة لابن مالک	مخطوط
۱۱۳	بهجة الناظر ونزهة الخاطر	مخطوط
۱۱۴	التاج فی اعراب مشکل المنهاج	مخطوط
۱۱۵	تاخیر الظلامة الی یوم القیامة	مخطوط
۱۱۶	تاریخ الخلفاء	مطبوع
۱۱۷	تایید الحقیقة العلیة وتشیید الطریقة الشاذلیة	مخطوط
۱۱۸	التبر الذائب فی الافراد والغرائب	مخطوط
۱۱۹	التبری من معرة المعری	مخطوط

۱۲۰	تبییض الصحیفة بمناقب الامام ابی حنیفة	مطبوع
۱۲۱	التبشیت عند التبییت	مطبوع
۱۲۲	التحبیر فی علوم التفسیر	مخطوط
۱۲۳	تجرید العنایة فی تخریج احادیث الکفایة	مطبوع
۱۲۴	التحدث بنعم الله تعالی	مطبوع
۱۲۵	تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص	مخطوط
۱۲۶	التحریر شرح الاعمی والبصیر علی الالفیة	مخطوط
۱۲۷	تحریر المنقول و تهذیب الاصول	مخطوط
۱۲۸	تحفة الآثار فی الادعیة والاذکار	مخطوط
۱۲۹	تحفة الابرار بنکت الاذکار	مخطوط
۱۳۰	تحفة الایجاب بمسئلة السنجاب	مطبوع
۱۳۱	تحفة الجلساء برؤیة الله تعالی للنساء	مطبوع
۱۳۲	تحفة الحبیب نبجاة مغنی اللبیب	مخطوط
۱۳۳	تحفة الشابه فی تلخیص المتشابه	مخطوط
۱۳۴	تحفة الظرفاء باسماء الخلفاء	مخطوط
۱۳۵	تحفة القریب فی الکلام علی مغنی اللبیب	مخطوط
۱۳۶	تحفة الکرام باخبار الاهرام	مخطوط
۱۳۷	تحفة المجالس ونزهة المجالس	مطبوع
۱۳۸	تحفة المذاکر المنتخب من تاریخ ابن عساکر	مخطوط
۱۳۹	تحفة المهتدین باسماء المجددین	مخطوط
۱۴۰	تحفة الناسک بنکت المناسک	مخطوط
۱۴۱	التحفة الظریفة فی السیرة الشریفة	مخطوط
۱۴۲	تحفة النجباء فی قولهم هذا بسرا اطیب منه رطبا	مخطوط
۱۴۳	التخبیر فی علوم التفسیر	مخطوط
۱۴۴	تخریج احادیث المواقف فی الکلام	مخطوط
۱۴۵	تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی	مطبوع

۱۴۶	تذکرة فی العربیة	مخطوط
۱۴۷	تذکرة المؤتسی بمن حدّث و نسی	مخطوط
۱۴۸	التذنیب فی الزوائد علی التقریب	مخطوط
۱۴۹	التذییل والتذنیب علی نهایة الغریب	مخطوط
۱۵۰	ترجمان القرآن	مطبوع
۱۵۱	ترجمة النووی والبلقینی	مخطوط
۱۵۲	تزیین الارائک فی ارسال نبینا الی الملائک	مطبوع
۱۵۳	تزیین الممالک بمناقب الامام مالک	مخطوط
۱۵۴	الترصیف علی شرح التصریف	مخطوط
۱۵۵	تسمیة الاشیاء	مخطوط
۱۵۶	تسمیط	مخطوط
۱۵۷	تشنیف الاسماع باحکام السماع	مخطوط
۱۵۸	تشنیف السمع بتعدید السبع	مخطوط
۱۵۹	تشیید الارکان من لیس فی الامکان ابدع مماکان	مخطوط
۱۶۰	التصحیح لصلاة التسبیح	مخطوط
۱۶۱	التضلع بمعنی التقنع	مخطوط
۱۶۲	الظریف فی التصحیف	مخطوط
۱۶۳	تعریف الاعجم بحروف المعجم	مخطوط
۱۶۴	التعریف بآداب التالیف	مطبوع
۱۶۵	تعریف الفئة باجوبة الاسئلة المئة	مطبوع
۱۶۶	تعریف الوری عن السوال السکندری	مخطوط
۱۶۷	التعظیم والمنة فی ان ابوی النبی صلی الله علیه وسلم فی الجنة	مخطوط
۱۶۸	التعلل والاطفا لنار لاتطفی	مخطوط
۱۶۹	تعلیقة علی سنن الکبیرة	مخطوط
۱۷۰	تعلیقة المنیفة علی مسند ابی حنیفة	مخطوط
۱۷۱	تعلیق الشص فی حلق اللص	مخطوط

۱۷۲	تفسیر الجلالین فی النصف الاول	مطبوع
۱۷۳	تفسیر الفاتحة	مخطوط
۱۷۴	تقریب القریب فی الحدیث	مخطوط
۱۷۵	تقریر الاسناد فی تفسیر الاجتهاد	مخطوط
۱۷۶	تلخیص الاربعین لابن حجر فی المتباین	مخطوط
۱۷۷	تمهید الفرش فی الخصال الموجبة لظل العرش	مخطوط
۱۷۸	تناسق الدرر فی تناسب السور	مطبوع
۱۷۹	التنبیه بمن یبعثه الله علی راس کل مائة	مطبوع
۱۸۰	تنبیه الغبی فی تنزیه ابن عربی	مخطوط
۱۸۱	تنزیه الاعتقاد عن الحلول والاتحاد	مطبوع
۱۸۲	تنزیه الانبیاء عن تسفیه الاغبیاء	مطبوع
۱۸۳	التنفیس فی الاعتذار عن ترک الافتاء والتدریس	مخطوط
۱۸۴	التنقیح فی مسئلة التصحیح	مخطوط
۱۸۵	تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک	مطبوع
۱۸۶	تنویر الحوالک علی موطا الامام مالک	مطبوع
۱۸۷	توجیه العزم الی اختصاص الاسم بالجر والفعل بالجزم	مخطوط
۱۸۸	التوشیح علی التوضیح شرح الالفیة	مخطوط
۱۸۹	التوشیح علی الجامع الصحیح للبخاری	مخطوط
۱۹۰	توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک	مخطوط
۱۹۱	تهذیب الاسماء	مخطوط
۱۹۲	التهذیب فی اسماء الذیب	مخطوط
۱۹۳	الثبوت فی ضبط الفاظ القنوت	مخطوط
۱۹۴	الثغور الباسمة فی مناقب السیدة فاطمة	مخطوط
۱۹۵	ثلج الفؤاد فی احادیث لبس السواد	مطبوع
۱۹۶	الجامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر	مطبوع
۱۹۷	جامع المسانید	مطبوع

۱۹۸	جامع الفرائض	مخطوط
۱۹۹	جر الذیل فی علم الخیل	مخطوط
۲۰۰	جزء السلام علی سید الانام	مخطوط
۲۰۱	جرء فی صلوة الضحی	مطبوع
۲۰۲	جزء الوزیر	مخطوط
۲۰۳	جزء الهاشمی	مخطوط
۲۰۴	جزء هلال الحفار	مخطوط
۲۰۵	جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب	مخطوط
۲۰۶	جمع الجوامع فی الحدیث	مطبوع
۲۰۷	جمع الجوامع فی النحو	مطبوع
۲۰۸	الجمع والتفریع فی انواع البدیع	مخطوط
۲۰۹	جنی الحنان	مخطوط
۲۱۰	الجواب الارشد فی تنکیر الاحد و تعریف الصمد	مخطوط
۲۱۱	الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم	مطبوع
۲۱۲	الجواب الحزم فی حدیث التکبیر جزم	مطبوع
۲۱۳	الجواب الزکی عن قحامة ابن الکرکی	مخطوط
۲۱۴	الجواب المصیب عن اعتراض الخطیب	مخطوط
۲۱۵	جهد القریحةفی تجرید النصیحة	مخطوط
۲۱۶	الجهر بمنع البروز علی شاطی النهر	مطبوع
۲۱۷	جیاد المسلسلات	مخطوط
۲۱۸	حاطب لیل وجارف سیل فی معجم الشیوخ	مطبوع
۲۱۹	الحاوی للفتاوی	مطبوع
۲۲۰	الحبائک فی اخبار الملائک	مطبوع
۲۲۱	الحبل الوثیق فی نصرة الصدیق	مطبوع
۲۲۲	الحجج المبینة فی التفضل بین مکة والمدینة	مخطوط
۲۲۳	حدیقة الادیب و طریقة الاریب	مخطوط

۲۲۴	حسن التسبیک فی حکم التشبیک	مطبوع
۲۲۵	حسن التخلیص لتالی التلخیص	مخطوط
۲۲۶	حسن السیر فیما للفرس من اسماء الطیر	مخطوط
۲۲۷	حسن التعهد فی احادیث التسمیة والتشهد	مخطوط
۲۲۸	حسن السمت فی الصمت	مخطوط
۲۲۹	حسن التعریف فی عدم التحلیف	مطبوع
۲۳۰	حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة	مطبوع
۲۳۱	حسن المقعد فی عمل المولد	مطبوع
۲۳۲	حسن النیة فی خانقاه البیبرسیة	مخطوط
۲۳۳	الحصر والاشاعة لاشراط الساعة	مخطوط
۲۳۴	حصول الرفق باصول الرزق	مخطوط
۲۳۵	حصول النوال فی احادیث السؤال	مخطوط
۲۳۶	الحظ الوافر من المغنم فی استدراک الکافر	مطبوع
۲۳۷	الحکم المشهرة من عدد الحدیث من الواحد الی العشرة	مخطوط
۲۳۸	الحکم الواردة علی الاعداد الزائدة	مخطوط
۲۳۹	حل عقود الجمان فی علمی المعانی والبیان	مخطوط
۲۴۰	حلیة الاولیاء فی طبقاتهم	مخطوط
۲۴۱	الحماسة	مخطوط
۲۴۲	خادم النعل الشریف	مخطوط
۲۴۳	الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال	مطبوع
۲۴۴	خصائص الکبری	مطبوع
۲۴۵	الخلاصة فی نظم الروضة	مخطوط
۲۴۶	خمائل الزهر فی فضائل السور	مخطوط
۲۴۷	داعی الفلاح فی اذکار المساء والصباح	مطبوع
۲۴۸	الدراری فی اولاد السراری	مخطوط
۲۴۹	درالسحابة فیمن دخل مصر من الصحابة	مخطوط

۲۵۰	الدر المنظم فی الاسم الاعظم	مطبوع
۲۵۱	الدر المنثور فی التفسیر بالماثور	مطبوع
۲۵۲	الدر النثیر فی تلخیص نهایة ابن الاثیر	مطبوع
۲۵۳	الدر النثیر فی قراءة ابن کثیر	مخطوط
۲۵۴	درة التاج فی اعراب مشکل المنهاج	مخطوط
۲۵۵	الدرة التاجیة فی الاسئلة الناجیة	مطبوع
۲۵۶	ألدرة الفاخرة	مخطوط
۲۵۷	درج المعالی فی نصرة الغزالی	مخطوط
۲۵۸	الدرج المیفة فی الآباء الشریفة	مخطوط
۲۵۹	درر البحار فی احادیث القصار	مخطوط
۲۶۰	درر الحسان فی البعث و نعیم الجنان	مخطوط
۲۶۱	الدرر فی فضائل عمر الغزر	مخطوط
۲۶۲	درر الکلم وغرر الحکم	مخطوط
۲۶۳	الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرة	مطبوع
۲۶۴	دفع الاسا فی تلخیص اسبال الکسا	مخطوط
۲۶۵	دفع التشنیع فی مسئلة التسمیع	مطبوع
۲۶۶	دفع التعسف فی اخوة یوسف	مطبوع
۲۶۷	الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج	مطبوع
۲۶۸	دیوان الحیوان وذیله	مطبوع
۲۶۹	دیوان الخطب	مخطوط
۲۷۰	دیوان الشعر	مخطوط
۲۷۱	دوران الفلکی علی ابن الکرکی	مخطوط
۲۷۲	ذم القضاء	مخطوط
۲۷۳	ذوالوشاحین	مخطوط
۲۷۴	ذیل الانباء عن قبائل الرواء لابن حجر	مخطوط
۲۷۵	ذیل تذکرة الحفاظ	مطبوع

۲۷۶	رحلة القيومية والمكية والدمياطية	مخطوط
۲۷۷	الرد على من اخلد الى الارض وجهل ان الاجتهاد فى كل عصر فرض	مطبوع
۲۷۸	الرسائل الى معرفة الاوائل	مخطوط
۲۷۹	رسالة فى اسماء المدلسين	مخطوط
۲۸۰	رسال فى الخمر واوصافها	مخطوط
۲۸۱	رسالة فى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم	مخطوط
۲۸۲	رشف الزلال من السحر الحلال	مطبوع
۲۸۳	وصف اللآلى فى وصف الهلالى	مخطوط
۲۸۴	رفع البأس عن بنى العباس فى التاريخ	مخطوط
۲۸۵	رفع الحذر؟ عن قطع السدر	مطبوع
۲۸۶	رفع الخصاصة فى شرح الخلاصة	مخطوط
۲۸۷	رفع السنة عن نصب الزنة	مطبوع
۲۸۸	رفع شان الحبشان	مخطوط
۲۸۹	رفع الصوت بذبح الموت	مطبوع
۲۹۰	رفع الباس وكشف الالتباس فى ضرب المثل من القرآن والاقتباس.....	مطبوع
۲۹۱	رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين	مخطوط
۲۹۲	روض الاريض فى طهر المحيض	مخطوط
۲۹۳	الروض الانيق فى مسند الصديق	مخطوط
۲۹۴	الروض المكلل والورد المعلل	مخطوط
۲۹۵	الرياض الانيقة فى شرح اسماء خير الخليقة	مخطوط
۲۹۶	رياض الطالبين	مخطوط
۲۹۷	ريح النسرين فيمن عاش من الصحابة مائة وعشرين	مطبوع
۲۹۸	زاد المسير فى الفهرسة الصغير	مخطوط
۲۹۹	الزبرجد	مخطوط
۳۰۰	زبدة الليق فى النوادر	مخطوط
۳۰۱	الزجر فى الهجر	مخطوط

۳۰۲	الزنجبيل القاطع فی وطی ذات البراقع	مخطوط
۳۰۳	زند الوری فی الجواب عن	مطبوع
۳۰۴	السؤال الاسکندری	مخطوط
۳۰۵	زیادات الجامع الصغیر	مطبوع
۳۰۶	زوائد الرجال علی تهذیب الکمال	مخطوط
۳۰۷	الزوائد علی المال فی معرفة الرجال	مخطوط
۳۰۸	الزهر الباسم فیما یزوج به الحاکم	مخطوط
۳۰۹	زهر الحمائل علی الشمائل	مخطوط
۳۱۰	زهر الربی علی المجتبی (ای السنن الصغری للنسائی)	مطبوع
۳۱۱	ساجعة الحرم	مخطوط
۳۱۲	سائق الاظعان	مخطوط
۳۱۳	السبل الجلية فی الآباء العلية	مطبوع
۳۱۴	سبل النجاة فی والدی النبی صلی الله علیه وسلم	مخطوط
۳۱۵	سبل الهدی	مخطوط
۳۱۶	سدرة العرف فی اثبات المعنی فی الحرف	مخطوط
۳۱۷	سر الزبور علی شرح الشذور	مخطوط
۳۱۸	السلاف فی التفضیل بین الصلاة والطواف	مخطوط
۳۱۹	السلالة فی تحقیق مقر الاستحالة	مخطوط
۳۲۰	السلسة الموشحة فی علم العربية	مخطوط
۳۲۱	سلوة الفؤاد فی موت الاولاد	مخطوط
۳۲۲	السماح فی اخبار الرماح	مخطوط
۳۲۳	سهام الاصابة فی الدعوات المستجابة	مخطوط
۳۲۴	السهم المصیب فی نحر الخطیب	مخطوط
۳۲۵	السیف الصقیل فی حواشی ابن عقیل	مخطوط
۳۲۶	السیف النظار؟ فی الفرق بین الثبوت والانکار	مخطوط
۳۲۷	شافی العی علی مسند الشافعی	مخطوط

۳۲۸	شد الاثواب فی سد الابواب	مطبوع
۳۲۹	شد الرحال فی ضبط الرجال	مخطوط
۳۳۰	شد المطية للفضل بن غياث وعطية	مخطوط
۳۳۱	شرح ابيات تلخيص المفتاح	مخطوط
۳۳۲	شرح الاستعاذة والبسملة	مخطوط
۳۳۳	شرح الاضافة فی منصب الخلافة	مخطوط
۳۳۴	شرح الفية العراقی فی الحديث	مطبوع
۳۳۵	شرح حديث الاربعين	مخطوط
۳۳۶	شرح الحوقلة	مخطوط
۳۳۷	شرح الروضة للنووی فی الفروع	مخطوط
۳۳۸	شرح الشاطبية	مخطوط
۳۳۹	شرح شواهد مغنی اللبيب	مطبوع
۳۴۰	شرح الصدوربشرح احوال الموتی والقبور	مطبوع
۳۴۱	شرح ضروری التصريف	مخطوط
۳۴۲	شرح فرائض الرحبية	مخطوط
۳۴۳	شرح قصيدة بانت سعاد	مخطوط
۳۴۴	شرح قصيدة الكافية	مخطوط
۳۴۵	شرح لغة الاشراق فی الاشتقاق	مخطوط
۳۴۶	شرح ملحة الاعراب	مخطوط
۳۴۷	شقائق الاترنج فی دقائق الغنج	مخطوط
۳۴۸	الشماريخ فی علم التاريخ	مطبوع
۳۴۹	الشمعة المضية فی علم العربية	مخطوط
۳۵۰	شوارد الفوائد فی الضوابط والقواعد	مخطوط
۳۵۱	الشهد فی النحو	مخطوط
۳۵۲	شواهد الابكار فی حاشية الانوار اعنی انوار التنزيل	مخطوط
۳۵۳	الشهد فی النحو	مخطوط

۳۵۴	الصارم الهندی فی عنق ابن الکرکی	مطبوع
۳۵۵	الصواعق علی النواعق	مخطوط
۳۵۶	صون المنطق والکلام عن فنه	مطبوع
۳۵۷	ضرب الاسل فی جواز ان فی المواعظ والخطب من الکتاب والسنة المثل	مخطوط
۳۵۸	ضوء الصباح فی لغات النکاح	مخطوط
۳۵۹	ضوء الشمعة فی عدد الجمعة	مطبوع
۳۶۰	ضوء البدر فی احیاء لیلة عرفة والعیدین ونصف شعبان ولیلة القدر	مخطوط
۳۶۱	ضوء الثریا فی مختصر طلوع الثریا	مخطوط
۳۶۲	الطب النبوی	مخطوط
۳۶۳	طبقات الاصولیین	مخطوط
۳۶۴	طبقات البیانیین	مخطوط
۳۶۵	طبقات التابعین	مطبوع
۳۶۶	طبقات الحفاظ	مخطوط
۳۶۷	طبقات الخطاطین	مخطوط
۳۶۸	طبقات الشعراء	مخطوط
۳۶۹	طبقات الفرضیین	مطبوع
۳۷۰	طبقات المفسرین	مطبوع
۳۷۱	طبقات النحویین	مخطوط
۳۷۲	طراز اللازوردی فی حواشی الجاربردی	مخطوط
۳۷۳	طرح النقط فی نظم اللقط	مخطوط
۳۷۴	الطرثوث فی فوائد البرغوث	مخطوط
۳۷۵	طرز العمامة فی التفرقة بین المقامة والقمامة	مخطوط
۳۷۶	الطلعة الشمسیة فی تبیین الجنسیة	مطبوع
۳۷۷	طلوع الثریا باظهار ماکان مخفیا	مخطوط
۳۷۸	طوق الحمامة	مخطوط
۳۷۹	طی اللسان عن ذم الطیلسان	

۳۸۰	الظفر بقلم الظفر	مخطوط
۳۸۱	العجالة الزرنبية فی السلالة الزينبية	مطبوع
۳۸۲	العجائب فی تفضيل المشارق علی المغارب	مخطوط
۳۸۳	العذب المسلسل وتصحيح الخلاف والمرسل	مخطوط
۳۸۴	عرف الوردی فی اخبار المهدی	مطبوع
۳۸۵	عقود الجمان فی المعانی والبيان	مطبوع
۳۸۶	عقود الزبرجد علی مسند الامام احمد	مخطوط
۳۸۷	العناية فی مختصر الكفاية	مخطوط
۳۸۸	عين الاصابة فيما استدركت عائشة علی الصحابة	مخطوط
۳۸۹	عين الاصابة فی مختصر اسد الغابة	مخطوط
۳۹۰	غاية الاحسان فی خلق الانسان	مخطوط
۳۹۱	غرر الانساب فی الرمی بالنشاب	مخطوط
۳۹۲	الغنية فی مختصر الروضة	مخطوط
۳۹۳	الفارق بين المصنف والسارق	مخطوط
۳۹۴	الفانيد فی حلاوة الاسانيد	مخطوط
۳۹۵	فائدة سورة الانعام	مخطوط
۳۹۶	فتاح الاكباد فی فقد الاولاد	مخطوط
۳۹۷	الفتاش علی اش؟	مخطوط
۳۹۸	فتاوی النحوية	مخطوط
۳۹۹	فتح الجليل للعبد الذليل	مخطوط
۴۰۰	فتح الحی القيوم بشرح روضة الفهوم	مخطوط
۴۰۱	فتح القريب فی حواشی مغنی اللبيب	مخطوط
۴۰۲	فتح المطلب المبرور وبرد الكبد المحرور	مطبوع
۴۰۳	فتح المغالق من انت طالق	مطبوع
۴۰۴	فجر الثمد فی اعراب اكمل الحمد	مطبوع
۴۰۵	الفرج القريب	مخطوط

۴۰۶	الفريدة	مخطوط
۴۰۷	فصل الخطاب فی قتل الكلاب	مخطوط
۴۰۸	فصل الكلام فی احكام السلام	مخطوط
۴۰۹	فضائل يوم الجمعة	مطبوع
۴۱۰	فضل الجلد عند فقد الولد	مخطوط
۴۱۱	الفضل العميم فی اقطاع تميم	مخطوط
۴۱۲	فضل القيام بالسلطنة	مخطوط
۴۱۳	الفلك الدوار فی فضل الليل علی النهار	مخطوط
۴۱۴	الفوائد البارزة والكامنة فی النعم الظاهرة والباطنة	مخطوط
۴۱۵	الفوائد الكامنة فی ايمان السيدة آمنة	مطبوع
۴۱۶	الفوائد المتكاثرة فی الاخبار المتواترة	مخطوط
۴۱۷	الفوائد الممتازة فی صلاة الجنازة	مطبوع
۴۱۸	الفوز العظيم بلقاء الكريم	مخطوط
۴۱۹	الفيض الجاری فی طرق الحديث العشاری	مخطوط
۴۲۰	القذاذة فی تحقيق محل الاستعاذة	مطبوع
۴۲۱	قطام الاسد فی اسماء الاسد	مخطوط
۴۲۲	قطر الندا فی ورود الهمزة للابتدا	مخطوط
۴۲۳	قطع الدابر من الفلك الدائر	مخطوط
۴۲۴	قطع الزند فی السلم والغند	مخطوط
۴۲۵	قطع المجادلة عن تغيير المعاملة	مطبوع
۴۲۶	قطف الثمر فی موافقات عمر	مطبوع
۴۲۷	لطف الزهر فی الرحلة الجامعة بين البر والبحر والنهر	مخطوط
۴۲۸	قطف الوريد من امالی ابن دريد	مخطوط
۴۲۹	قلائد الفوائد	مخطوط
۴۳۰	قمع المعارض فی نصرة ابن الفارض	مخطوط
۴۳۱	قوت المغتذی علی جامع الترمذی	مخطوط

۴۳۲	القول الاشبه فی حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه	مطبوع
۴۳۳	القول الجلی فی احادیث الولی	مطبوع
۴۳۴	القول الحسن فی الذب عن السنن	مخطوط
۴۳۵	القول الصحیح فی تعیین الذبیح	مطبوع
۴۳۶	القول المجمل فی الرد علی المهمل	مخطوط
۴۳۷	القول المختار فی الدعوات والاذکار	مخطوط
۴۳۸	القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق	مخطوط
۴۳۹	القول المشید فی وقف المؤبد	مطبوع
۴۴۰	القول المغنی فی الحنث فی المعنی	مطبوع
۴۴۱	الکافی فی زوائد المهذب علی الوافی	مخطوط
۴۴۲	الکاوی فی تاریخ السخاوی	مخطوط
۴۴۳	کوکب الروضة	مخطوط
۴۴۴	الکر علی عبدالبر فی النحو	مخطوط
۴۴۵	کشف التلبیس عن قلب اهل التدلیس	مخطوط
۴۴۶	کشف الریب عن الجیب	مطبوع
۴۴۷	کشف الصلصلة عن وصف الزلزلة	مخطوط
۴۴۸	کشف الضبابة فی مسئلة الاستنابة	مطبوع
۴۴۹	کشف الطامة عن الدعاء بالمغفرة العامة	مخطوط
۴۵۰	کشف العمی فی فضل الحمی	مخطوط
۴۵۱	کشف الغمة عن الضمة	مخطوط
۴۵۲	کشف اللبس فی حدیث رد الشمس	مخطوط
۴۵۳	کشف المغطا فی شرح الموطا	مخطوط
۴۵۴	کشف النقاب عن الالقاب	مخطوط
۴۵۵	الکشف عن مجاوزة هذه الامة الالف	مطبوع
۴۵۶	کفایة المحتاج فی معرفة الاختلاج	مخطوط
۴۵۷	الکلم الطیب والقول المختار فی الماثور من الدعوات والاذکار	مخطوط

۴۵۸	الكنز المدفون والفلك المشحون	مطبوع
۴۵۹	كنز المقال في سنن الاقوال والافعال	مخطوط
۴۶۰	الكواكب الساريات في الاحاديث العشاريات	مخطوط
۴۶۱	الكوكب الساطع في شرح جمع الجوامع	مخطوط
۴۶۲	الكوكب المنير في شرح الجامع الصغير	مخطوط
۴۶۳	اللآلي المصنوعة في الاحاديث الموضوعة	مطبوع
۴۶۴	اللآلي المكللة في تفضيل الغلاة على المفضلة	مخطوط
۴۶۵	اللآلي المنثورة في الاحاديث المشهورة	مطبوع
۴۶۶	لباب النقول في اسباب النزول	مطبوع
۴۶۷	لباب النقول فيما وقع في القرآن من المعرب والمنقول	مطبوع
۴۶۸	لب اللباب في تحرير الانساب	مخطوط
۴۶۹	لبس اليلب في الجواب عن ايراد اهل حلب	مطبوع
۴۷۰	اللفظ المكرم بخصائص النبي المحترم	مخطوط
۴۷۱	اللقط الجوهري في رد خبط الجوهري	مخطوط
۴۷۲	لقط المرجان في اخبار الجان	مطبوع
۴۷۳	لم الاطراف وضم الاتراف	مخطوط
۴۷۴	اللمع في اسماء من وضع لمعة الاشراق في الاشتقاق	مخطوط
۴۷۵	اللمعة في اجوبة الاسئلة السبعة	مطبوع
۴۷۶	لمعة في تحقيق الركعة لادراك الجمعة	مطبوع
۴۷۷	اللمعة في خصائص يوم الجمعة	مخطوط
۴۷۸	اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة	مخطوط
۴۷۹	اللوامع والبوارق في الجوامع والفوارق	مخطوط
۴۸۰	ماروا ه الاساطين في عدم الدخول والمجئ على السلاطين	مخطوط
۴۸۱	ماروا ه السادة في الاتكاء على الوسادة	مخطوط
۴۸۲	ماروا ه الواعون في اخبار الطاعون	مخطوط
۴۸۳	المآهد للسائل الزاهد	مخطوط

۴۸۴	المباحث الزكية في المسئلة الدوركية	مطبوع
۴۸۵	مباسم الملاح ومناسم الصباح في مواسم النكاح	مخطوط
۴۸۶	متشابه القرآن	مطبوع
۴۸۷	مجاز الفرسان الى مجاز القرآن	مخطوط
۴۸۸	مجمع البحرين ومطلع البدرين في التفسير	مخطوط
۴۸۹	المحاضرات والمحاورات	مخطوط
۴۹۰	مختصر الاحكام السلطانية للماوردى	مخطوط
۴۹۱	مختصر احياء العلوم للغزالى	مخطوط
۴۹۲	المدرج الى الدرج	مخطوط
۴۹۳	مراصد الطالع وتناسب المطالع والمقاطع	مخطوط
۴۹۴	المرد في كراهية السؤال والرد	مخطوط
۴۹۵	مرقاة الصعود في شرح سنن ابى داود	مخطوط
۴۹۶	مرقاة العلية في شرح الاسماء النبوية	مخطوط
۴۹۷	مركز النسيم الى ابن عبدالكريم	مخطوط
۴۹۸	المزدهى في روضة المشتهى	مخطوط
۴۹۹	المذهب في ماوقع في القرآن من المعرب	مخطوط
۵۰۰	المزهر في اللغة	مطبوع
۵۰۱	المسارعة في المصارعة	مخطوط
۵۰۲	مسالك الحنفاء في والدى المصطفي صلى الله عليه وسلم	مطبوع
۵۰۳	مسامرة السموع في ضوء الشموع	مخطوط
۵۰۴	المستظرفة في احكام دخول الحشفة	مخطوط
۵۰۵	المستظرف في اخبار الجوارى	مطبوع
۵۰۶	مسلسلات الكبرى في الحديث	مخطوط
۵۰۷	مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبى صلى الله عليه وسلم	مخطوط
۵۰۸	مسند على	مطبوع
۵۰۹	مسند فاطمة الزاء	مطبوع

۵۱۰	مشتهى العقول في منتهى النقول	مطبوع
۵۱۱	المشنف على ابن المصنف	مخطوط
۵۱۲	تعليقة على شرح الالفية	مخطوط
۵۱۳	المصابيح في صلاة التراويح	مطبوع
۵۱۴	مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجة	مطبوع
۵۱۵	مصاعد العلية في القواعد النحوية	مخطوط
۵۱۶	المضبوط في اخبار السيوط	مخطوط
۵۱۷	المطالع السعيدة في شرح الفريدة	مخطوط
۵۱۸	مطلع البدرين فيمن يؤتى اجره مرتين	مخطوط
۵۱۹	معاني الدقيقه في ادراک الحقيقة	مخطوط
۵۲۰	معترک الاقران في مشترک القرآن	مطبوع
۵۲۱	المعتصر في تقرير عبارة المختصر	مخطوط
۵۲۲	المعتلیٰ في تعدد صور الولا	مخطوط
۵۲۳	مفاتيح الغيب في التفسير من سورة سبح الى آخر القرآن	مخطوط
۵۲۴	مفتاح التلخيص	مخطوط
۵۲۵	مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة	مخطوط
۵۲۶	مفحمات الاقرآن في مبهمات القرآن	مطبوع
۵۲۷	مقاطع الحجاز	مخطوط
۵۲۸	المقامة السندية في النسبة المصطفوية	مطبوع
۵۲۹	مقامات تسعة وعشرون مقامة	مطبوع
۵۳۰	المكنون في ترجمة ذى النون	مخطوط
۵۳۱	الملاحن في معنى المشاحن	مخطوط
۵۳۲	الملتقط من الدرر الكامنة	مخطوط
۵۳۳	المنابة في آثار الصحابة	مخطوط
۵۳۴	مناقب مالک	مطبوع
۵۳۵	مناهج الصفاء في تخريج احاديث الشفاء	مخطوط

۵۳۶	منبع الفوائد فی ترتیب الضوابط والقواعد	مخطوط
۵۳۷	منتهی الاعمال فی شرح حدیث انما الاعمال	مخطوط
۵۳۸	المنجلی فی تطور الولی	مطبوع
۵۳۹	المنجم فی المعجم	مخطوط
۵۴۰	المنحة فی السبحة	مطبوع
۵۴۱	منع الثوران عن الدوران	مخطوط
۵۴۲	المنقح الظریف فی الموشح الشریف	مخطوط
۵۴۳	منهاج السنة و مفتاح الجنة	مخطوط
۵۴۴	المنهج السوی فی ترجمة النووی	مخطوط
۵۴۵	المنهج السوی والمنهل الروی فی الطب النبوی	مطبوع
۵۴۶	منهل اللطائف فی الکنافة والقطائف	مخطوط
۵۴۷	المنبی والکنی	مخطوط
۵۴۸	موائد الفوائد	مخطوط
۵۴۹	موشحة فی النحو	مخطوط
۵۵۰	المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب	مطبوع
۵۵۱	میدان الفرسان فی شواهد القرآن	مخطوط
۵۵۲	میزان المعدلة فی شان البسملة	مخطوط
۵۵۳	ناسخ القرآن و منسوخه	مخطوط
۵۵۴	نتیجة الفکر فی الجهر بالذکر	مطبوع
۵۵۵	نثر الذائب فی الافراد والغرائب	مخطوط
۵۵۶	نثر الکنان فی الخشکنان	مخطوط
۵۵۷	نثر الهمیان فی وفیات الاعیان	مخطوط
۵۵۸	النجح فی الاجابة الی الصلح	مخطوط
۵۵۹	نزول الحرمة فی التحدث بالنعمة	مخطوط
۵۶۰	نزهة الاخوان وتحفة الخلان	مخطوط
۵۶۱	نزهة الجلساء فی اشعار النساء	مخطوط

۵۶۲	نزهة العمر فی التفضیل بین البیض والسود والسمر	مخطوط
۵۶۳	نزهة المتسامل ومرشد المتاهل	مخطوط
۵۶۴	نزهة النديم	مخطوط
۵۶۵	نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر	مخطوط
۵۶۶	نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین	مطبوع
۵۶۷	النضرة فی احادیث الماء والریاض والخضرة	مخطوط
۵۶۸	النصحیة فیما ورد من الادعیة اصحیحة	مخطوط
۵۶۹	نظام البلور فی اسماء السنور	مخطوط
۵۷۰	نظام اللسد فی اسماء الاسد	مخطوط
۵۷۱	نظم البدیع فی مدح الشفیع	مخطوط
۵۷۲	نظم الدرر فی علم الاثر	مخطوط
۵۷۳	نظم العقیان فی اعیان الاعیان	مطبوع
۵۷۴	نفح الطیب فی مسئلة الخطیب	مخطوط
۵۷۵	النفخة المسکیة والتحفة المکیة	مخطوط
۵۷۶	النقایة فی موضوعات العلوم	مخطوط
۵۷۷	النقول المشرقة فی مسئلة النفقة	مطبوع
۵۷۸	نکت البدیعیات علی الموضوعات	مخطوط
۵۷۹	نکت علی الالفیة	مخطوط
۵۸۰	نکت علی الشافیة	مخطوط
۵۸۱	نکت علی شذور الذهب	مخطوط
۵۸۲	نکت علی الکافیة	مخطوط
۵۸۳	نکت اللوامع علی المختصرات والمنهاج وجمع الجوامع	مخطوط
۵۸۴	نکت علی النزهة	مخطوط
۵۸۵	نواضر الایک	مخطوط
۵۸۶	نواهدالابکار و شواهد الافکار علی البیضاوی	مخطوط
۵۸۷	نور الحدیقة فی مختصر حدیقة الادب	مخطوط

۵۸۸	نور الشقيق فى العقيق	مخطوط
۵۸۹	نور اللمعة فى خصائص الجمعة	مطبوع
۵۹۰	النهجة السوية فى الاسماء النبوية	مخطوط
۵۹۱	الوافى فى شرح التنبيه	مخطوط
۵۹۲	وجه النضر فى نبوة الخضر عليه السلام	مخطوط
۵۹۳	الواجد الناضر فيما يقبضه الناظر فى الوقف	مخطوط
۵۹۴	الوجيز فى طبقات الفقهاء الشافعية	مخطوط
۵۹۵	الوديک فى اخبار الديک	مطبوع
۵۹۶	ورقات فى الوفيات	مخطوط
۵۹۷	الوشاح فى معرفة النكاح	مخطوط
۵۹۸	وصول الامانى باصول التهانى	مطبوع
۵۹۹	الوفية فى مختصر الالفية	مخطوط
۶۰۰	وقع الاثل فى ضروب المثل	مخطوط
۶۰۱	هدم الجانى على البانى	مطبوع
۶۰۲	همع الهوامع فى شرح جمع الجوامع	مطبوع
۶۰۳	الهيئة السنية فى الهيئة السنية	مطبوع
۶۰۴	اليد البسطى فى تعيين الصلاة الوسطى	مخطوط
۶۰۵	الينبوع فيما زاد على الروضة من الفروع	مخطوط
۶۰۶	اليواقيت الثمينة فى صفات السمينة	مخطوط
۶۰۷	يواقيت فى حروف الادن فى توجيه قولهم لا ها الله اذن؟	مخطوط

مطبوعہ کتب:166	غیر مطبوعہ کتب:441	کل تعداد:607

الجامع الصغیر
من احادیث البشیر النذیر
امام جلال الدین سیوطیؒ م ۹۱۱ھ

الجامع الصغیر کے نام سے اکابر اسلاف نے کئی کتب تالیف کی ہیں۔ مثلاً

(۱) امام جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی الجامع الصغیر من حدیث البشیر والنذیر

(۲) فقہ حنفیہ کے معروف امام امام محمد المتوفی ۱۸۷ھ کی الجامع الصغیر فی فروع الحنفیہ

(۳) قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن محمد البغدادی المتوفی ۴۵۸ھ کی الجامع الصغیر فی فروع الحنبلیہ

(۴) جمال الدین عبداللہ بن یوسف ابن معاش نحوی المتوفی ۷۶۳ھ کی الجامع الصغیر فی النحو

(۵) شمس الدین محمد بن اشرف الکلائی المتوفی ۲۰ محرم ۷۷۲ھ کی الجامع الصغیر فی النحو۔

(۶) امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ کی الجامع الصغیر فی الحدیث وغیر ذلک۔ لیکن مقدم الذکر پہلی دو کتابوں کو اللہ کی طرف سے جو دائمی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی وہ اس نام کی دیگر کتب کو حاصل نہ ہوئی۔

خصوصیات الجامع الصغیر

علامہ سیوطیؒ اپنی الجامع الصغیر کے وصف میں لکھتے ہیں:

هذا كتاب أودعت فيه من الكلم النبوية ألوفا ومن الحِكم المصطفوية صنوفا، اقتصرت فيه على الأحاديث الوجيزة ولخصت فيه من معادن الأثر إبريزه، وبالغت فى تحرير التخريج فتركت القشر وأخذت اللباب، وصنته عما تفرد به وضاع أو كذاب، ففاق بذلك الكتب المؤلفة فى هذا النوع كالفائق والشهاب وحوى من نفائس الصناعة الحديثية مالم يودع قبله

فی کتاب (مقدمة الجامع الصغیر للسیوطی).

(یعنی میں نے اس کتاب الجامع الصغیر میں حضور ﷺ کی احادیث ہزاروں (۱۰۰۳۱) کی تعداد میں جمع کی ہیں اور مصطفوی حکمتوں کی مختلف اقسام درج کر دی ہیں' اس کتاب میں میں نے مختصر اور جامع احادیث پر ہی اقتصار کیا ہے اور ارشادات نبویہ کی کانوں میں سے خالص سونے کو چھانٹا ہے۔

جن محدثین نے ان احادیث کو اپنی کتب میں روایت کیا ہے میں نے ان کے حوالوں کی تخریج میں بھی خوب مبالغہ سے کام لیا ہے اور قشر کو چھوڑ کر مغز کو لے لیا ہے' اس کتاب کو میں نے ہر اس حدیث سے محفوظ رکھا ہے جس کی سند میں کوئی حدیث گھڑنے والا یا جھوٹا راوی ہو' ان صفات کی وجہ سے یہ کتاب اس قسم کی لکھی ہوئی کتابوں سے چاہے وہ الفائق ہو یا شہاب کی کتاب ہو فائق ہو گئی ہے اور ایسی صناعت حدیثیہ پر مشتمل ہے جن کو اس سے پہلے کی کتاب میں جمع نہیں کیا گیا۔

الجامع الصغیر کے مآخذ

علامہ سیوطیؒ نے الجامع الصغیر کی تالیف سے قبل احادیث پر مشتمل ایک بہت بڑی کتاب تالیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں حضرت علامہ نے احادیث کی جامع کتب کو حروف تہجی سے جمع کیا اور اس کا نام جمع الجوامع رکھا' الجامع الکبیر بھی اسی کا نام ہے یہ کتاب ان دونوں ناموں کے ساتھ طبع شدہ مل جاتی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں علامہ سیوطیؒ کا ذخیرہ احادیث نبویہ کو مکمل طور پر جمع کرنے کا ارادہ تھا۔ جب کہ علامہ صاحب لکھتے ہیں "الکتاب الکبیر الذی سمیته جمع الجوامع وقصدت فیه جمع الأحادیث النبویة بأسرها" (الجامع الصغیر)

الجامع الکبیر' الجامع الصغیر' زیادات علی الجامع الصغیر

علامہ سیوطیؒ نے سب سے پہلے الجامع الکبیر تالیف کی پھر اس سے الجامع الصغیر کے نام پر دس ہزار کے قریب مختصر اور جامع اور وضاع و کذاب راویوں کی روایات سے پاک احادیث کا انتخاب کیا پھر اسی طرز پر الجامع الصغیر کا اضافہ تحریر کیا جو زوائد علی الجامع الصغیر

کے نام سے علیحدہ طبع شدہ مل جاتا ہے۔

اس کے رموز اس کی ترتیب اور حجم الجامع الصغیر کے رموز ترتیب اور حجم کے برابر ہے۔ الجامع الصغیر اور زیادات میں کچھ احادیث ایسی بھی ہیں جو الجامع الکبیر میں نہیں ملتیں۔

کنز العمال

علامہ سیوطیؒ نے مذکورہ تینوں کتابوں کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق تالیف کیا جس طرح سے لغات کی کتابوں میں الفاظ کی ترتیب ہوتی ہے احادیث تلاش کرنے میں اس طریقہ سے بڑی سہولت ہوتی ہے مگر ایک مضمون کی احادیث یکجا نہیں ملتیں۔ جس سے فی زمانہ مطالعہ کرنے والے کو خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس ضرورت کے پیش نظر دسویں صدی کے ایک جلیل القدر محدث ولی کامل مجاور کعبہ حضرت علی متقی ہندی برہان پوریؒ (۹۵۷ھ) نے ان تینوں کتابوں کی احادیث کو مضامین کے اعتبار سے یکجا فرمایا۔ جس میں قولی احادیث الگ ذکر کیں اور فعلی الگ الجامع الصغیر اور زوائد کی احادیث کو عنوان کے بعد ذکر کیا پھر ''الاکمال'' کا لفظ لکھ کر الجامع الکبیر کی احادیث کو ذکر کیا اس طرح سے قارئین کے لئے استفادہ کرنا آسان ہو گیا یہاں تک کہ بعض علماء نے فرمایا کہ علامہ سیوطیؒ کا ان کتابوں کی تالیف سے امت پر احسان ہے اور علامہ علی متقیؒ کا ان کتابوں کی ترتیب کی وجہ سے علامہ سیوطی پر احسان ہے۔ کنز العمال میں ان تمام احادیث کی تعداد تقریباً ساڑھے پینتالیس ہزار ہے۔

بہر حال انہوں نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں جو کچھ جمع کیا اس کی تعداد تقریباً چالیس ہزار ہے۔ علامہ موصوف نے اپنی اس کتاب کی تالیف میں بڑی مشقت اٹھائی اور بہت سی کتب احادیث میں موجود احادیث کو یکجا کر دیا لیکن علامہ عبدالرؤف مناوی کے بقول: کتاب مکمل کرنے سے پہلے آپؒ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

علامہ سیوطیؒ نے جب جمع الجوامع / الجامع الکبیر تالیف فرمائی تھی تو جن کتابوں کو مدنظر رکھ کر ان کی احادیث کو اس کتاب میں جمع کر رہے تھے ان کی انہوں نے جو فہرست ترتیب دی تھی اس کے متعلق یہ تحریر لکھی تھی۔ اس تحریر کو علامہ علی متقی ہندیؒ نے

اپنی مشہور زمانہ کتاب کنز العمال میں پہلی جلد میں بیس سے بائیسویں صفحہ پر کتاب الایمان والاسلام شروع کرنے سے پہلے نقل کیا ہے۔ ہم علامہ سیوطیؒ کی وہ مکمل تحریر یہاں ذکر کررہے ہیں تاکہ ہماری اس کتاب کو پڑھنے والے حضرات الجامع الصغیر کے اصل مآخذ سے واقف ہوسکیں۔ اگرچہ اس تحریر میں جمع الجوامع کے مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے لیکن چونکہ الجامع الصغیر، جمع الجوامع سے ماخوذ ہے اس لئے اس کے بھی اکثر مآخذ یہی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

ہم نے الجامع الصغیر کی جن احادیث کو اس کتاب میں شامل کیا ہے ان احادیث کے وہ حوالے جو علامہ سیوطیؒ نے بیان کئے تھے وہ بھی ہم نے من وعن ذکر کردئے ہیں اور مزید حوالے جو شارح علامہ مناویؒ نے ذکر کئے تھے ان کو بھی جمع کردیا ہے تاکہ محققین کسی حدیث کی تخریج معلوم کرنا چاہیں تو ان کے کام آسکیں۔

علامہ سیوطی کی تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی هذه تذكرة مباركة بأسماء الكتب التي أهنيت (۱) مطالعتها على تأليف جمع الجوامع خشية أن تهجم المنية قبل تمامه على الوجه الذي قصدته فيقضي الله من يذيل عليه فإذا عرف ما انتهت مطالعته استغنى عن مراجعته ونظر ماسواه من الكتب الستة. الموطأ. مسند الشافعي. مسند الطيالسي. مسند أحمد. مسند عبد بن حميد. مسند الحميدي. مسند ابن عمران العدني. معجم البغوي. معجم ابن قانع. فوائد سموية. المختارة للضياء المقدسي. طبقات ابن سعد. تاريخ دمشق لابن عساكر. معرفة الصحابة للباوردي. ولم أقف على سوى الجزء الأول منه وانتهى إلى أثناء حرف السين. المصاحف لابن الباوردي.

۱ كذا. وفي تذكرة الحفاظ البخلاء. مجلد. ج. ۳. ۳۱۶

(ا) كذا فى الاصل.

الوقف والا بتداء له. فضائل القرآن لابن الضريس الزهد لابن المبارک. الزهد لهناد السرى. المعجم الكبير للطبرانى. المعجم الأوسط . المعجم الصغير له. مسند أبى يعلى. تاريخ بغداد للخطيب. الحلية لأبى نعيم. الطب النبوى له. فضائل الصحابة له. كتاب الهدى له. تاريخ بغداد لابن النجار. الألقاب للشيرازى . الكنى لأبى أحمد الحاكم . اعتلال القلوب للخطرائطى . الإبانة لأبى نصر عبدالله بن سعيد ابن حاتم السجزى. الافراد للدار قطنى. عمل اليوم والليلة لابن السنى. الطب النبوى له. العظمة لابى الشيخ. الصلاة لمحمد بن المروزى. نوادر الأصول للحكيم الترمذى. الأمالى لأبى القاسم الحسين بن هبة الله ابن صهرى. ذم الغيبة لابن أبى الدنيا . ذم الغضب له. مكائد الشيطان له. الإخوان له. قضاء الحوائج له. المستدرک لأبى عبدالله الحاكم. السنن الكبير للبيهقى. شعب الإيمان له. المعرفة له. البعث له. دلائل النبوة له. الأسماء والصفات له. مكارم الأخلاق للخرائطى. مساوى الأخلاق له. مسند الحارث بن أبى أسامة .مسند أبى بكر ابن ابى شيبة. مسند مسدد . مسند أحمد بن منيع. مسند إسحاق ابن راهويه. صحيح ابن حبان. فوائد تمام الخليعات. الغيلانيات المخلصيات. البجلاء (ا) للخطيب. الجامع للخطيب. مسند الشهاب القضاعى. تفسير ابن جرير. مسند الفردوس للديلمى . مصنف عبدالرزاق. مصنف ابن أبى شيبة. الترغيب فى الذكر لابن شاهين.

انتهى ما وجد بخط مؤلفه رحمه الله تعالىٰ.

الجامع الصغیر کے حوالہ جات

علامہ سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں عموماً درج ذیل کتب کا حوالہ دیا ہے۔

بخاریؒ مسلمؒ ابوداؤدؒ ترمذیؒ نسائیؒ ابن ماجہؒ مسند احمدؒ زوائد مسند احمدؒ مستدرک امام

حاکم، کتاب الادب المفرد امام بخاری، کتاب التاریخ امام بخاری، صحیح ابن حبان، طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، طبرانی صغیر، سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، مسند ابو یعلی، سنن دار قطنی، مسند الفردوس دیلمی، حلیۃ الاولیاء امام ابو نعیم، شعب الایمان امام بیہقی، سنن کبریٰ امام بیہقی، کامل ابن عدی، کتاب الضعفاء عقیلی، تاریخ بغداد خطیب بغدادی اور دیگر بہت سی کتابیں جن کے حوالہ جات انہوں نے حسب موقع ذکر کئے ہیں اور ہم نے ان سب حوالوں کو جگہ بہ جگہ وضاحت سے نقل کر دیا ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے ان حوالوں کو تفصیل سے ذکر کرنے کے بجائے ان کیلئے اشارات استعمال کئے ہیں مثلاً بخاری کیلئے ''خ'' اور مسلم کے لئے ''م''

الجامع الصغیر کی ترتیب پر کتب

الجامع الصغیر کی احادیث چونکہ حروف تہجی سے مرتب ہیں۔ اس لئے اس سنن کے مطابق ترتیب درج ذیل کتب میں موجود ہے۔

(۱) فتح القدیر بترتیب الجامع الصغیر، ابراهیم بن محمد السوهائی م ۱۱۲۹ھ یہ نسخہ مدینہ منورہ کے مشہور کتب خانہ مکتبہ عارف حکمت میں موجود ہے۔

(۲) فیض القدیر بترتیب الجامع الصغیر، یہ کوئی سو سال قبل ایک مصری عالم کی ترتیب ہے جس میں انہوں نے جامع صغیر کی احادیث کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ ایک جگہ پاکستان میں دیکھا ہے۔

تصحیح احادیث الجامع الصغیر

جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے الجامع الصغیر کے مقدمہ میں لکھا ہے ''صنته، عما تفرد به وضاع أو كذاب'' کہ اس میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو روایت کرنے میں کوئی حدیث گھڑنے والا راوی یا جھوٹا راوی متفرد ہو۔ دوسرے یہ کہ علامہ سیوطی نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی صحت، تحسین اور ضعف کی طرف اشارہ بھی کیا۔ صحیح کیلئے ''صح''، حسن کیلئے ''ح'' اور ضعیف کے لئے ''ض'' اور جہاں کہیں صحت وضعف میں اختلاف تھا تو اس کا اشارہ چھوڑ دیا ہے تاکہ اختلاف کی طرف اشارہ ہو جائے۔

ناچیز نے مرجع بہ موقع علامہ سیوطیؒ کے حوالہ جات کو ان کے اشارات کے بجائے واضح حوالوں کے ساتھ ذکر کیا اور جہاں جہاں شارح حضرت علامہ مناویؒ نے شرح میں مزید اضافی حوالے لکھے تھے وہ بھی پوری طرح لکھ دئے۔

علامہ مناویؒ نے علامہ سیوطیؒ کی تصحیح، تحسین اور تضعیف پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ جہاں جہاں اختلاف کی ضرورت تھی پوری تفصیل اور دلائل کے ساتھ علامہ سیوطیؒ کے قول کو رد کر کے اپنی تحقیق لکھی ہے۔ چونکہ آج کل احادیث کے متعلق تصحیح و تضعیف کا کام ہو رہا ہے ہم نے اس ضرورت کے پیش نظر تقریباً ہر حدیث کے متعلق ان دونوں بزرگوں کی آراء کو جمع کر دیا ہے۔

(نوٹ) علامہ سیوطیؒ سے جو الجامع الصغیر کے نسخے منقول ہیں خود ان میں بہت سی احادیث کے متعلق تصحیح، تحسین و تضعیف کی تعیین میں اختلاف ہے، اگرچہ یہ تصحیح و تضعیف احادیث کا کام خود اجتہادی ہے۔ اس لئے اس کی تعیین میں خطا ہو سکتی ہے جس پر جا بجا علامہ مناویؒ نے نقد کیا ہے۔

یاد رہے کہ محدثین جس حدیث کو صحیح، حسن، ضعف اور من گھڑت کہتے ہیں اس سے مراد اس حدیث کی سند ہوتی ہے نہ کہ خود حدیث ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث کسی اور صحیح سند سے مروی ہو یا سندیں ضعیف ہوں لیکن وہ حدیث شرع کے موافق ہو۔ اس طرح سے وہ حدیث ثابت نہیں ہوتی لیکن اس کا معنی ثابت ہوتا ہے بہت سے جاہل متواترات کی سندیں تلاش کرتے ہیں اگر کسی کی سند میں کوئی راوی ضعیف ہو تو اصل حدیث کا انکار کر دیتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے الجامع الصغیر کے خطبہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں چھلکا چھوڑ دیا ہے اور مغز لے لیا ہے یعنی میں نے ایسی احادیث اس کتاب میں درج نہیں کیں جن پر نقاد حدیث نے موضوع اور من گھڑت ہونے کا یا اس درجہ کی شدید جرح کا حکم لگایا تھا بلکہ میں نے اس میں صحیح، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور وہ احادیث جمع کی ہیں جن کا ضعف شدید درجہ کا نہ تھا۔ علامہ مناویؒ اس پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مصنف علامہ سیوطیؒ نے جو یہ دعویٰ کیا ہے یہ غالبی اور ادعائی ہے ورنہ اس کتاب میں

بہت سی احادیث ایسی موجود ہیں جن میں ان سے نقد کا اہتمام نہیں ہو سکا اور جس سے بچنے کا التزام کیا تھا وہ ساقط ہو گیا جیسا کہ میری شرح میں موقع بموقع وضاحت ملے گی لیکن عصمت چونکہ غیر انبیاء کے لئے متعذر ہے اور انسان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے' انہوں نے اپنے طور پر تالیف کا حق ادا کیا ہے اس سے ان کی کتاب پر کوئی عیب نہیں لگتا۔ فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الأرض بہر حال یہ کتاب مرتبہ میں اعلیٰ اور شان میں بلند ہے' غلطی ایک ہو یا چند' یعنی جب غلطیاں قلیل ہوں تو ان کی وجہ سے اپنے حبیب کو چھوڑا نہیں جا سکتا اور سرسبز و شاداب باغ کو قریب میں موجود قبر کی وجہ سے ترک نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں الحق لا یعرف بالرجال أعرف الحق تعرف أهله.

علامہ سیوطیؒ نے جہاں کہیں ایسی ضعیف روایت اس کتاب میں جمع کی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کے ہم معنی دوسری حدیث بطور متابع یا شاہد کے ذکر کر دی ہے۔ محدثین کا اصول ہے کہ جب دو ضعیف حدیثیں ایک دوسرے کی تائید کر رہی ہوں تو ان کا ضعف اٹھ جاتا ہے اور وہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے' الا یہ کہ حدیث میں ایسا ضعف ہو کہ وہ اپنے متابع اور شاہد کے باوجود بھی اس ضعف کو ختم نہ کر سکے اور علامہ سیوطیؒ حدیث اور جرح و تعدیل اور اصول حدیث کے انتہائی واقف عالم تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کتاب میں کسی ضعیف حدیث کے ضعف کو اٹھانے کے لئے جو اگلی حدیث بطور متابع یا شاہد کے ذکر کی ہے اس سے حدیث کا ضعف ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اب وہ حدیث فضائل اعمال میں تو معتبر ہے ہی قلیل ضعف کی وجہ سے ہمارے احناف کے نزدیک مجتہد کے قیاس سے بھی مقدم ہے لیکن یہ شاہد اور متابع کا پہلی روایت کے ساتھ ساتھ ذکر کرنا بھی ایسے مقامات پر ہے جہاں دو احادیث کے ابتدائی الفاظ ملتے جلتے ہوں' جیسا کہ حدیث من رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة اور دوسری حدیث من رأنی فقد رأنی اور بعض جگہ ایک ضعیف حدیث کی تائید علامہ سیوطیؒ نے کسی متابع اور شاہد کے ساتھ متصلاً ذکر نہیں کی بلکہ الجامع الصغیر میں کسی اور جگہ پر ذکر کی ہے۔ جس کو واقف حدیث اور واقف الجامع الصغیر کے سوا کوئی اور شخص

مشکل سے ہی معلوم کرسکتا ہے۔

ہم نے اپنی اس کتاب ''معارف الاحادیث'' میں علامہ سیوطیؒ کے کئی جگہ پر ایسے شواہد اور متابع جمع کردئے ہیں' اگرچہ وہ مضامین کی ترتیب کی وجہ سے آگے پیچھے بھی ہو گئے ہیں۔

احادیث کی کل تعداد

تاریخ ابن عساکر میں حضرت امام احمدؒ سے منقول ہے کہ سات لاکھ سے کچھ زائد احادیث صحیح ہیں' امام ابوزرعہ رازیؒ نے فرمایا کہ امام احمد کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں' اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں اور امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی صحیح (مسلم) کو تین لاکھ احادیث سے انتخاب کرکے لکھا ہے۔

لاکھوں کی تعداد میں احادیث کا شمار کثرت سندات کی وجہ سے ہے ورنہ احادیث کی فی نفسہ اتنی تعداد نہیں ہے جیسا کہ امام احمدؒ نے فرمایا سات لاکھ سے کچھ زائد احادیث ہیں جن کو میں نے مسند میں جمع کردیا ہے' کسی حدیث میں نزاع ہو تو اس مسند کو دیکھ لینا اگر وہ حدیث تمہیں اس میں مل جائے تو وہ حدیث صحیح ہوگی اور اگر اس میں نہ ملے تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے چنانچہ امام احمد کی مسند میں احادیث کی کل تعداد تقریباً تیس ہزار ہے اور دس ہزار احادیث کا ان کے صاحبزادہ امام عبداللہؒ نے اضافہ کیا تھا تو کل چالیس ہزار ہوئیں۔

شروح الجامع الصغیر

(۱) الکوکب المنیر' شیخ شمس الدین محمد بن العلقمی شافعی تلمیذ العلامۃ السیوطی (م۹۲۹ھ) در دو جلد۔

(۲) الاستدراک النضیر' شیخ شہاب الدین ابی العباس احمد بن محمد المتبولی (م۱۰۰۳ھ) یک جلد

(۳)شرح مولانا نور الدین ملا علی القاری نزیل مکة المکرمة.

(۴)السراج المنیر للعلامه العزیزی چار جلد (یہ مختصر اور بہترین شرح ہے جو عام مل جاتی ہے)۔

(۵)فیض القدیر' علامہ زین الدین محمد المدعو عبد الرؤف المناوی الشافعی (م ۱۰۳۱ھ) نسخہ قدیم مطبوعہ چھ جلد۔ نسخہ جدید مطبوعہ پانچ جلد۔

(۶) التیسیر' بشرح الجامع الصغیر للمناوی نسخہ قدیم مطبوعہ دو جلد۔ نسخہ جدید مطبوعہ چھ جلد۔

فیض القدیر

جیسا کہ شروح جامع صغیر میں ابھی ذکر گزر چکا ہے کہ علامہ عبدالرؤف مناوی رحمتہ اللہ علیہ نے جامع صغیر کی ایک بہت جامع اور نادر الوجود شرح لکھی ہے جو بڑی بڑی شروح حدیث کے قریب قریب ہے بلکہ حافظ ابن حجر کی فتح الباری اور علامہ عینی کی عمدہ القاری وغیرہ کے درجہ کی ہے جیسا کہ دیکھنے والے اصل شرح کو دیکھ کر اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

علامہ مناویؒ نے اپنی اس شرح کی تعریف میں فیض القدیر کے صفحہ اول پر یہ الفاظ تحریر کئے ہیں۔

غالب ممن يتكلم على الأحاديث إنما يتكلم عليها من حيث إعرابها والمفهوم من ظاهرها بما لا يخفى على من له أدنى مسكة فى العربية وليس فى ذلك كبير فضيلة ولامزيد فائدة ' إنما الشأن فى معرفة مقصوده صلى الله عليه وسلم وبيان ماتضمنه كلامه من الحكم والاسرار بيانا تعضده أصول الشريعة ' وتشهد بصحته العقول السليمة ' وما سوى ذلك ليس من الشرح فى شئ . قال ابن السكيت خذ من النحو ماتقيم به الكلام فقط ودع الغوامض . ولم أكثر من نقل الأقاويل والاختلافات ' لما أن ذلك على الطالب من أعظم الآفات إذهو كما قال حجة الإسلام يدهش عقله ويحير ذهنه . قال وليحذر من أستاذ عادته نقل المذاهب وما قيل فيها فإن إضلاله أكثر من إرشاده كيفما كان . ولا يصلح الأعمى لقود العميان.

حالات مصنف
فیض القدیر شرح الجامع الصغیر

امام، محدث، فقیہ، عالم کبیر، شارح حدیث
علامہ عبدالرؤف المناویؒ
۹۲۴۔۱۰۳۱ھ = ۱۵۴۵۔۱۶۲۲ء

نام ونسب:

محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری المصری زین الدین۔

حالات:

آپ دینی علوم اور دنیاوی فنون کے بڑے علماء میں سے شمار ہوتے تھے، آپ نے خود کو تحقیق وتصنیف کے لئے مختص کر دیا تھا، کھانا بہت کم کھاتے تھے اور بہت جاگتے تھے، اس سے آپ مریض ہو کر ضعیف ہو گئے اور ہاتھ لکھنے سے عاجز ہو گئے، تو آپ کے صاحبزادہ تاج الدین محمد آپ کی املاء سے تحریر کرتے رہے۔ آپ نے (80) اسی کتب تصنیف فرمائیں۔ اس تعداد میں بڑی چھوٹی، مکمل وناکمل سب شامل ہیں۔ جوانی سے تصوف اور اس طرح کے دیگر علوم میں مشغول ہو گئے، علم کے لئے لوگوں سے کٹ گئے، آپ کو مدرسہ صالحیہ میں تدریس کی دعوت دی گئی پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر تصنیف شروع کر دی اور تاوفات تدریس نہ کی۔

فیض القدیر

علامہ مناویؒ نے صدر الدین قونوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ لوگ اکثر طور پر احادیث کے اعراب اور اس کے ظاہری مفہوم کے متعلق گفتگو اور تحقیق کرتے ہیں، جو شخص ادنیٰ درجہ کی عربی جانتا ہے اس کیلئے ایسی چیزیں لکھنے کا کوئی فائدہ اور لکھنے والے کی کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ اصل چیز حضورؐ کے مقصود کی پہچان ہے اور حضورؐ کے کلام میں جو حکمتیں اور اسرار پوشیدہ ہیں ان کو اصول شریعت کی تائید کے مطابق بیان کرنا ہے۔ جس کی صحت کی عقول سلیمہ بھی گواہی دیتی ہیں اور جو شرحیں اس قسم کی نہیں ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ امام ابن سکیت فرماتے ہیں نحو اتنا سیکھو جس سے جملہ کو سیدھا پڑھ سکو اور اس کی گہرائیوں کو چھوڑ دو اور مسائل کے باہمی اقوال واختلافات کو کثرت سے ذکر کرنا طالب علم پر سب سے بڑی آفت ہے جیسا کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے اس کی عقل پر دہشت اور ذہن میں پریشانی پیدا ہوتی ہے اور ایسے استاذ سے بچنا چاہئے جس کی عادت اقوال واختلافات نقل کرنے کی ہو کیونکہ اس کی رہنمائی سے زیادہ مقصود زائل ہو جاتا ہے اور اندھا، اندھوں کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں صحیح طریقہ یہ ہے کہ علماء علوم میں اپنی بصیرت، اپنے ادراک اور اپنے صفائے قلوب پر اعتماد کریں نا کہ صحیفوں اور کتابوں پر اور نہ ہی ان باتوں پر جن کو نا اہلوں سے سنا گیا ہے۔ اگر اس نے صرف اقوال کو یاد کیا تو علم کا برتن تو ہو سکتا ہے عالم نہیں ہو سکتا۔

علامہ مناویؒ کی یہی صفت ان کی فیض القدیر میں بھی موجود ہے کہ حدیث کے ضروری مطالب، غوامض اور اسرار ومعارف کو بیان کرتے ہیں اور یہ شریعت کے اصول کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں علامہ مناویؒ نے حدیث کے مختلف علوم کی طرف رہنمائی کی ہے جن میں انہوں نے احادیث کی احادیث سے بھی تشریح بیان کی ہے اور قرآن کریم سے بھی بہت سے مقامات پر استدلال کیا ہے اور احادیث کے

معارف ولطائف کو اور عجائب وغرائب کو بھی جمع کیا ہے۔ شرعی احکام کی علتیں اور عقلی حکمتیں بھی لکھی ہیں اور احادیث سے جہاں جہاں تصوف کے اشارات ملتے تھے ان کو بھی نقل کیا ہے اور علامہ ابن عربیؒ، محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور دیگر ائمہ تصوف کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔

ناچیز مؤلف نے جامع صغیر سے ایسی احادیث کو جن میں حضورؐ کے اسرار وحکم، معارف وعجائب کے ساتھ ذکر فرمایا تھا، منتخب کیا ہے اور علامہ مناویؒ کی شرح سے بھی ایسی ہی اہم چیزوں کو ترجمہ کی شکل میں پیش کیا ہے اور کچھ اپنی طرف سے بھی لکھا ہے۔

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص خطا سے سلامت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ جس کو توفیق دے اور وہ انبیاء اور رسل ہی ہیں۔ میں نے (جامع صغیر کی یہ شرح فیض القدیر) جلدی میں لکھی ہے جس کی مدت حمل وفصال (یعنی اڑھائی سال) ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی خواہشات سے مغلوب ہو اور اگر اچھی بات دیکھے تو اس کو چھپا دے اور اگر کوئی عیب دیکھے تو اس کو ظاہر کرے اور پھیلائے۔ اس کو چاہئے کہ انصاف کی آنکھ سے دیکھے حسد اور انحراف کی آنکھ سے نہ دیکھے جو شخص عیب تلاش کرنا چاہے اور اس میں کوشش کرے تو اس کو عیب مل سکتا ہے اور جو اپنے بھائی کی لغزشوں کو رضا اور انصاف کی آنکھ سے دیکھے تو اس کو عیب نظر نہیں آئے گا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے لئے کمال محال ہے۔

کتاب میں جہاں قاضی کا حوالہ ہوگا تو اس سے مراد امام بیضاویؒ ہوں گے اور جہاں عراقیؒ کا حوالہ ہوگا تو اس سے مراد حافظ کبیر زین الدین عراقی ہوں گے اور جہاں مناویؒ کا حوالہ ہوگا تو اس سے مراد قاضی القضاۃ یحییٰ مناویؒ ہوں گے اور جہاں ابن حجر کا حوالہ ہوگا تو اس سے مراد خاتمۃ الحفاظ ابوالفضل عسقلانیؒ ہوں گے اور باقی اگر کسی اور عالم کا حوالہ ہوگا اس کا نام لکھا جائے گا۔

علامہ مناویؒ شرح حدیث اور علم تصوف میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ علامہ سیوطیؒ نے حضورؐ کی تمام احادیث کو جمع الجوامع میں جمع کرنے کا کام کیا تھا۔ علامہ عبدالرؤف

مناویؒ ایک واسطہ سے علامہ سیوطیؒ کے شاگرد ہیں۔

ان کے دادا قاضی القضاۃ یحییٰ المناویؒ علامہ سیوطیؒ کے براہ راست شاگرد ہیں۔ انہوں نے الجامع الصغیر کی شرح میں اپنے دادا یحییٰ مناویؒ سے بھی تشریحی اقوال نقل کئے ہیں۔

انہوں نے علامہ سیوطیؒ کے بعد ان کی جمع الجوامع میں جو احادیث رہ گئی تھیں ان کا الجامع الازھر من حدیث النبی الانورؐ کے نام سے اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں عرب میں چھپ گئی ہے۔ اس خدمت سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے تبحر کی طرح ان کو بھی احادیث نبویہ سے خاص درجہ کی واقفیت اور مہارت حاصل تھی ورنہ علامہ سیوطیؒ جیسے محدث کی کتاب پر تین ضخیم جلدوں کی شکل میں اضافہ کرنا بہت مشکل ہے۔

علامہ مناویؒ نے حدیث شریف کی خدمت کا ایک بہت اہم کام کیا ہے جس کا نام کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق ہے اس میں علامہ موصوف نے تقریباً آدھی آدھی سطر کی (۱۰۳۴۹) مختصر احادیث حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کی ہیں۔ ناچیز راقم الحروف نے اس کتاب کی ''جواہر الاحادیث'' کے نام سے خدمت کی ہے جو احادیث کی تخریج کے ساتھ (۸۶۹) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں علامہ مناویؒ نے (۱۴۰) احادیث کی کتابوں سے ان جوامع الکلم احادیث کو جمع کیا ہے۔ اس اتنی بڑی مقدار میں مختصر احادیث کا (۱۴۰) کتب احادیث سے جمع کرنا بھی علامہ مناویؒ کی علم حدیث میں مہارت کا پتہ دیتا ہے۔ (اس کنوز الحقائق کا ترجمہ جواہر الاحادیث کے نام سے اردو میں ہمارے ادارے سے چھپ چکا ہے)۔

جس طرح سے علامہ مناویؒ نے الجامع الصغیر کی شرح لکھی ہے۔ اسی طرح سے شمائل ترمذی کی بھی ایک بہترین شرح تصنیف فرمائی ہے۔ علامہ مناویؒ کی کتب کی کل تعداد تقریباً ۸۰ کو پہنچتی ہے جن میں سے ۶۰ کے نام ان کے تذکرے میں یہاں جمع کر رہے ہیں۔

علامہ مناویؒ نے الجامع الصغیر کا سب سے پہلے زبانی درس دیا اور اس کی شرح بیان کی، جس طرح سے علامہ ابن العلقمیؒ نے اس کا درس دیا تھا۔ علامہ مناویؒ کے اس درس کو

مغرب، اندلس، افریقہ وغیرہ کے علماء نے بہت پسند کیا مناویؒ کے اس درس کو مغرب اندلس، افریقہ وغیرہ کے علماء نے بہت پسند کیا اور آپؒ سے التماس کی کہ اس کو کتابی شکل دے دیں تو انہوں نے ایک ضخیم شرح تحریر فرمائی اور اس کا نام ''فیض القدیر'' رکھا اور پھر اس کا اختصار بھی خود تحریر کیا۔

اس کا قدیم نسخہ (۶) جلدوں پر مشتمل ہے اور جدید (۱۲) جلدوں پر لیکن احتیاط کے اعتبار سے یہ قدیم نسخہ ہی بہتر ہے۔

تالیفات امام مناویؒ

۱	آداب الاکل والشرب	(مخطوط)
۲	الاتحافات السنية بالاحاديث القدسيه	(مطبوع)
۳	اتحاف الطلاب بشرح كتاب العباب فى الفقه	(مخطوط)
۴	اتحاف الناسک باحكام المناسک	(مخطوط)
۵	الاحسان ببيان احكام الحيوان	(مخطوط)
۶	احسان التقرير بشرح التحرير للقاضى زكريا فى الفقه	(مخطوط)
۷	احكام الاساس فى مختصر أساس البلاغة	(مخطوط)
۸	ارسال اهل التعريف فى التصوف	(مخطوط)
۹	ارغام اولياء الشيطان بذكر مناقب اولياء الرحمن / الطبقات الصغرى	(مطبوع)
۱۰	اسفار البدر عن ليلة القدر	(مخطوط)
۱۱	اسماء البلدان	(مخطوط)
۱۲	اعلام الأعلام باصول فنى المنطق والكلام	(مخطوط)
۱۳	امعان الطلاب بشرح ترتيب الشهاب	(مخطوط)
۱۴	بغية الطالبين لمعرفة اصطلاح المحدثين	(مخطوط)
۱۵	بغية المحتاج الى معرفة أصول الطب والعلاج	(مخطوط)
۱۶	بلوغ الامل بمعرفة الالغاز والحيل	(مخطوط)
۱۷	تاريخ الخلفاء	(مخطوط)
۱۸	تفسير سورة الفاتحة وبعض سورة البقرة	(مخطوط)
۱۹	تشريح الروح ومابه صلاح الانسان وفساده	(مخطوط)
۲۰	توضيح الفتح الرءوف	(مخطوط)
۲۱	التوقيف على مهمات التعاريف	(مطبوع)
۲۲	تهذيب التسهيل فى احكام المساجد	(مخطوط)

۲۳ التیسیر مختصر شرح الجامع الصغیر فی الحدیث	(مجلدین . مطبوع)
۲۴ تیسیر الوقوف علی غوامض احکام الوقوف	(مخطوط)
۲۵ الجامع الازهر من حدیث النبی الانور	(ثلاث مجلدات .مطبوع)
۲۶ الجواهر المضیة فی الأحکام السلطانیة	(مخطوط)
۲۷ الدر المصون فی تصحیح القاضی ابن عجلون شرح التصحیح	(مخطوط)
۲۸ الدر المنضود فی ذم البخل ومدح الجود	(مخطوط)
۲۹ الدرر الجواهریة شرح حکم العطائیة	(مخطوط)
۳۰ رفع النقاب عن کتاب الشهاب القضاعی	(مخطوط)
۳۱ الروض الباسم فی شمائل المصطفیٰ ابن القاسم	(مخطوط)
۳۲ شرح انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب للسیوطی	(مخطوط)
۳۳ شرح الدرة السنیة فی نظم السیرة النبویة ﷺ	(مخطوط)
۳۴ شرح قصیدة ابن سینا فی النفس والروح	(مجلد واحد . مطبوع)
۳۵ شرح المشاهد للشیخ الاکبر	(مخطوط)
۳۶ الصفوة فی مناقب بیت آل النبوة	(مطبوع)
۳۷ عماد البلاغة	(مخطوط)
۳۸ غایة الارشاد فی معرفة الحیوان والنبات والجماد	(مخطوط)
۳۹ غایة الامانی فی شرح شرح العقائد للتفتازانی	(مخطوط)
۴۰ الفائق فی حدیث خاتمة رسل الخالق	(مخطوط)
۴۱ الفتح السماوی بتخریج احادیث البیضاوی	(۳مجلد. مطبوع)
۴۲ الفتوحات السبحانیة فی شرح نظم الدرر السنیة	(مخطوط)
۴۳ فردوس الجنان فی مناقب الانبیاء المذکورین فی القرآن	(مخطوط)
۴۴ فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر للسیوطی	(۶مجلدات .مطبوع)
۴۵ قرة عین الانسان بذکر اسماء الحیوان	(مخطوط)
۴۶ کتاب الامثال	(مخطوط)

۴۷ کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق (مطبوع . مجلد واحد)
۴۸ الکواکب الدریة فی مناقب السادة الصوفیة (مجلد کبیر . مطبوع)
۴۹ المجموع الفائق من حدیث خاتمة رسل الخلائق فی احادیث القصار (مخطوط)
۵۰ المحاضر الوضیة فی شرح الشمعة المضیئة للسیوطی (مخطوط)
۵۱ المطالب العلیة فی الادعیة الزهیة (مخطوط)
۵۲ منحة الطالبین لمعرفة اسرار الطواعین (مخطوط)
۵۳ نتیجة الفکر فی شرح نخبة الفکر فی اصول الحدیث لابن حجر العسقلانی (مخطوط)
۵۴ نخبة الکنوز فی سر الرموز فی الحدیث (مخطوط)
۵۵ النزهة الزهیة فی احکام الحمام الشرعیة والطبیة (مخطوط)
۵۶ الیواقیت والدرر فی شرح نخبة الفکر (مخطوط)
۵۷ شرح الشمائل للترمذی (مجلد واحد . مطبوع)
۵۸ سیرة عمر بن عبدالعزیزؒ (مخطوط)
۵۹ شرح القاموس المحیط (مخطوط)

مآخذ حالات علامہ مناوی

(۱) الأعلام ۶/۳۰۴،

(۲) خلاصة الأثر ۲/۴۱۲.۴۱۶

(۳) فهرس الفهارس ۲/۲

(۴) آداب اللغة ۳/۳۳۲

(۵) الفهرس التمهیدی ۴۲۱

(۶) خطط مبارک ۱۲ /۵۰

(۷) الکتب خانه ۱/۲۹۰

(۸) الأزهریه ۱/۴۹۹

(۹) معجم المطبوعات ۸/۱۷۹

(۱۰) الخزانة التیموریة ۳/۲۹۰

(۱۱) محمد ابراهیم العفیفی فی مجلة الرسالة ۴/۶۴

(۱۲) نشره ۳: ۳۱

(۱۳) هدیة العارفین ۵۱۰۵

۱. صحیح الجامع الصغیر و زیاداته
۲. ضعیف الجامع الصغیر و زیاداته
کے مصنف ناصر الدین البانی کارد

آج کل فتنوں میں حدیث کے متعلق سب سے بڑا فتنہ شیخ ناصر الدین البانی کا ہے۔ اس نے حدیث کی اہم کتب کے دو دو ٹکڑے کر کے انکار حدیث کا اس طرح سے بیج بویا ہے کہ عوام تو کیا عرب کے بہت سے علماء بھی اس فتنہ کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔

حدیث کی چھ مشہور کتابیں جن کو آج تک امت صحاح ستہ کے نام سے پکارتی آئی ہے ان میں سے سنن کی چاروں کتابوں ترمذی، نسائی، ابو داود اور ابن ماجہ کے دو دو ٹکڑے کیئے، صحیح ترمذی، ضعیف ترمذی، صحیح نسائی، ضعیف نسائی، صحیح ابوداؤد، ضعیف ابو داود، صحیح ابن ماجہ، ضعیف ابن ماجہ۔

اسی طرح سے علامہ سیوطی کی یہ کتاب الجامع الصغیر اور زیادات علی الجامع الصغیر جو مشہور و متداول احادیث کا سب سے جامع اور مقبول ذخیرہ ہے، اس کو بھی دو ٹکڑے دیا اور ان کا نام بھی صحیح الجامع الصغیر و زیاداتہ اور ضعیف الجامع الصغیر و زیاداتہ رکھا ہے۔

اس کا تاثر یہ دیا گیا ہے کہ ضعیف صحیح حدیث کے مقابلہ میں ہے۔ صحیح قابل قبول ہے اور ضعیف مردود ہے چنانچہ عوام نے صحاح ستہ کے ضعیف کیئے گئے حصوں کو غلط، باطل اور من گھڑت قرار دے کر ترک کر دیا ہے غیر مقلدین بھی ان عوام کے شانہ بشانہ ہیں اور یہ انکار حدیث ہی ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ اگر بالفرض یہ ضعیف حدیثیں متروک اور من گھڑت ہوتیں تو اکابر محدثین ان کو اپنی کتب میں درج نہ کرتے اور امت ان کو صحاح ستہ نہ کہتی بلکہ ان محدثین کی ان کتب حدیث کی تالیف کے تقریباً گیارہ سو سال بعد یہ فتنہ کھڑا ہوا، جس نے ان کتب کے صحیح و ضعیف نام کے ساتھ ان کتب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

ہاں کام کرنا تھا تو اس کا طریقہ یہ تھا کہ جو احادیث ان میں شدید درجہ کی ضعیف اور متروک ہیں یا چند ایک موضوع ہیں ان سب کو ایک کتاب میں یکجا کر کے ان کے متعلق کہہ دیتے کہ یہ احادیث اس درجہ کی ہیں تو جب لوگ ان کو پڑھتے تو ان کا تاثر انکار حدیث والا نہ ہوتا۔

چونکہ البانی نے الجامع الصغیر پر بھی ہاتھ صاف کیا تھا ہم نے اس کو بھی قارئین کی اطلاع کے لئے لکھ دیا ہے تا کہ باخبر رہیں۔

(نوٹ) یہ کچھ عرصہ سعودی عرب میں جا کر رہا تھا مگر سعودی حکومت نے اس کو ملک بدر کر دیا تھا۔

معارف الاحادیث

ترتیب احادیث - ترجمہ - تشریح

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم

(۱) یہ کتاب علامہ سیوطیؒ کی حدیث کی مشہور زمانہ کتاب الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر کی تلخیص، تخریج اور شرح ہے۔ الجامع الصغیر میں احادیث کی تعداد (۱۰۰۳۱) ہے۔ ہم نے تلخیص میں الجامع الصغیر کی ان احادیث کا انتخاب کیا ہے جو معارف الاحادیث کے نام کی مناسبت سے اور قارئین کی ضرورت سے زیادہ ربط رکھتی ہوں۔ ہم نے اس کتاب میں الجامع الصغیر کی وہ سب حدیثیں نقل کی ہیں جو ضروری احکام، فضائل، ترغیب، تہدید، اسرارِ احکام شریعت، اصلاح نفس، تزکیہ نفس، سیرت و کردار، معاشرت وغیرہ کے عنوانات پر مشتمل تھیں جن کے مضامین کا اندازہ قارئین حضرات ہماری اس کتاب کی فہرست عنوانات سے لگا سکیں گے۔ ہم نے الجامع الصغیر کی جن احادیث کا انتخاب کیا ہے ان کی اصل عبارتیں بمعہ اعراب حدیث نقل کر دی ہیں۔

(۲) علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کے جتنے حوالے دیئے تھے ہم نے بھی وہ سب حوالے نقل کر دیئے ہیں بلکہ ان حوالوں کے مطابق وہ حدیث جس باب اور کتاب میں تھی اس کی بھی عموماً تعیین کر دی ہے۔

(۳) علامہ مناویؒ نے اپنی طرف سے جن احادیث کے حوالوں کا اضافہ کیا تھا، ان کو بھی ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ قارئین تحقیق کے وقت اصل کتابوں میں ان احادیث کو آسانی سے تلاش کر سکیں۔

(۴) ان حوالوں کے علاوہ سعید زغلول کی موسوعہ اطراف الحدیث سے بھی بعض حوالہ

جات نقل کر دئے گئے ہیں تا کہ کتاب مدلل انداز میں قارئین کے ہاتھوں میں جائے۔

(۵) حدیث جس صحابی سے مروی تھی ایک سے یا کئی سے ان کے ناموں کو حدیث کے الفاظ سے پہلے نقل کیا گیا ہے۔

(۶) اگر کسی حدیث کے بارے میں علماء نے موقوف یا مرفوع کا اختلاف کیا تھا تو اس کے متعلق اقوال بھی حدیث کی تخریج کے تحت نقل کر دئے ہیں۔

(۷) بعض احادیث میں الفاظ مختلف ہوتے ہیں یا راویٔ حدیث کی طرف سے کسی کتاب میں اضافہ ہوتا ہے چونکہ یہ علمی بات ہے اس لئے عموماً اس کو بھی حوالہ جات کے درمیان ذکر کیا ہے۔ اگر کہیں اس اضافی عبارت کی عوام کو ضرورت تھی تو اس کو تشریحی فوائد میں لکھا گیا ہے۔

(۸) ہر حدیث پر با قاعدہ عام فہم عنوان لگایا گیا ہے۔ جس سے حدیث میں موجود بات کی طرف اشارہ ہو گیا ہے۔

(۹) تمام احادیث کے عنوانات موقع بموقع عنوانات کی فہرست میں مکمل طور پر نقل کر دئے گئے ہیں۔

(۱۰) بعض احادیث میں ایک کی بجائے کئی مضامین موجود تھے۔ اس لئے ان مضامین کے مطابق ان احادیث کو موقع بموقع مکرر لایا گیا ہے۔

(۱۱) ہر حدیث کی ابتداء میں مسلسل نمبر لگا دئے گئے ہیں تا کہ کبھی اس کتاب کے حوالے سے گفتگو یا تحقیق ہو تو حدیث کے مسلسل نمبر کا حوالہ بھی کفایت کرے۔

(۱۲) بعض احادیث مرسل ہیں۔ محدثین نے ان کو صحابیؓ کی بجائے تابعی سے روایت کیا ہے تو ہم نے بھی وہاں پر تابعی کا نام لکھ کر آگے حضورؐ کے حوالے سے وہ حدیث نقل کر دی ہے لیکن عموماً صحابی اور تابعی کے نام پر رضی اللہ عنہ اور رحمتہ اللہ علیہ کی علامات سے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

(۱۳) احادیث کا ترجمہ جدید ہے کسی بھی حدیث کے ترجمے کی اردو کتاب سے نہیں لیا گیا۔

(۱۴) ترجمہ میں جہاں کہیں بطور تفہیم کے کسی جملے کے اضافے کی ضرورت تھی تو اس کو

بریکٹوں میں لکھا گیا ہے تا کہ اصل ترجمہ اور اضافہ میں فرق معلوم ہو جائے۔

(۱۵) جن احادیث کی تشریح اور معارف طویل عبارتوں میں ذکر کئے گئے ہیں ان کو حدیث کے ترجمہ کے بعد لطائف و معارف کے عنوان سے الگ تحریر کیا گیا ہے۔

(۱۶) یہ تشریحات، فوائد اور معارف زیادہ تر ''فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی'' اور ''التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی'' سے لئے گئے ہیں اور بعض فوائد ''السراج المنیر شرح الجامع الصغیر للعزیزی'' سے لئے گئے ہیں اور بہت سے فوائد اور تشریحات ناچیز مؤلف کی طرف سے بھی لکھے گئے ہیں لیکن ایسے تمام مقامات کے آخر میں اپنا نام لکھ دیا ہے تا کہ غلطی ہو تو اس کی نسبت میری طرف ہو۔ اگر قارئین کو یہ فوائد پسند آئیں اور درست ہوں تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اگر کہیں خطا ہو گئی ہو تو اللہ سے معافی کا اور علماء سے اصلاح کا اور حاسدین اور جاہلین سے درگزر کا خواستگار ہوں۔

(۱۷) جو تشریحات میری طرف سے نہیں ہیں لیکن درمیان میں اپنی طرف سے کسی قسم کے اضافے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو بھی بریکٹوں کے درمیان ذکر کیا گیا تو ایسے اضافے جو حدیث کے ترجمہ میں یا فوائد کے درمیان لکھے گئے ہیں، ان کو بھی ناچیز کی طرف منسوب کیا جائے۔

(۱۸) حدیث کا ترجمہ اور تشریح عموماً وہی کی گئی ہے جو شراح حدیث نے متعین کی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی ترجمہ متعین نہیں کیا جیسا کہ آج کل جدید لکھنے والوں کا طریقہ ہے کیونکہ یہ ترجمہ اور تشریح بھی اسلام کی امانت ہے۔ اس کو قارئین تک اسی طرح پہنچانا فرض ہے جس طرح سے اسلام کا تقاضا ہے۔ من مانی تشریحات جیسا کہ آجکل لوگ لکھتے ہیں جن کا شریعت کے اصول اور مسلمات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا چونکہ میری طبیعت کو یہ چیزیں نہیں بھاتیں اس لئے میں نے ایسی چیزوں کو نقل نہیں کیا۔

(۱۹) میں نے جو کچھ اس کتاب میں درج کیا ہے یہ سب ترجمانی ہے۔ اگر کہیں کوئی غلط بات ترجمانی کے خلاف درج ہو گئی ہو تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ

مجھ سے درگزر فرمائے اور علماء اس کی اصلاح کے لئے رہنمائی فرمائیں۔

(۲۰) کتاب میں زیادہ تر مضامین اصلاح اور ترغیب کے نقل کئے گئے ہیں۔ احکام کی احادیث خال خال ہیں، اس لئے کتاب میں احکام و مسائل کی جستجو نہ کی جائے۔ احکام و مسائل کے لئے فقہ حنفی کی معتبر کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

(۲۱) اردو میں اس طرز کی مستقل کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ دو کتابیں اس سے پہلے قارئین کے سامنے آئی ہیں ایک حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی ترجمان السنۃ، دوسری حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی معارف الحدیث، ترجمان السنۃ حدیث کی اردو کتابوں میں بڑی اہمیت کی کتاب ہے اور اس میں حدیث کے بہت سے علوم علمی پیرائے میں لکھے گئے ہیں لیکن افسوس کہ یہ کتاب حدیث کے چند ابتدائی ابواب پر مشتمل ہے جس طرح حضرت مصنف اس کو مکمل کرنا چاہتے تھے نہ کر سکے اور یہ کتاب ناقص رہ گئی۔ معارف الحدیث میں مولانا محمد منظور نعمانی قدس اللہ سرہ نے مشکوٰۃ شریف کی احادیث کا انتخاب کیا، ترجمہ لکھا اور ان کی عمدہ تشریح لکھی۔ الحمد للہ یہ کتاب علماء اور عوام کے طبقے میں مقبول ہوئی اور نصف صدی سے پڑھی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اگر اس ناچیز کی تالیف کردہ ''معارف الاحادیث'' کو بھی ایک مقبول خدمت بنا کر ان اکابر کی کتابوں کے قریب قریب جگہ دیدیں اور مسلمانوں میں اس کو عام کر دیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہوگا۔

(۲۲) ہمارا انتخاب علامہ سیوطیؒ کی الجامع الصغیر سے ہے جو مشکوٰۃ شریف سے زیادہ جامع اور اہم ہے۔ اس میں مشکوٰۃ شریف کی بنسبت معارف الاحادیث کے طرز کی احادیث زیادہ تھیں اس لئے ہم نے مشکوٰۃ شریف کی بجائے حدیث کی اس کتاب کی تلخیص کو اہمیت دی اور اس میں ایسی احادیث کا انتخاب بھی کیا جو مشکوٰۃ شریف میں نہیں ہیں۔

(۲۳) ہماری کتاب میں جو احادیث ترجمہ اور تشریح کے لئے منتخب کی گئی ہیں۔ وہ

شاید معارف الحدیث سے مقدار میں اور مضامین میں بہت زیادہ ہیں اور انتخاب میں بھی بڑا فرق ہے۔ بہت کم احادیث ایسی ملیں گی جو ہماری کتاب اور معارف الحدیث میں ایک جیسی ہوں گی۔

(۲۴) ہم نے اپنی کتاب تیار کرتے وقت معارف الحدیث اور ترجمان السنۃ اور دیگر اردو عربی کتابوں اور شروحات کو قطعاً سامنے نہیں رکھا۔ اس اعتبار سے ہماری کتاب اردو کتابوں اور تراجم کا قطعاً ملغوبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک جدید خدمت ہے۔

(۲۵) یہ ہوسکتا ہے کہ بعض احادیث ایک جیسی ہوں اور ان کی بعض تشریحات بھی قدرۃً ایک جیسی ہوں۔

(۲۶) کافی عرصہ سے یہ بات قارئین سے سننے میں آرہی تھی کہ ہمارے پاس اردو میں حدیث پڑھنے کے لئے صرف معارف الحدیث ہے اور بھی کوئی کتاب ہونی چاہئے جو ہمارے اس مسلسل احساس کو ختم کرے اور ہم مختلف قسم کی دیگر احادیث کو اس کتاب کی تشریحات سے ہٹ کر دیگر تشریحات کی شکل میں مطالعہ کرسکیں اور علم حدیث کے مطالعہ کو وسعت دے سکیں۔

(۲۷) الحمدللہ! حدیث کی اس جدید خدمت کا مؤلف کے دل میں تقریباً سولہ سال سے داعیہ تھا اور بہت سے اوقات میں اس خدمت کے لئے رب جلیل سے دعائیں بھی کیں اور بہت سے بزرگوں سے دعائیں بھی کروائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اس تالیف وتراجم کی زندگی میں اس عظیم الشان اور کبیر المنفعت خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے اور میری دعا کو قبول فرمایا ہے۔ میں اس پر اپنے مہربان مالک وخالق کا ہر بن مو سے شکر ادا کرتا ہوں، جس طرح سے وہ شکر اور حمد کے لائق ہے اور اس کی نعمتوں کے لئے کافی وافی ہے اور اس کی جدید نعمتوں کو محیط ہے اللہ تعالیٰ اس خدمت کو سب مسلمانوں میں علماء اور عوام میں کمرت سے مقبول فرمائے۔ اس خدمت کے طفیل اپنی اور نبی کریمؐ کی رضا اور

حضورؐ کی شفاعت نصیب کرے اور دنیا اور آخرت میں سرخرو فرمائے اور دنیا وآخرت کی تمام نعمتوں کے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے اور ہر طرح کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور سزاؤں سے محفوظ رکھے۔

اس کتاب میں عموماً مختصر مختصر احادیث کو منتخب کیا گیا ہے جن کا مقصد سمجھنا آسان ہو اگرچہ ان احادیث کے الفاظ قلیل ہیں لیکن معانی اور تشریحات بہت ہیں جن میں سے ہم نے بعض معانی اور تشریحات کو ذکر کیا ہے۔ یہ احادیث جوامع الکلم کا درجہ رکھتی ہیں اور کتب احادیث کے خزانوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالی گئی ہیں اور ترتیب دی گئی ہیں۔ ان کے ڈھونڈنے اور ترتیب میں بڑی مشقت اٹھانی پڑی ہے۔

ان احادیث کے حوالہ جات ائمہ حدیث کی جوامع، سنن اور مسانید کی طرف منسوب ہیں اور یہ حوالے پوری تحقیق اور تفتیش کے بعد لکھے گئے ہیں ایسی کتابوں کے حوالے نہیں دیے گئے جو حوالوں کی اہل نہ ہوں۔

ہم نے اپنے انتخاب حدیث میں یہاں ایسی احادیث کو الجامع الصغیر سے لیا ہے جو عموماً صحیح یا حسن کے درجہ کی تھیں اور ضعیف احادیث شاذ و نادر لی ہوں گی جن احادیث پر اکثر محدثین نے کلام کیا ان کو ہم نے نقل نہیں کیا۔

الجامع الصغیر کی احادیث حروف تہجی سے مرتب تھیں، صحاح ستہ کی احادیث کی طرح مبوب نہیں تھیں، ہم نے الجامع الصغیر میں جن احادیث کو لیا ہے ان کو مناسب ترتیب کے ساتھ ان کے موضوعات میں لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علامہ سیوطیؒ کی کتاب الجامع الصغیر کی اس مختصر سی خدمت سے پہلے بھی ان کی کئی کتابوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مثلاً

(۱) الحبائک فی اخبار الملائک کا ترجمہ، تشریح اور تخریج بعنوان فرشتوں کے عجیب حالات۔

(۲) لقط المرجان فی احکام الجآن کا ترجمہ وتشریح بنام تاریخ جنات وشیاطین

(۳) البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ کی قیامت کے متعلقہ احادیث کا ترجمہ

وتخریج بنام قیامت کے ہولناک مناظر۔

(۴) شرح الصدور فی احوال الموتٰی والقبور کی تخریج اوراس کے ترجمہ کی اشاعت بنام قبر کے عبرت ناک مناظر۔

(۵) الهيئة السنية فى الهيئة السنيّة .

(۶) الكنز المدفون والفلك المشحون ان دونوں کتابوں کی تلخیص وترجمہ مع اضافات از کتاب العظمة لأبى الشيخ الاصبهانى بنام اسرار کائنات چار پانچ ساتھیوں سے اس شرح کا املاء لکھوایا ہے، ہوسکتا ہے نقل میں ان سے کچھ فروگذاشتیں ہوگئی ہوں، تصحیح میں عزیزم محمد حماد القاسمی نے کافی سعی کی ہے ہوسکتا ہے اب کوئی غلطی نہ رہی ہو۔

(۲۸) معارف الاحادیث کی خدمت کا آغاز محرم ۱۴۲۳ھ کو ہوا اور ترجمہ اور تشریح کی خدمت سے اتوار بوقت صلوٰۃ ظہر ۲۵ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۴ھ میں فراغت ہوئی۔

الحمد لله الذى يوا فى نعمهٗ ويكافى مزيدهٗ.

اللهم اغفرلى جميع ما مضٰى من ذنوبى واعصمنى ما بقى من عمرى وارزقنى عملا زا كيا ترضى به عنى.

إلهى لا تعذب لسانا يخبر عنك ولا عينا تنظر علوما تدل عليك ولا قدما تمشى فى خدمتك ولا يدا تكتب حديث رسولك فبعزتك لا تدخلنى النار فقد علم أهلها أنى كنت أقدم دينك وأذب عنه اللهم بلغنى آمالى من العلم والعمل وأطل عمرى لأبلغ ما أحب من ذلك.

اللهم إنى أسئلك من خير ما أحاط به علمك فى الدنيا والآخرة وأعوذبك من شر ما أحاط به علمك فى الدنيا والآخرة.

يا على يا عظيم يا حليم يا عليم

فقط العبد

امداداللہ انور

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

مقدمہ
علم الحدیث

مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم

مقدمہ علم الحدیث

حدیث:

یہ وہ علم ہے جس سے آنحضرت ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کا علم ہوتا ہے۔ یہی علم حدیث کی تعریف اور موضوع ہے۔ اس کا مقصد اور فائدہ سعادت دارین کا حصول ہے۔ (فوائد خاقانیہ)۔

اصول حدیث

یہ علم روایت حدیث کی طرف منقسم ہوتا ہے اور روایت حدیث وہ علم ہے جس میں راویوں کے حالات، ضبط وعدالت کی حیثیت سے آنحضرت ﷺ تک اتصال حدیث کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور اتصال وانقطاع وغیرہ کی حیثیت سے سند کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اس علم کو اصول حدیث کہتے ہیں۔

درایت حدیث

درایت حدیث میں الفاظ حدیث کے معنی ومفہوم کی بحث وتحقیق ہوتی ہے اور یہ درایت قواعد عربیت، ضوابط شریعت پر مبنی ہوتے ہوئے احوال نبی ﷺ کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کا موضوع اس حیثیت سے احادیث رسول ﷺ ہیں کہ ان کی دلالت معنی ومفہوم پر پوری طرح سے منطبق ہو، ان کی مراد اور غرض وغایت آداب نبویہ سے مزین ہونا اور جو امور آپؐ کے نزدیک ناپسندیدہ یا ممنوع ہیں ان سے باز رہنا ہے۔ اس علم کا بہت بڑا فائدہ ہے جو غور کرنے والے کے سامنے مخفی نہیں ہے۔

مبادی درایت حدیث

تمام علوم عربیت، آنحضرت ﷺ سے متعلقہ اخبار وقصص، قرآن، حدیث اور فقہ

وغیرہ کی معرفت درایت حدیث کے مبادیات میں سے ہے۔ (مفتاح السعادۃ)

علوم شریعت

علامہ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں:

علوم شریعت کی تقسیم دو طرح پر ہے۔ (۱) فرض (۲) نفل پھر فرض کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ۔

احادیث رسول اللہ ﷺ اور آثار صحابہؓ جو کہ احکام کے دلائل میں دوسرے درجہ پر ہیں ان کو جاننا فروض کفایہ کے اصول میں سے ہے۔

علم حدیث کے اصول، احکام، قواعد اور اصطلاحات

علم حدیث کے اصول، احکام، قواعد اور اصطلاحات کو علمائے اصول حدیث اور علمائے اصول فقہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے اور محدثین وفقہاء نے ان کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ ان علوم کی معرفت اور ان سے واقفیت کیلئے اس علم کے طالب کے لئے معرفت لغت اور اعراب کلمات کی، جو کہ معرفت حدیث وغیرہ کی اصل ہیں، احتیاج ہوتی ہے کیونکہ شریعت مطہرہ عربی زبان میں وارد ہوئی ہے اور یہ اشیاء جیسا کہ رجال کا علم، ان کے اسماء کا علم، ان کے انساب کا علم، ان کی عمروں کا علم، ان کے وقت وفات کا علم، صفات رواۃ کا علم اور ان کی شرائط جن کے ساتھ ان کی روایت کو قبول کرنا درست ہے اور مستند رواۃ کا علم اور ان کے اخذ حدیث کی کیفیت، تقسیم طرق حدیث، لفظ رواۃ کا علم اور اسی طرح سے ان الفاظ کو روایت کرنا جس طرح سے انہوں نے اس کو سنا اور جن سے سنا ان تک اس حدیث کا اتصال اور مراتب روایت کا ذکر اور نقل حدیث بالمعنی کے جواز کا علم اور بعض روایت کی نقل کے جواز کا علم اور حدیث میں اضافی الفاظ کے ذکر کا علم اور حدیث کی طرف اضافہ الفاظ کا علم جو کہ پہلے حدیث میں نہیں تھے اور کسی حدیث میں ثقہ راوی کے زیادت الفاظ اور شرائط سند کا علم اور یہ کہ کون سی سند عالی ہے اور کون سی نازل، مرسل کا علم اور سند کے منقطع، موقوف، معضل وغیرہ کا علم، کیونکہ محدثین کا ایسی روایات کے قبول کرنے اور رد کرنے میں اختلاف ہے اور جرح وتعدیل کا علم اور ان

کے جواز اور وقوع کا علم' طبقات مجروحین کا بیان اور صحیح اور موضوع حدیث کی اقسام کا علم اور حدیث کے صحیح اور موضوع اقسام کی طرف منقسم ہونے کا علم' غریب اور حسن وغیرہ کی اقسام کا علم اور احادیث متواترہ اور احادیث آحاد' ناسخ منسوخ وغیرہ کا علم جن کی طرف ائمہ حدیث نے توجہ اور محنت کی ہے ان سب علوم حدیث کا علم حاصل کرنا فروض کفایہ کے اصول میں سے ہے۔

جس شخص نے ان علوم میں مہارت حاصل کر لی' وہ اس علم کے محل میں اس کے دروازے سے داخل ہو گیا اور علم حدیث کا اس کی تمام جہات کے ساتھ احاطہ کر لیا۔ اور جس سے جتنا حصہ فوت ہوا وہ اتنا ہی درجہ علم حدیث کی معرفت میں کمتر ہو گیا۔ یہ بات محدث کے علم سے مستثنیٰ ہے کہ وہ متواتر' آحاد' ناسخ اور منسوخ کا علم حاصل کرے۔ اگرچہ یہ چیزیں بھی علم حدیث سے متعلق ہیں لیکن محدث کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ فقیہ کا وظیفہ اور ذمہ داری ہیں کیونکہ وہی احادیث سے احکام مستنبط کرتا ہے اس لئے اس کو متواتر' آحاد' ناسخ' منسوخ کے علم کی احتیاج ہوتی ہے۔ محدث کا وظیفہ صرف اپنی مسموع روایات جس طرح ان کو سنا ہے' ان کو نقل کرنا اور روایت کرنا ہے اور اگر وہ اس کے بعد کے کام بھی کرے تو اس کی فضیلت میں اضافہ کا سبب ہے۔

جمع و تالیف حدیث کی ابتداء

آپ کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ فروض کفایہ میں سے ایک بنیادی چیز حدیث کی طرف توجہ کرنا' اس کو محفوظ کرنا اور اس کو یاد کرنا واجب ہونا ہے۔ اسی لئے معتمد علماء' جنہوں نے دین کے قوانین کو یاد کیا اور ان کا احاطہ کیا اور یکے بعد دیگرے اس کو نقل کیا اور جس طرح سے سنا اسی طرح سے آگے پہنچایا' اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حدیث کو یاد کرنا' اس کی حفاظت کرنا اور اس کی طرف توجہ کرنا آسان کیا اور اپنے دین کی حفاظت اور شریعت کی نگہداشت کی حکمت کے طور پر اس عمل کو ان کے لئے محبوب کر دیا چنانچہ یہ علم نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر صحابہ ؓ' تابعین' تبع تابعین اور ان کے بعد تک تمام علوم سے اشرف اور اجل رہا۔ قرآن کریم یاد کرنے کی وجہ سے ان حضرات میں کوئی

بڑا شرف اور مرتبہ معلوم نہیں ہوتا تھا' مگر اس قدر' جس قدر کسی نے احادیث نبویہ کو یاد کیا ہوتا تھا اور افراد علم کی عظمت معلوم نہیں ہوتی تھی' مگر جس قدر انہوں نے احادیث کا سماع کیا ہوتا تھا۔ اس وجہ سے اس علم حدیث کی طلب میں لوگوں کی رغبتیں بڑھ چڑھ کر ظاہر ہونے لگیں۔ یہی طریقہ ان کے لئے حضور ﷺ کے زمانہ سے شروع ہوا اور مسلسل چلتا رہا۔ حتیٰ کہ لوگوں کی کوششیں اس علم کے سیکھنے میں مصروف ہوگئیں حتیٰ کہ وہ حضرات بہت طول طویل سفر کر کے جنگلات اور بیابانوں کو طے کر کے ایک حدیث کی طلب میں بھی مشرق و مغرب کے شہروں میں جاتے تھے تا کہ وہ اس حدیث کو اس کے اصل راوی سے سنیں۔ کتنے محدثین ایسے تھے جن کا مقصد اس سفر سے صرف حدیث کی طلب تھا اور کتنے حضرات ایسے تھے جو اس حدیث کی رغبت کے ساتھ اس راوی حدیث سے بعینہ اس حدیث کو سننے کا داعیہ رکھتے تھے یا تو بعینہ اس راوی سے سننے کے لئے یا اپنے ذاتی اعتماد کے لئے یا علو اسناد کے لئے چنانچہ لوگوں کی ہمتیں اس علم کی تحصیل میں لگ گئیں۔ علمائے حدیث کا اعتماد اپنے دلوں میں ان احادیث کو محفوظ اور یاد کرنے کا تھا لکھنے کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ وہ احادیث کو بھی اسی طرح سے یاد کرتے تھے جس طرح سے قرآن کریم کے حافظ تھے۔

پھر جب اسلام پھیل گیا اور اطراف واکناف کے شہر سلطنت اسلامیہ کے ماتحت ہوگئے۔ صحابہ ؓ مختلف علاقوں میں چلے گئے اور اکثر صحابہ ؓ وفات پا گئے اور حدیث کا یاد کرنا کم ہوا جو علماء ان احادیث کو یاد کر چکے تھے انہوں نے تدوین حدیث اور احادیث کو تحریر کی شکل میں محفوظ کرنے کی احتیاج محسوس کی اور احادیث کو صحیح معنی میں محفوظ کرنے کا اس زمانہ میں یہی طریقہ ہوسکتا تھا کیونکہ دل سے بات نکل جاتی ہے لیکن قلم اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام ؓ کے زمانہ کے تھوڑا عرصہ بعد ائمہ حدیث کی ایک جماعت مثلاً امام عبدالملک بن جریج ؒ اور امام مالک ؒ وغیرہی کا زمانہ تھا تو انہوں نے حدیث کو مدون کیا اور کتابی شکل دی' حتیٰ کہ کہا جاتا ہے اسلام میں سب سے پہلی کتاب عبدالملک بن جریج ؒ کی کتاب (موطا کئی جلدوں میں) تصنیف ہوئی اور بعض نے کہا

کہ موطا مالک سب سے پہلی کتاب ہے اور بعض نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس نے حدیث کی تصنیف اور تبویب کی ہے وہ بصرہ کے حضرت ربیع بن صبیحؒ تھے (ان کا مزار ٹھٹھہ سے کراچی جاتے ہوئے مقلی سے سمندر کے رخ پر جو نہر جارہی ہے اس پر تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر قدیم قبرستان کے وسط میں واقع ہے۔ راقم الحروف نے اس کی زیارت کی ہے' یہ مجاہدین کے لشکر کے ساتھ تبلیغ اور جہاد کے لئے آئے تھے اور وبائی مرض میں فوت ہوئے۔ تفصیل کے لئے تاریخ اسلام کی کتابیں ملاحظہ کریں) اس کے بعد جمع حدیث اور تدوین حدیث اور تحریر حدیث کا کام رسالوں اور کتابوں کی شکل میں رواج پکڑ گیا اور بہت تصنیف وتالیف ہوئی اور حفاظت حدیث کا بڑا نفع ہوا۔ یہاں تک کہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ اور ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوریؒ کا زمانہ آیا تو انہوں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تدوین کی اور ان احادیث کو ان کتابوں میں درج کیا جو قطعی طور پر صحیح تھیں اور ان کے نزدیک ان کی نقل حدیث صحیح طور پر ثابت تھی۔ ان دونوں نے اپنی ان کتابوں کا نام ''الصحیح من الحدیث'' رکھا۔ محدثین کا اتفاق ہے کہ بخاری اور مسلم کی احادیث صحیح ہیں' اللہ تعالیٰ ان دونوں محدثین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کتابوں کو مشرق ومغرب میں شرف قبول بخشا پھر اس قسم کی تصنیف کی ضرورت اور بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے دیگر محدثین کو اس کی توفیق دی تو انہوں نے لوگوں کی ضروریات اور مقاصد کے مطابق کتابوں کی تصنیف کی۔ جیسے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ' امام ابوداؤد بن سلیمان بن اشعث سجستانیؒ' امام ابو عبدالرحمٰن بن شعیب نسائیؒ' امام ابن ماجہ قزوینیؒ امام دارمیؒ کی کتابیں ہیں۔ یہ زمانہ اس علم کی تحصیل کے زمانوں کا خلاصہ ہے اور اس زمانہ تک تحصیل علم حدیث کی انتہاء ہوگئی پھر طلب حدیث میں اور اس کی حرص میں کمی واقع ہوئی اور ہمتیں کوتاہ ہونے لگیں۔ اسی طرح سے باقی علوم میں بھی کوتاہی ہوئی کیونکہ ہر کام کی ابتداء قلیل ہوتی ہے اور پھر وہ بڑھتے بڑھتے اپنی انتہاء تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹتا ہے چنانچہ صحاح ستہ کے مصنفین کے زمانہ تک طلب حدیث کا مسلمانوں میں بڑا چرچا رہا

پھر کمی ہوتی گئی لیکن ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے محدثین کو باقی رکھا جنہوں نے اس کوتاہی کو پورا کیا اور حفاظت حدیث پر آنچ نہ آنے دی۔

کتب مسانید

علم حدیث اپنے شرف اور علو مرتبت کے ساتھ ایک کٹھن علم تھا۔ الفاظ بھی مشکل اور معنی بھی مشکل تھا۔ اس لئے محدثین نے اپنی تصانیف میں مختلف مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے تصنیف کا طریقہ بھی مختلف اختیار کیا بعض محدثین کی خواہش مطلقاً حدیث کی تدوین تھی تاکہ حدیث کے الفاظ محفوظ ہو جائیں اور ان سے احکام کا استنباط کیا جا سکے جیسا کہ امام عبداللہ بن موسیٰ عبسیؒ اور امام ابوداؤد طیالسیؒ وغیرہ نے کیا۔ اس طبقہ کے علماء کے بعد امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے محدثین آئے۔ انہوں نے احادیث کو اپنی روایت کے ساتھ مسانید میں تحریر کیا چنانچہ انہوں نے مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مسند لکھی تو اس میں ان کی جتنی روایات انہوں نے روایت کیں سب کو درج کیا پھر اسی طرح سے ان کے بعد ایک ایک کر کے تمام صحابہ کرامؓ کی مسانید کو تحریر کیا۔

(تشریح)

حدیث کی اس قسم کی کتب کی ترتیب کا مقصد محدثین کے نزدیک اس فائدہ کو ملحوظ رکھنا بھی تھا کہ ایک ایک سند سے بہت ساری مرویات اور متون معلوم ہو جاتے تھے اور بہت سارے متون کی سندیں آسانی سے یاد ہو سکتی تھیں جبکہ حدیث شریف کی سنن اور جامع قسم کی کتابوں میں مضامین کی ترتیب سے حدیثیں جمع کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کی سندات بکھر جاتی ہیں اور یاد کرنے والے کے لئے اسناد کا یاد کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اب چونکہ احادیث کی سندوں کے یاد کرنے کا ذوق نہیں رہا اس لئے علماء حدیث کی مسند کی قسم کی کتابوں کی طرف زیادہ تر متوجہ نہیں ہیں۔ ورنہ یہی کتابیں پرانے زمانہ میں علماء کو محدث بناتی تھیں اور ان تصانیف کے یاد کرنے سے ان کو اسماء الرجال کا علم آسانی سے مہیا ہو جاتا تھا۔

کتب سنن

اور بعض محدثین نے احادیث کو ان کے مواقع پر رکھا مثلاً اگر کوئی حدیث نماز کے متعلق تھی تو اس کو نماز کے باب میں اور اگر کوئی زکوٰۃ کے متعلق تھی تو اس کو زکوٰۃ کے باب میں ذکر کیا جیسا کہ امام مالکؒ نے موطا میں کیا تھا لیکن یہ کتابیں مختصر تھیں یہاں تک کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کا زمانہ آیا تو محفوظ شدہ احادیث بھی ان کی کتابوں میں زیادہ ہوئیں اور ان کے ابواب بھی بہت ہوئے۔ ان کے بعد جو حضرات محدثین نے کتابیں لکھیں۔ انہوں نے بھی بخاری اور مسلم کے طرز پر احادیث کو مرتب کیا' یہ طریقہ احادیث کی تلاش میں زیادہ آسان ہے۔ بنسبت کتب مسانید کے' کہ ان میں ہر عنوان کی احادیث منتشر تھیں کیونکہ انسان حدیث کا معنی تو جان لیتا ہے لیکن اس کے راوی کا پتہ نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ راوئ حدیث کے پہچاننے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب اس کو نماز کے متعلق کسی حدیث کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو کتاب الصلوٰۃ میں دیکھ لیتا ہے لیکن پہلی قسم کی کتب مسانید میں جب تک پوری کتاب نہ پڑھے حدیث نہیں ملتی۔

کتب مشکل الحدیث

بعض محدثین نے صرف ان احادیث کو تحریر کیا جو لغوی الفاظ اور مشکل معانی پر مشتمل تھیں اور صرف انہی کے متعلق کتاب کو تالیف کیا۔ کتاب میں صرف احادیث کا متن' مشکل الفاظ کی تشریح' اس کا اعراب اور اس کا معنی بیان کیا۔ احادیث کے احکام کو نہیں چھیڑا۔

ابو عبید القاسم بن سلام' ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ' ابن اثیر اور علامہ طاہر پٹنوی وغیرہ نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔

کتب مشکل الحدیث والاحکام

بعض محدثین نے مذکورہ قسم کی احادیث کی مشکلات کو حل بھی کیا ہے اور احکام اور

آراء فقہاء کو بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً ابوسلیمان حمد بن محمد الخطابی نے ''معالم السنن'' اور ''اعلام السنن'' میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور بھی کئی علماء نے اسی طرز پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔

کتب غریب الحدیث

بعض علماء نے بغیر حدیث کے الفاظ ذکر کرنے کے صرف مشکل الفاظ کو ذکر کیا اور ان کی شرح لکھی' جیسا کہ ابوعبید احمد بن محمد الہروی وغیرہ نے کیا۔

کتب ترغیب وترہیب

بعض علماء نے اپنی کتابوں میں ترغیب وترہیب کی احادیث کو جمع کیا اور ان احادیث کو بھی جمع کیا جو احکام شرعیہ پر مشتمل تھیں۔ یہ کام ابومحمد الحسین ابن مسعود البغوی ؒ نے ''المصابیح'' میں کیا اور اسی نہج پر اور بھی بہت سے علماء نے حدیث کی کتب تصنیف کیں۔

علوم الحدیث

ان اکابر اسلاف نے احادیث کی جو تالیف کی تھی ان کی غرض فقط حفاظت حدیث اور اس کا باقی رکھنا تھا۔ حدیث سے ملاوٹ کو دور کرنا تھا' اسانید حدیث میں غور وفکر' اسماء الرجال کا یاد کرنا' ان کا تزکیہ کرنا' ان کے حالات کا جاننا اور ان کے کمزور پہلوؤں کی تفتیش کرنا تھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے راویوں پر جرح قدح بھی کی اور صحیح راویوں پر اعتماد کے اقوال بھی کہے اور ان سے احادیث کو لیا اور مجروحین سے احادیث کو چھوڑا یہ سب کام انہوں نے احتیاط' ضبط اور تدبر کے ساتھ کیا تھا۔ یہ ان کا سب سے بڑا مقصد اور ضروری قسم کی غرض تھی۔

ان کے بعد ان کے صالح جانشین آئے۔ انہوں نے اس فضیلت کو مزید چار چاند لگائے اور ان علوم کی اشاعت کی جن کے جمع کرنے میں اسلاف اپنی زندگیاں کھپا گئے تھے۔ انہوں نے احادیث پر دلچسپ ترتیب' اضافہ وتہذیب' اختصار وتقریب' استنباط حکم اور شرح غریب کا کام کیا جیسا کہ بخاری اور مسلم کی دونوں کتابوں کو اختصار اور کچھ تصرف کے ساتھ امام ابوبکر احمد بن محمد الرقانی اور ابومسعود ابراہیم بن محمد بن عبید اللہ حنفی اور ابوعبداللہ محمد

الحمیدی نے ترتیب دیا تھا۔ انہوں نے ان کتابوں کو ابواب کی بجائے مسانید پر مرتب کیا۔

حدیث کی جامع ترین کتب

انہی کے طریقے پر امام ابوالحسن رزین بن معاویہ العبدریؒ چلے انہوں نے بخاری، مسلم، موطا مالک، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کو جمع کیا اور ان کو ابواب پر مرتب کیا۔ اس اعتبار سے رزین کی کتاب ان مذکورہ کتابوں سے بڑی اور مذکورہ چھ کتابوں پر مشتمل تھی۔ ان چھ کتابوں کو حدیث کی امہاتِ کتب کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث کی کتابوں میں زیادہ مشہور بھی ہیں اور علماء نے ان کی احادیث کو لیا اور فقہاء نے ان سے استدلال کیا اور احکام کو ثابت کیا ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین حدیث کے مشہور ترین علماء اور حفظ حدیث میں زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔

رزینؒ کے بعد امام ابوالسعادات مبارک بن محمد ابن الاثیر الجزریؒ تشریف لائے تو انہوں نے رزینؒ کی کتاب اور مذکورہ حدیث کی چھ کتابوں کو اپنی ترتیب پر مرتب اور مہذب کیا اور اس کا نام ''جامع الاصول'' رکھا۔ یہ کتاب رزینؒ کی کتاب سے بھی زیادہ جامع شکل میں سامنے آئی جو تیرہ جلدوں میں چھپی ہوئی عام مل جاتی ہے۔

اس کے بعد حافظ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطیؒ تشریف لائے تو انہوں نے ان چھ کتابوں اور مسانید عشرہ وغیرہ کو اپنی کتاب ''جمع الجوامع'' میں جمع کیا چنانچہ یہ کتاب متون حدیث کے اعتبار سے ''جامع الاصول'' سے بھی کئی گنا ضخیم شکل میں سامنے آئی لیکن علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب میں احادیث کو جمع کرتے وقت احادیث ضعیفہ بلکہ احادیث موضوعہ کو بھی درج کر دیا (علامہ سیوطیؒ نے موضوع اور انتہائی ضعیف احادیث کے متعلق چونکہ مستقل ایک کتاب ''اللؤالی المصنوعۃ'' تصنیف کی تھی۔ اس لئے شاید ''جمع الجوامع'' میں موضوع احادیث کی طرف اشارہ کی ضرورت نہیں سمجھی ہوگی بلکہ ''جمع الجوامع'' کے بعد اس سے مقبول ومتداول احادیث کے علامہ سیوطیؒ نے کئی معروف ذخیرے تالیف کئے ہیں ان میں اہم ترین ذخیرہ الجامع الکبیر یا جمع الجوامع ہے اس میں علامہ موصوف نے اپنے علم کے مطابق تمام ذخیرہ حدیث کو اس

میں جمع کیا ہے اور ''الجامع الصغیر'' اور ''زیادات علی الجامع الصغیر'' کے نام سے علیحدہ تالیف ہے اور ان میں احادیث کے صحیح، ضعیف اور حسن ہونے کی علامات بھی تحریر کردی ہیں۔ اس لئے ''جمع الجوامع'' کے مطالعہ کے وقت احادیث کے متعلق علامہ سیوطیؒ کی آراء دیکھنے کے لئے علامہ سیوطیؒ کی ان تین کتابوں کی طرف مراجعت کر لینی چاہئے۔ جمع الجوامع، الجامع الصغیر اور زیادات علی الجامع الصغیر کو علامہ علی المتقی برہان پوری ہندی حنفیؒ نے کنز العمال کی شکل میں مرتب کیا جو کہ سولہ جلدوں میں چھپی ہوئی عام مل جاتی ہے۔ اس کتاب میں ساڑھے پینتالیس ہزار احادیث موجود ہیں)۔

ان متاخرین علماء نے صرف حدیث کے متن اور اس کے روایت کرنے والے صحابی کے ذکر پر اکتفاء کیا اور وہ حدیث، حدیث کی جس اصل کتاب میں مروی تھی اس کا حوالہ ذکر کر دیا۔ احادیث کی سندات نہیں لکھیں کیونکہ شروع زمانہ تالیف میں محدثین، احادیث کی سندات، حدیث کے ثبوت اور تصحیح کے لئے لکھا کرتے تھے جب انہوں نے سندات لکھ دیں تو اب بعد والوں کو صرف ان کتابوں کا حوالہ ہی کافی ہے۔

اصح الاسانید

صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں جو حضرات احادیث کو بیان کرتے تھے وہ ہر شہر کے لوگوں میں معروف تھے۔ حجاز والوں کے لئے حجاز کے حضرات معروف تھے، بصرہ والوں کے لئے بصرہ اور کوفہ والوں کے لئے کوفہ کے اسی طرح مصر اور شام والوں کے لئے بھی، اسانید میں اہل حجاز کا طریقہ دوسرے علاقے کے لوگوں سے اعلیٰ تھا اور صحت میں زیادہ مضبوط تھا کیونکہ وہ شرائط نقل مثلاً عدالت اور ضبط میں سختی کرتے تھے اور سب سے مضبوط سند سلف کے بعد حجاز کی تھی اور وہ سند امام مالکؒ کی ہے پھر ان کے شاگردوں کی، جیسے امام شافعیؒ امام قعنبیؒ امام ابن وہبؒ اور ان کے بعد امام احمد بن حنبلؒ کی، اسی طریقے پر امام مالکؒ نے موطا کی تصنیف کی تھی اور احادیث احکام جو صحیح سند کے ساتھ ثابت تھیں ان کو موطا میں شامل کیا تھا۔

احناف کے نزدیک اصح الاسانید وہ ہے جس کے سب راوی ثقہ اور فقیہ ہوں، اس

اعتبار سے امام ابوحنیفہؒ کی سند حماد عن ابراہیم عن علقمۃ عن ابن مسعودؓ اصح الاسانید قرار دی گئی ہے بعض حضرات کے نزدیک امام جعفر صادقؒ کی عن باقر عن علی عن حسینؓ عن علیؓ کی سند کو سلسلۃ الذہب کہا گیا ہے اور بعض نے امام مالکؒ کی "سند عن نافع عن ابن عمرؓ" کو سلسلۃ الذہب کہا ہے۔

بعض دفعہ ایک حدیث کی سند مختلف طریقوں سے مختلف راویوں سے واقع ہوتی ہے اور حدیث اپنے اختلاف معانی کے ساتھ مختلف ابواب میں مذکور ہوتی ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس طرح کی احادیث کو اپنی صحیح میں مختلف مقامات پر مختلف اسناد کے ساتھ درج کیا ہے۔

بعض حضرات علم حدیث کے ساتھ خاص شغف رکھتے ہیں' حدیث اور علوم حدیث سے اچھی واقفیت ہوتی ہے اس فن میں کچھ کتابیں بھی لکھی ہوتی ہیں یا ایک عرصہ سے حدیث کی کتابیں پڑھا رہے ہوتے ہیں ان کو عوام اور خواص محدث العصر' استاذ المحدثین وغیرہ کا لقب دیتے ہیں۔ یہ القاب ہزار ہا حدیث کے حافظ کو بھی دینا درست نہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ جس شخص کو ایک لاکھ حدیث بمعہ سند اور متن کے یاد ہو' اس کو محدث اور حافظ الحدیث کہتے ہیں اور جس کو تمام ذخیرہ حدیث سند اور متن سمیت یاد ہو اس کو حاکم اور حجت اور امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

حدیث کے علوم اور فنون پر سلف اور خلف نے اتنی کتابیں تصنیف کی ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ بعض کے نام ہم ذیل میں ذکر کر رہے ہیں۔

کتب احادیث

امہات الکتب

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ

کتب مذاہب اربعہ

فقہ مالکیہ پر جو احادیث کی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ یہ ہیں:
موطا امام مالکؒ کتاب الملخص لابی الحسن علی بن محمد المعافری القروی القابسی، کتب ابوعمر ابن عبدالبر القرطبی الاندلسی، کتب عبداللہ بن فرحون الیعمری التونسی، کتب ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی الجوہری۔

کتب مذہب حنفیہ

جامع المسانید ابوالمؤید خوارزمی، مسند الحارثی، مسند ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی، کتاب الآثار۔

کتب فقہ شافعیؒ

کتاب ربیع بن سلیمان، کتاب ابوالعباس الاصم، کتاب ابوعمرو المطری۔

مذہب حنبلیہ

زوائد مسند احمد للامام عبداللہ بن احمد بن حنبل، زوائد حافظ ابوبکر محمد بن ابومحمد بن عبداللہ مقدسی حنبلی۔

یہ حدیث کی وہ کتابیں ہیں جو صحاح ستہ کے ساتھ مل کر اصول اسلام کی کتابیں کہی جاتی ہیں اور ان پر دین کا مدار ہے۔

صحیح کتب حدیث

صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان) مستدرک

الصحیحین للحاکم، تلخیص مستدرک الحاکم للذہبی، الالزامات لابی الحسن علی بن عمر الدار قطنی، المستدرک علی الصحیحین للحافظ ابی ذرعبد بن احمد الہروی، صحیح الحافظ ابی حامد احمد بن محمد النیشاپوری المعروف بابن الشرقی، کتاب الاحادیث الجیاد المختارۃ مما لیس فی الصحیحین او احدھما لضیاء الدین المقدسی، منتقی ابن الجارود، المنتقی لابی محمد قاسم بن اصبغ، صحیح ابن السکن۔

کتب مخرجہ علی الصحیحین

مستخرج ابوبکر اسماعیلی، مستخرج ابواحمد الغطریفی، رفیق ابی بکر اسماعیلی مستخرج حافظ ابن ابی ذہل، مستخرج ابن مردویہ، مستخرج ابوعوانہ، مستخرج حافظ ابومحمد قاسم بن اصبغ، مستخرج حافظ ابوجعفر احمد بن ہمدان الحیری النیشابوری، مستخرج حافظ ابوبکر محمد بن محمد الاسفرائنی، مستخرج حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ الشیبانی الجوزقی، مستخرج حافظ ابوحامد احمد بن محمد الہروی الشارکی، مستخرج حافظ ابوالولید حسان بن محمد القزوینی، مستخرج حافظ ابو عمران موسی الجوینی، مستخرج حافظ ابوالنصر محمد بن محمد الطوسی، مستخرج حافظ ابوسعید احمد بن ابی بکر الحیری النیسابوری، مستخرج حافظ ابوالفضل احمد بن سلمہ النیساپوری البزاز، مستخرج حافظ ابومحمد احمد بن محمد البلاذری الواعظ الطوسی، مستخرج ابونعیم الاصبہانی، مستخرج ابن الاخرم، مستخرج ابومحمد الخلال، مستخرج حافظ ابوعلی الحسن الماسرجسی، مستخرج حافظ ابومسعود سلیمان بن ابراہیم الاصبہانی الملخمی، مستخرج حافظ ابوبکر احمد بن محمد البرقانی، مستخرج حافظ ابوبکر احمد بن علی منجویہ، مستخرج حافظ ابوبکر احمد بن عبدان الشیرازی محدث الاہواز، مستخرج ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک القرطبی مسند الاندلس، مستخرج ابوعلی الخراسانی الطوسی (م ۳۱۲ھ)، مستخرج ابوالقاسم ابن مندہ (م ۴۷۰ھ)۔

کتب سنن

اس فہرست میں وہ کتب احادیث درج کی جارہی ہیں جو صحاح ستہ کی مشہور کتب سنن اربعہ کے علاوہ ہیں:

سنن دارمی م ۲۵۵ھ، سنن بیہقی م ۴۵۸ھ (اس پر علامہ ماردینی نے حنفی مذہب کے مطابق مناقشات کئے ہیں اور اس کا نام الجوہر النقی رکھا ہے) سنن ابن جریج م ۱۵۱ھ، سنن سعید بن منصور م ۲۲۷ھ، سنن ابو مسلم الکشی م ۲۹۲ھ، سنن محمد بن الصباح البزار (م ۲۲۷ھ)، سنن ابوقرہ موسیٰ بن طارق م ۲۰۳ھ، سنن ابوبکر الاثرم (م ۲۷۳ھ)، سنن ابوعلی الخلال (م ۲۴۳ھ)، سنن سہیل بن ابی سہل زنجلہ (م حدود ۲۴۰ھ)، سنن احمد بن عبید الصفار (م بعد ۳۴۱ھ)، سنن ابوبکر الحمدانی (م ۳۴۷ھ) سنن ابوبکر ابن لال (م ۳۹۸ھ)، سنن ابوبکر النجاد (م ۳۴۸ او ۳۴۳ھ) سنن اسماعیل القاضی (م ۲۸۲ھ)، سنن یوسف بن یعقوب القاضی (م ۲۹۷ھ)، سنن ابوالقاسم اللالکائی (م ۴۱۸ھ)۔

کتب سنت

کتاب السنۃ امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابوبکر الاثرم، امام عبداللہ بن احمد، امام ابوالقاسم لالکائی (ان کے سنہائے وفات سابق میں گزر چکے ہیں)۔

السنۃ امام حنبل بن اسحاق م ۲۷۳ھ، السنۃ امام ابوبکر الخلال (م ۳۱۱ھ)، السنۃ امام ابوالشیخ ابن حیان (م ۳۶۹ھ)، السنۃ امام ابوبکر ابن ابی عاصم (م ۲۸۷ھ)، السنۃ امام ابوحفص ابن شاہین (م ۳۸۵ھ) السنۃ امام الطبرانی (م ۳۶۰ھ) السنۃ امام ابوعبداللہ ابن مندہ (م ۳۹۵ او ۳۹۶ھ)، الاستقامۃ امام ابوعاصم خشیش (م ۲۵۳ھ)، الحجۃ علی تارک المحجۃ امام ابوالفتح المقدسی (۴۹۰ھ)، الابانۃ امام ابونصر السجزی (م ۴۴۴ھ)۔

ابواب فقہیہ پر مرتب کتب حدیث

مصنف وکیع بن الجراح، مصنف حماد بن سلمہ، مصنف سلیمان بن داؤد العتکی، مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق بن ہمام، مصنف بقی بن مخلد، جامع سفیان ثوری، جامع سفیان بن عیینہ، جامع معمر بن راشد، جامع ابوبکر احمد الخلال، جامع امام مسلم بن حجاج، جامع الاحکام فی معرفۃ الحلال والحرام محی الدین ابن عربی۔

فائدہ:

جامع حدیث کی وہ کتاب ہوتی ہے جس کو مصنف نے ابواب پر مرتب کیا ہو، تمام احادیث کو سند سے روایت کیا ہو، تمام قسم کی احادیث چاہے وہ عقائد سے متعلق ہوں یا احکام سے یا رقاق، آداب اکل وشرب، سفر ومقام، تفسیر، تاریخ، سیر، فتن، مناقب اور مثالب وغیرہ پر مشتمل ہوں۔

کتاب الآثار امام محمدؒ شاگرد امام ابوحنیفہؒ

کتاب الامام امام شافعیؒ

شرح السنۃ امام محی السنۃ فراء البغوی

کتاب الشریعۃ فی السنۃ امام ابوبکر محمد بن حسین آجری

تہذیب الآثار امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری

شرح معانی الآثار امام طحاوی

معانی الاخبار المسمی بحر الفوائد ابوبکر محمد الکلاباذی

معرفۃ السنن والآثار امام ابوسلیمان حمد الخطابی

مسائل مخصوصہ پر لکھی جانے والی کتب

کتاب التصدیق بالنظر للہ امام آجری، تثبیت الرؤیا امام ابونعیم اصبہانی، الاخلاص ابوبکر ابن ابی الدنیا، الاخلاص امام ابوالفرج ابن الجوزی، الایمان امام احمد بن حنبل، الایمان امام ابوبکر ابن ابی شیبہ، الایمان امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن عمر بن یزید الزہری الاصبہانی رستہ، التوحید واثبات الصفات امام ابن خزیمہ، کتاب التوحید ابن مندہ، کتاب الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد امام بیہقی، الاسماء والصفات امام بیہقی، ذم الکلام امام ابو اسماعیل عبداللہ الہروی الانصاری شیخ الاسلام مصنف کتاب منازل السائرین، الطہور امام ابوعبید القاسم بن سلام، الطہور امام ابن ابی داؤد سجستانی، الانتفاع بجلود السباع امام مسلم، فضل السواک ابونعیم الاصبہانی، خصائل السواک ابوالخیر احمد بن اسماعیل الطالقانی

'الصلوٰۃ امام ابونعیم فضل بن دکین الکوفی' کتاب الاذان ابوالشیخ بن حیان' کتاب المواقیت امام ابوالشیخ' کتاب النیۃ ابن ابی الدنیا' کتاب القراءۃ خلف الامام امام بخاری (منسوب الیہ)' کتاب رفع الیدین امام بخاری (منسوب الیہ)' ابن عبدالبر القرطبی ولغیرہ' صفۃ الصلوٰۃ ابن حبان' کتاب التقاسیم ابن حبان' کتاب القنوت ابوالقاسم ابن مندہ' سجدات القرآن ابواسحاق ابراہیم الحربی' قیام اللیل محمد بن نصر مروزی' کتاب التہجد ابن ابی الدنیا' کتاب العیدین لہ' کتاب التہجد ابوبکر جعفر الفریابی' صلوٰۃ الضحی امام حاکم' کتاب المختصرین ابن ابی الدنیا' حیوۃ الانبیاء امام بیہقی' کتاب الاموال امام ابوعبید' کتاب الجہاد امام عبداللہ بن المبارک۔

آداب' اخلاق' ترغیب' ترہیب' فضائل وغیرہ کی کتب

اس پر امام ابن ابی الدنیا نے تقریباً دوسو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ خرائطی نے ایک "کتاب الشکر" لکھی ہے اور امام احمد' امام ابن المبارک' امام ہناد بن سری' امام بیہقی نے "الزہد" لکھی طبرانی اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب الدعاء" لکھی اور امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری نے "کتاب الذکر والدعاء" لکھی یہ امام ابوحنیفہؒ کے بڑے شاگرد ہیں۔ دینوری نے "المجالسۃ" لکھی۔ ابوعبدالرحمٰن السلمی الصوفی نے "کتاب الفتوۃ وادب الصحبۃ" لکھی۔ ابوعبید نے "الامثال" ابونعیم ابن السنی وغیرہ نے "الطب النبوی" لکھی۔ حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" امام بیہقی نے "شعب الایمان" امام شافعی نے فضائل القرآن' ابونعیم نے "فضائل الصحابۃ" تحریر کیں۔

کتب مسانید

مسند احمد' مسند ابوداؤد طیالسی' مسند مسدد بن مسرہد' مسند ابوزرعہ الرازی' مسند دارمی' مسند اسحاق بن راہویہ' مسند احمد بن منیع' مسند عثمان بن محمد بن ابی شیبہ' مسند حمیدی' مسند بزار' مسند ابی یعلی موصلی حنفی ۱۲ جلد' مسند الرویانی' مسند ابن جمیع' مسند بقی بن مخلد' مسند الرویانی' مسند ابن جمیع' مسند بقی بن مخلد' مسند دیلمی وغیرہ۔

کتب تفسیر

تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن المنذر، تفسیر بغوی، تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، تفسیر ابن جریر طبری۔

کتب مصاحف وقراءات

اس فن کی وہ کتابیں جو سند کے ساتھ مروی ہیں بعض کے نام یہ ہیں:
کتاب المصاحف لابن ابی داؤد، لابی بکر بن الانباری، کتاب الوقف والابتداء لابی بکر بن الانباری، للنحاس۔

کتب ناسخ ومنسوخ قرآن وحدیث

ان کتابوں میں بھی ناسخ ومنسوخ کو سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مثلاً کتاب الناسخ والمنسوخ لابی عبید القاسم بن سلام، لابی بکر بن الانباری، الناسخ والمنسوخ امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابوبکر الاثرم، ابوالشیخ ابن حیان، ابوحفص ابن شاہین، ابن جوزی وغیرہ۔

کتب احادیث قدسیہ

اربعین الٰہیہ ابوالحسن المقدسی، مشکوۃ الانوار ابوعبداللہ محمد بن علی الطائی المرسی اندلسی، الاتحافات السنیہ بالاحادیث القدسیہ امام عبدالرؤف مناوی۔

کتب احادیث مسلسلہ

مسلسل بالاولیۃ احمد بن محمد ابو طاہر سلفی، العذب السلسل فی الحدیث المسلسل للذہبی وغیر ذلک۔

کتب مراسیل

کتاب المراسیل امام ابوداؤد، امام ابن ابی حاتم وغیر ذلک۔

کتب اجزاء حدیثیہ

جزء الحسن بن سفیان شیبانی النسائی، جزء ابی عاصم النبیل۔

فائدہ:۔

ہم نے یہاں پر چیدہ چیدہ عنوانات پر چند اہم کتابوں کے نام لکھے ہیں مزید تفصیل کے لئے دیگر کتب کی طرف رجوع کریں۔

حدیث حجت ہے

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ

ہندوستان کے عظیم محدث مصنف کتب کثیرہ محقق العصر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی کا یہ مضمون حجیت حدیث (قرآن کی طرح حدیث کے واجب العمل ہونے) پر مشتمل ہے۔ اس میں منکرین حدیث کو اچھی طرح سے سمجھایا گیا ہے کہ قرآن بغیر حضورؐ کے عمل وارشاد کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ نیز اس میں حضورؐ کی حیثیت ومنصب کی بھی خوب وضاحت کی گئی ہے۔ یہ مضمون معارف الحدیث حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی کتاب میں بطور مقدمہ کے درج تھا' ہم نے بھی اس مضمون کو ضرورت اور برکت کے لئے اپنی کتاب ''معارف الاحادیث'' میں شامل اشاعت کر دیا ہے۔ اس مضمون کے علاوہ معارف الحدیث سے ایک حرف کا بھی استفادہ نہیں کیا گیا۔ اس لحاظ سے ہماری کتاب بالکل الگ' مستقل اور جدید کتاب ہے۔

(امداد اللہ انور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلاشبہ قرآن پاک دین وشریعت کی اصل واساس ہے اور ادلہ شرع میں وہی سب سے مقدم اور سب سے محکم ہے' مگر اس کا کام صرف اصول بتانا ہے' تفریع وتفصیل اور توضیح وتشریح حدیث وسنت کا وظیفہ ہے۔

ہر باخبر جانتا ہے کہ قرآن کریم امت کو بلا واسطہ رسول نہیں دیا گیا تھا کہ لو تم بذات خود یا اپنے ہی جیسے غیر نبی لوگوں کی مدد سے پڑھو اور سمجھو اور اس پر عمل کرو بلکہ اس کے نزول سے پہلے ایک برگزیدہ رسول کو دنیا میں بھیج کر ان پر قرآن نازل کیا گیا اور یہ صرف اس لئے کیا گیا تا کہ لوگ اپنے اپنے طور پر نہیں بلکہ صرف رسول کے بیان اور تشریح کی روشنی میں اللہ کی اس کتاب کو سمجھیں' چنانچہ قرآن پاک ہی میں ارشاد ہوا:

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ. (النحل. ع.۶)

(ترجمہ) اور نازل کیا ہم نے آپ کے پاس ذکر (کتاب کو) تا کہ آپ کھول کھول کر بیان کریں لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو نازل کی گئی ان کی طرف اور تا کہ وہ غور و فکر کریں۔

اور پھر قرآن ہی کے ذریعہ رسول کے فرائض اور ان کے منصب سے دنیا والوں کو آگاہ کیا گیا اور بار بار اعلان کیا گیا کہ یہی تم کو قرآن کے کلمات و حروف سنائیں اور یاد کرائیں گے اور یہی تم کو اس کے معانی و مطالب اور رموز و حِکَم بھی بتائیں گے چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوا:

کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلاً مِنْکُمْ یَتْلُوْ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. (بقرہ: ع۱۸).

(ترجمہ) جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے کہ پڑھتا ہے تم پر ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب و حکمت اور سکھاتا ہے تم کو وہ باتیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

دوسری جگہ فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (آل عمران: ع۱۷).

(ترجمہ) بہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔

تیسری جگہ ارشاد ہوا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. (جمعه: ع ۱).

(ترجمہ) وہی وہ ذات ہے جس نے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی ان کو تعلیم دیتا ہے بالیقین وہ تھے اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔

ان تینوں آیتوں میں دو چیزیں الگ الگ ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب

پہلی چیز یعنی تلاوت آیات کا مطلب تو ظاہر ہے ہاں تعلیم کتاب کی نسبت غور کرنا ہے کہ اس کی کیا مراد ہے؟ اگر اس کی مراد بھی قرآن پاک کے مربوط ومرتب کلمات کو پڑھ کر سنانا اور یاد کرانا ہی ہے تو یہ تلاوت آیات سے الگ کوئی چیز نہیں ہوئی حالانکہ وہ اس سے الگ ذکر کی گئی ہے پس یقیناً اس سے مراد آیات کی تشریح اس کے معانی ومطالب کی توضیح اور آیات کے حِکَم اور احکام کا بیان ہے۔

پس جب قرآن ہی سے یہ معلوم ہو چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض رسالت میں جس طرح الفاظ وکلمات قرآن کی تلاوت وتبلیغ ہے اسی طرح اس کے معانی ومطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں داخل ہے تو لازمی طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جس طرح متن قرآن حجت ہے۔ اسی طرح اس کی نبوی تشریحات بھی حجت اور واجب القبول ہیں ورنہ آپ کو تعلیم کتاب کا مکلّف بنانا اور تعلیم کتاب کو آپ کا منصبی وظیفہ بتلانا بالکل بے معنی ہوگا..... الغرض ان قرآنی نصوص کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے "پیغام رساں" ہونے کے ساتھ اس پیغام کے معلم اور مبیّن (وشارح) بھی ہیں۔

اور جب قرآنی نصوص سے آپ کا معلم ومبیّنِ قرآن ہونا ثابت ہو چکا تو جو شخص آپ کی رسالت ونبوت پر ایمان رکھتا ہے جس طرح اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ آپ نے متن قرآن کی تلاوت وتبلیغ فرمائی۔ اسی طرح اس سے بھی انکار نہیں کرسکتا کہ آپ

نے اس کی تعلیم وتبیین بھی فرمائی اور چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں اور اب کوئی نئی کتاب اور کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے آخری کتاب کا اس کے نزول کے وقت سے رہتی دنیا تک ہر دور میں محفوظ وباقی رہنا ضروری ہے اور جب اس کی بقاء ضروری ہے تو اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی وعملی تشریحات وتوضیحات کا بھی ہر دور میں منقول ومتداول اور موجود رہنا ضروری ہے۔

اب تک ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) قرآنی نصوص کی رو سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معلم وشارح ومبیّن ہیں۔

(۲) آپ نے جس طرح متن قرآن کی تبلیغ کی اسی طرح اس کی شرح وتبیین بھی فرمائی۔

(۳) آپ کی تشریحات وبیانِ قرآن کا قرآن کے ساتھ ساتھ باقی رہنا ضروری ہے۔

اس کے آگے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیم دو طرح دی ہے۔

آپؐ نے اپنے فعل وعمل سے بھی اس پر عمل کرنے کی صورت سکھائی اور اس کا مفہوم سمجھایا ہے اور اس کی قولی تشریح بھی فرمائی ہے۔ عملی تشریح کی صورت یہ تھی کہ قرآن میں ایک حکم نازل ہوا آپؐ نے اس حکم پر عمل کر کے لوگوں کو دکھا دیا جس کی وجہ سے الفاظ قرآن کا مفہوم بھی متعین ہو گیا اور جس بات کا حکم ہوا ہے اس کا عملی نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ مثلاً قرآن پاک میں اقامت صلوٰۃ کا تاکیدی حکم نازل ہوا اور اس کے ارکان اور بعض اجزائے ترکیبی (مثلاً قیام، رکوع، سجود، قراءت وغیرہ) کا ذکر بھی قرآن میں کیا گیا، مگر ان اجزاء کو کسی خاص ترتیب کے ساتھ ادا کرنے کا بیان اور نماز کی پوری ترکیب اس میں کہیں ذکر نہیں کی گئی..... پس ان اجزاء کو خاص ترکیب کے ساتھ باہم مربوط کر کے نماز قائم کرنے کی ایک خاص شکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے متعین ہوئی۔

قرآن پاک میں "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" کا حکم دیکھ کر ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا ضروری ہے کہ اس حکم پر عمل کس طرح کیا جائے اور اقامت صلوٰۃ کا کیا طریقہ ہے؟ آنحضرت ﷺ کا ارشاد صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (تم جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو) گویا اسی سوال کا جواب ہے۔

نیز حکم "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" کی اس عملی تشریح کے علاوہ کبھی کبھی آپؐ نے اقامت صلوٰۃ کی ترکیب زبانی بھی ارشاد فرمائی ہے۔

اسی طرح مثلاً قرآن پاک میں حج کو فرض قرار دیا گیا مگر حج کا طریقہ اور ترتیب وار اس کے ارکان و مناسک نہیں بیان کئے گئے تو آنحضرت ﷺ نے حج کر کے دکھا دیا کہ اس طرح اس فریضہ کی بجا آوری ہونی چاہئے اور اسی لئے کہ قرآن کی تشریح و تبیین صرف آپؐ ہی کے قول یا عمل سے ہو سکتی ہے، حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں جہاں سارے حجاج تھے اعلان فرمایا:

"خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ لَعَلِّیْ لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا".

لوگو! تم سب حج کے مناسک مجھ سے سیکھ لو شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہ دیکھوں۔

پھر قولی تشریح کی بھی دو صورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ قرآن پاک کی کسی آیت کا ذکر یا اس کی طرف اشارہ کر کے اس کی تفسیر یا اس سے جو حکم مستنبط ہوتا ہے اس کو بیان فرماتے تھے اور دوسری صورت یہ تھی کہ اپنے وھبی علم اور فہم مخصوص کی بناء پر جو استنباط و استفادہ آپؐ نے قرآن کریم سے کیا اس کو آیت کا حوالہ دئے اور اس کی طرف اشارہ کئے بغیر بیان کر دیتے تھے۔

پہلی صورت کی کثیر التعداد مثالوں میں سے صرف تین مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوحؑ کو حق تعالیٰ پکارے گا وہ کہیں گے "لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَارَبِّ" خدا پوچھے گا تم نے ہمارا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ اس کے بعد ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس نوحؑ نے ہمارا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس

تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا' تب خدائے تعالیٰ حضرت نوحؑ سے مخاطب ہوگا کہ تمہارے حق میں کون گواہی دے گا؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد (ﷺ) اور ان کی امت اس کے بعد امت محمدیہ گواہی دے گی کہ حضرت نوحؑ نے پیغام پہنچا دیا تھا اور امت کی گواہی کی تصدیق رسول کرے گا (یعنی میں کروں گا) آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ کے ارشاد "وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً" میں یہی بیان ہے (صحیح بخاری کتاب التفسیر' بروایت ابوسعید خدریؓ)۔

(۲) حضرت عدی بن حاتمؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ اور اَلْخَيْطُ الْاَسْوَدُ سے دو دھاگے مراد ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ" (نہیں بلکہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے) (بخاری کتاب التفسیر)۔

(۳) حدیبیہ کے سفر میں حضرت کعب بن عجرہؓ کے سر میں بے انتہا جوئیں پڑ گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی تکلیف و مشقت میں مبتلا ہو گئے ہو' کیا ایک بکری تم پا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں' تو آپؐ نے فرمایا: کہ اچھا سر منڈوا ڈالو اور تین روزے رکھ لو' یا چھ مسکینوں کو فی مسکین ایک صاع کے حساب سے صدقہ دے دو۔ (بخاری کتاب التفسیر)۔

اس واقعہ میں بظاہر آیت کا حوالہ یا اشارہ نہیں ہے مگر "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضاً اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ" کا نزول چونکہ اسی واقعہ میں ہوا ہے' اس لئے ہم نے اس مثال کو بھی اسی ضمن میں ذکر کیا۔

قرآن پاک کی قولی تشریح کی دوسری صورت میں احادیث نبویہ کا اکثر حصہ یا ان کی بہت بڑی تعداد داخل ہے' یہ دوسری بات ہے کہ ایسی حدیثوں کا قرآنی ماخذ اپنے علم و عقل کی کوتاہی اور قصور فہم کی وجہ سے ہماری سمجھ میں نہ آئے لیکن ایسی حدیثوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے جن کا قرآنی ماخذ تھوڑی سی توجہ اور تامل سے سمجھ میں آجاتا ہے' کم از کم دو مثالیں ناظرین اس کی بھی ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) رسول خدا ﷺ کا ایک ارشاد ہے:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبْعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ"

(ترجمہ) "تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحب ایمان نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش اور رجحان اس تعلیم و ہدایت کا تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں"۔

اس کی نسبت بہت آسانی سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ ارشاد قرآن کی حسب ذیل آیتوں سے مستفاد ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً. (النساء: ع ۹).

(ترجمہ) "سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پائیں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے"۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْراً اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ. (احزاب: ع ۵).

(ترجمہ) "اور کام نہیں کسی ایمان والے مرد کا اور نہ ایمان والی عورت کا جبکہ فیصلہ کر دیں اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا یہ کہ ان کو رہے اختیار اپنے اس معاملہ میں (یعنی اللہ و رسول کے حکم کے بعد ایمان والوں کا کام صرف تسلیم و اطاعت ہے اس کے سوا کچھ نہیں)"۔

(۲) اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ مَلَکَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗٓ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیّاً اَوْ نَصْرَانِیّاً.

(ترجمہ) "جو شخص زاد راہ اور ایسی سواری پائے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے پھر بغیر حج کئے مر جائے تو اس پر کچھ مشکل نہیں کہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر"۔

(رواہ الترمذی عن علی وبؤیدہ ما رواہ الدارمی عن ابی امامۃؓ)

اس کی نسبت خود ترمذی کی روایت میں اشارہ موجود ہے کہ یہ قرآن پاک کی آیت "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ الْاٰيَةَ" سے مستنبط ہے مگر روایت میں چونکہ پوری آیت مذکور نہیں ہے اس لئے بہت سے لوگوں کو وجہ استنباط سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے پوری آیت سامنے ہو تو اس کے آخری حصے سے صاف وہ تہدید مفہوم ہوتی ہے جو حدیث میں مذکور ہے سنئے پوری آیت یوں ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. (آل عمران: ع ۱۰).

(ترجمہ) "اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا بیت اللہ کا ان پر جو استطاعت رکھتے ہوں اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو کوئی کفر کا طریقہ اختیار کرے تو پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی"۔

اس قسم کی اور بھی کثیر التعداد مثالیں پیش ہو سکتی ہیں مگر اس وقت چونکہ ہمارا موضوع سخن یہ نہیں ہے اس لئے ان دو ہی مثالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ احادیث نبویہ کا اکثر حصہ قرآن پاک کی تشریح یا تفصیل یا اس سے استنباط ہے جو "يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ" اور "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" جیسی نصوص کے بموجب آنحضرت ﷺ کے فرائض رسالت میں داخل ہے اور یہی قرآنی نصوص و بینات ہم کو یہ بھی بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ تشریحات وتفریعات اور استنباطات بھی واجب القبول اور واجب الاتباع ہیں۔ اسکے بعد قرآن کریم کی بیان کی ہوئی ایک اور حقیقت پر غور کیجئے۔

تعلیم حکمت

قرآن حکیم نے تعلیم کتاب کے ساتھ حکمت بھی آنحضرت ﷺ کا ایک فریضہ بتایا ہے یہ حکمت کیا چیز ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے فکر صحیح اور فہم سلیم کی ضرورت ہے۔ حکمت کی مراد معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے خود قرآن پاک کی طرف رجوع کیجئے تو اس میں آپ کو ایسی متعدد آیات ملیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ حکمت بھی ایک ایسی چیز

ہے جس کو اللہ نے اتارا اور نازل کیا ہے مثلاً سورۂ نساء میں ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً. (النساء: ع ۱۷)

(ترجمہ) ''اور نازل کی اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو وہ جو تو نہیں جانتا تھا اور ہے اللہ کا فضل تجھ پر بڑا''۔

سورۂ بقرہ میں ایک موقع پر فرمایا:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ. (بقرہ ح ۲۹)

(ترجمہ) ''اور یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر اور جو نازل کی تم پر یعنی کتاب اور حکمت نصیحت کرتا ہے اللہ تم کو اس کے ساتھ''۔

سورۂ احزاب کی ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی آیتوں کی طرح حکمت بھی ایک ایسی چیز ہے جس کی تلاوت ازواج مطہرات کے گھروں میں ہوتی تھی اور ارشاد ہے:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (احزاب: ع ۴).

(ترجمہ) ''اور یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے۔ تمہارے گھروں میں یعنی اللہ کی آیتیں اور حکمت''۔

سوال یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے گھروں میں قرآن کی آیتوں کے علاوہ دوسری کیا چیز پڑھی جاتی تھی؟ اور آنحضرت ﷺ ان کو قرآن کے علاوہ کیا سناتے تھے؟ اس سوال کا صرف یہی ایک جواب ہوسکتا ہے کہ وہ آپؐ کی حدیث اور آپؐ کی سنت تھی۔ یعنی آپؐ کے عام دینی نصائح اور دینی افادات و ارشادات اور چونکہ اس آیت میں حکمت کے ذکر کا (یعنی اس کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا) حکم ہے اس لئے اسی آیت سے حدیث و سنت کے یاد کرنے اور یاد رکھنے کا وجوب بھی معلوم ہوگیا اور یہ بات تقریباً بدیہی اور مسلّم ہے کہ علم و ذکر و حفظ مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ عمل کے لئے مقصود ہیں۔

اس لئے اسی آیت سے حدیث وسنت پر عمل کا واجب اور مامور بہ ہونا بھی معلوم ہوگیا۔
اور جب سنت ہی کا دوسرا نام حکمت ہے تو اس سے پہلی آیتوں سے (جن میں کتاب کی طرح حکمت کو بھی منزّل من اللہ فرمایا گیا ہے) ثابت ہوا کہ سنت بھی منزّل من اللہ اور وحی خداوندی ہے۔

قرآن کے بعد جب ہم معلم قرآن ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو جس طرح قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ ایک اور چیز بھی (جس کا نام حکمت ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اتاری ہے اسی طرح معلم قرآن ﷺ کی تعلیمات بھی ہم کو یہی بتلاتی ہیں۔

اَلاَ اِنِّی اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ.

کہ مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اسکے ساتھ ایک اور چیز بھی اسکے مثل دی گئی۔

(رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی عن المقدام بن معدیکربؓ)

کتاب وسنت کے انہیں نصوص کی بناء پر تمام ائمہ وعلمائے سلف اس بات میں متفق ہیں کہ "یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ" اور اس طرح کی دوسری آیات میں جو "حکمت" کا لفظ وارد ہوا ہے اس سے مراد سنت ہی ہے اور سنت بھی وحی الٰہی کی ایک قسم ہے چنانچہ علامہ ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَنْزَلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَحیین وَاَوْجَبَ عَلٰی عِبَادِهِ الْاِیْمَانَ بِهِمَا وَالْعمل بِمَا فیهما وَهما الکِتٰب والحکمة وقال تعالی وانزل الله علیک الکتاب والحکمة" وقال تعالیٰ "هو الذی بعث فی الامیین رسولامنهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة" وقال تعالی "واذکرن ما یتلٰی فی بیوتکن من ایات الله والحکمة"۔

(ترجمہ) "اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے قرآن اور حکمت ہیں (اس کے بعد علامہ نے اس دعویٰ کے ثبوت میں وہی قرآنی آیات درج کی ہیں جو اوپر پیش کی جا چکی ہیں جن

میں کتاب وحکمت کی تنزیل وتعلیم کا ذکر اوران کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا حکم ہے۔ان آیات کو درج کرنے کے بعد علامہ لکھتے ہیں)''۔

وَالْکِتَاب هوالقراٰن والحکمة هی السنة باتفاق السلف وما اخبر الرسول عن الله فهو فی وجوب تصدیقه والایمان به کما اخبربه الرب تعالی علی لسان رسوله هذا اصل متفق علیه بین اهل الاسلام' لا ینکره الامن لیس منهم وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم انی اوتیت الکتاب ومثله معه. (ص ۹۲)

(ترجمہ)''کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماع سلف سنت مراد ہے' رسولؐ نے اللہ سے پاکر جوخبر دی اور اللہ نے رسولؐ کی زبان سے جوخبر دی دونوں واجب التصدیق ہونے میں یکساں ہیں۔یہ اہل اسلام کا بنیادی اور متفق علیہ مسئلہ ہے اس کا انکار وہی کرے گا جوان میں سے نہیں ہے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے کتاب دی گئی اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی (یعنی سنت)''۔

اسوۂ رسولؐ

آنحضرت ﷺ نے قرآن پاک کی جوتشریح وتبیین فرمائی اور وہ حکمت جوآپؐ پر نازل کی گئی ہر مومن بالقرآن کے لئے ان دونوں کا واجب القبول ہونا آپ معلوم کر چکے' ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری چیز جس کی پیروی ہر مومن پر قرآن نے لازمی قرار دی ہے' وہ ہے پوری اسلامی ومذہبی زندگی کا وہ نمونہ جوآنحضرت ﷺ کی ذات اقدس میں جلوہ گر تھا۔سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیْراً. (احزاب: ع ۳)

(ترجمہ)''تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی چال رسول اللہ کی اس کے لئے جو امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا''۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے زندگی کے ہر مرحلہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم ہم کو دیا ہے' ایسا نہیں ہے کہ صرف جنگ کی حالت میں اور پریشانی کے موقع پر آپؐ کے صبر وضبط کی مثال سامنے رکھنے اور فقط اس کی پیروی کرنے کی تلقین کی گئی ہو' جیسا کہ اس آیت کے متعلق آج کل کے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے' اس لئے کہ اس کی تو کوئی کمزور سے کمزور وجہ نہیں ہوسکتی کہ جنگ کے موقع پر تو آپؐ کا طرز عمل واجب الاتباع ہے مگر امن وصلح کے موقع پر آپؐ کا طرز عمل لازم الاتباع نہیں ہے' یا باب جہاد میں تو آپؐ کی ذات میں ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے مگر اقامت صلوٰۃ وادائے حج کے باب میں آپؐ کی ذات میں ہمارے لئے کوئی قابل پیروی نمونہ نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دوسری جگہ پر اس شخص کو جو خدا سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم بالکل عموم واطلاق کے ساتھ دیا گیا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (اٰل عمران: ع ۴)

(ترجمہ) ''کہئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو' اللہ تم سے محبت کرے گا''۔

یہاں اللہ کی محبت کا معیار مطلقاً نبیؐ کا اتباع قرار دیا گیا' اگر رسولؐ کی ذات اسوۂ عمل نہیں ہے اور قرآن کے ماننے والے اس کی پیروی کے مامور نہیں ہیں تو بتلایا جائے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ سے اپنی پیروی کرانے کو کیوں کہا؟

یہ کہنا تو عقل وفہم کی رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ''میری پیروی کرو'' کا مطلب صرف اتنا ہے کہ میں جو قرآن سناتا ہوں بس اس کو سن لو' اس لئے کہ اتباع یا پیروی یا پیچھے چلنے کا یہ مطلب دنیا کی کسی زبان میں نہیں ہوتا' ان الفاظ کے معنی تو کسی کے طرز عمل کی تقلید اور کسی کے طور طریقہ پر کاربند ہونے ہی کے آتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے ہر حق طلب اور حق پسند کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح آ گئی ہوگی کہ قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو مجرد (صرف) قرآن کے ماننے اور اپنے اپنے طور پر اس کو سمجھنے اور اپنے فہم کے مطابق اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ

قرآن کے ساتھ حکمت کو بھی ماننے اور قبول کرنے اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ عمل قرار دینے کے بھی وہ مامور ہیں، نیز قرآن پاک کو رسولؐ سے بے نیاز ہو کر نہیں بلکہ انہی کی تعلیم، تبیین اور تشریح کی روشنی میں سمجھنے کے وہ مکلّف ہیں۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب سنئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی جو تبیین فرمائی اور تعلیم دی اور وہ حکمت جو آپ پر اتاری گئی، نیز آپ کی پوری زندگی جس کا مکمل نقشہ ان خوش قسمتوں نے ہمارے سامنے کھینچ کر رکھ دیا ہے جنہوں نے اس زندگی کا مشاہدہ کیا تھا۔ انہی تینوں چیزوں کا نام حدیث وسنت ہے اور نصوص کتاب اللہ کی رو سے ان تینوں کے واجب القبول ہونے کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہے کہ قرآن، حدیث وسنت کو واجب القبول اور واجب الاتباع قرار دیتا ہے۔

حدیث کے حجت ہونے کی ایک اور قرآنی دلیل

حدیث حجت ہے یا نہیں؟ اور اس کو کوئی مسلمان نظر انداز کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ ایک اور طریقہ سے بھی ہو سکتا ہے اور وہ طریقہ بھی خود قرآن پاک کا بتایا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے اتباع سبیل المومنین (مومنین اولین کے طریقہ پر چلنے) کو ضروری بتایا ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا. (النساء: ع ۱۷)

(ترجمہ) ''اور جو کوئی خلاف کرے رسولؐ کے بعد اس کے کہ واضح ہو گئی اس کے لئے ہدایت اور راہ پکڑے مومنین کے راستہ سے الگ ہم حوالہ کریں گے اس کو اس راہ کے جس کی طرف اس نے رخ کیا ہے اور انجام کار ہم اس کو داخل کریں گے دوزخ میں اور برا ہے وہ ٹھکانا''۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے مومنین کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے اور اس کو مستحق دوزخ قرار دیا ہے، پس ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں بھی یہ معلوم کیا جائے کہ مومنین اولین کا راستہ کیا تھا؟ وہ آنحضرت ﷺ کے

اقوال وافعال کو یا بلفظ دیگر حدیث وسنت کو حجت مانتے اور اس کو مشعل راہ قرار دیتے تھے یا نہیں؟ پس جب ہم اس باب میں مومنین اولین کی راہ وروش معلوم کرنے کے لئے اسلامی روایات اور اسلامی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم کو حسب ذیل حالات وواقعات ملتے ہیں۔

(۱) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۹ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی قضیہ آتا تھا تو پہلے وہ کتاب اللہ میں نظر فرماتے تھے' اگر کتاب اللہ میں ان کو فیصلہ مل جاتا تو وہی فیصلہ صادر فرماتے۔ اس میں ناکامی کی صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت اس باب میں انہیں معلوم ہوتی تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے' اگر خود ان کو اس باب میں کسی سنت کا علم حاصل نہ ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے مسلمانوں (صحابہؓ) سے دریافت فرماتے کہ ایک اس طرح کا معاملہ میرے پاس آیا ہے' اگر تم کو معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے معاملہ میں کیا فیصلہ کیا ہے تو بتاؤ' پھر ایسا ہوتا تھا کہ بعض اوقات کئی کئی آدمی اکٹھے ہو کر بتاتے تھے کہ ہاں اس صورت میں آنحضرت ﷺ نے یہ فیصلہ کیا تھا' اس وقت حضرت ابوبکرؓ فرماتے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَ فِیْنَا مَنْ یَّحْفَظُ عَنْ نَبِیِّنَا.

خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ بنائے جو ہمارے نبیؐ کی باتیں یاد رکھتے ہیں۔

(۲) آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا اور سب سے مشکل مسئلہ یہ سامنے آیا کہ آپؐ کا جانشین کس کو مقرر کیا جائے تو اس مسئلہ کا حل بھی صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی سنت میں تلاش کیا۔

طبقات ابن سعد وتاریخ الخلفاء وغیرہ میں حضرت علیؓ کا قول منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ہم نے اپنے معاملہ (مسئلہ جانشینی) میں غور وفکر کیا تو ہم نے یہ پایا کہ آنحضرت ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کو اپنی زندگی میں نماز کے لئے

آگے بڑھایا (یعنی امام مقرر کیا) تو جس کو آپؐ نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا تھا' ہم نے اس کو اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کرلیا اور ابوبکرؓ کو آگے بڑھایا (جانشین رسولؐ منتخب کرلیا)۔

تاریخ الخلفاء وغیرہ میں حضرت ابن مسعودؓ کا بیان مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد انصار کی زبانوں پر یہ بات آئی کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو' یہ بات حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے انصار کے پاس جا کر کہا: اے گروہ انصار کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ابوبکرؓ کو مامور فرمایا کہ وہ لوگوں کی امامت کریں' اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ کس کا دل گوارا کرتا ہے کہ ابوبکرؓ سے آگے بڑھے' یہ سنتے ہی انصار کی آنکھیں کھل گئیں اور بول اٹھے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ نَتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ.

(خدا کی پناہ کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے بڑھیں)۔

یعنی سنت نبیؐ سامنے آجانے کے بعد تمام انصار مطمئن ہو گئے اور بے چون و چرا اس کو تسلیم کرلیا۔

نیز اسی کتاب میں ہے کہ وفات نبویؐ کے بعد انصار کے مجمع میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سعدؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ سعد! تم جانتے ہو تم بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ نے ایک بار فرمایا تھا: قُرَیْشٌ وَلَاۃُ ھٰذَا الْاَمْرِ. (اس امر کے والی قریش ہیں) حضرت سعدؓ بے تامل بولے کہ آپ نے سچ کہا' ہم وزیر و پشت پناہ ہوں گے اور آپ لوگ امیر و والی (یعنی آنحضرت ﷺ کا قول یاد دلانے کے بعد ان حضرات نے خلافت کا خیال چھوڑ دیا)۔

(۳) وفات نبویؐ کے بعد دوسرا مرحلہ آپؐ کے دفن کا تھا' اس میں اختلاف رائے تھا کہ آپؐ کو کہاں دفن کیا جائے' اس کا فیصلہ بھی حدیث نبویؐ سے ہوا۔

اسی کتاب اور دوسری بہت سی کتب (مثلاً تاریخ کامل ص ۳/۲۲۵) میں ہے کہ جب یہ اختلاف رائے ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ہر نبی اپنی اسی خواب گاہ کے نیچے مدفون ہوتا ہے جہاں اس کی روح قبض کی گئی ہو'' یہ سنتے ہی سارا اختلاف ختم ہوگیا اور باتفاق رائے آنحضرت ﷺ اسی مقدس سرزمین میں جہاں آپؐ کی روحِ پاک قبض کی گئی تھی سپرد خاک کئے گئے۔

(۴) تاریخ اسلام کا ایک نہایت اہم واقعہ جمع قرآن کا واقعہ ہے' حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو جب یہ مشورہ دیا کہ پورا قرآن یکجا کر دیا جائے اور ابتدا سے انتہاء تک یکجا لکھ کر ایک مصحف میں دولوحوں کے درمیان محفوظ کر دیا جائے تو حضرت ابوبکرؓ ابتداءً بار بار یہی فرماتے تھے کہ:

كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا)۔

پھر حضرت ابوبکرؓ کو شرح صدر ہوگیا اور انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلا کر جمع قرآن کی اہم خدمت ان کے سپرد کرنا چاہی تو ابتداء میں ان کو بھی تامل ہوا اور وہ بھی بار بار یہی کہتے تھے: كَيْفَ تَفْعَلانِ شَيْئاً لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لیکن بعد میں اللہ نے ان کے سینہ کو بھی کھول دیا اور شیخین کی رائے کا حق ہونا ظاہر کر دیا تو وہ اس خدمت کی انجام دہی پر کمر بستہ ہوگئے۔

اس واقعہ کے نقل کرنے سے یہ مقصد ہے کہ اس سے' یاں طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ہر کام پر اقدام کرنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی سنت کی تلاش و جستجو ہوتی تھی' یہی ان کی روش اور ان کا راستہ تھا۔

(۵) مؤطا امام مالک میں ہے کہ ایک آدمی کی وفات کے بعد اس کی دادی حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں اپنی میراث طلب کرنے آئی' آپؓ نے فرمایا:

مالک فی کتاب اللہ شیء وما علمت لک فی سنة رسول اللہ شیئا فارجعی حتی اسأل الناس.

(ترجمہ) ''کتاب اللہ میں تیرا کچھ حق نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت میں تیرا کوئی حق مجھے معلوم نہیں' لہٰذا اس وقت لوٹ جا تا آنکہ میں اور لوگوں سے دریافت کروں''۔

اس کے بعد انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہؓ نے بتایا کہ میری موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی دادی کو سدس (چھٹا حصہ) دلوایا تھا' حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ نے بھی کھڑے ہو کر وہی بیان کیا' اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اس عورت کو سدس دلوایا۔

(۶) پارسیوں کا ملک اسلامی مقبوضات میں داخل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کو فکر لاحق تھی کہ پارسیوں سے جزیہ لیا جائے یا نہیں؟ (اس لئے کہ قرآن پاک میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لینے کا ذکر ہے اور قرآن کی زبان میں اہل کتاب سے یہود ونصاریٰ مراد ہوتے ہیں) تا آنکہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے شہادت دی کہ آنحضرت ﷺ نے حجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے' تب حضرت عمرؓ نے پارسیوں سے جزیہ لیا۔

(۷) صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی وفات کے صرف چالیس دن بعد بچہ جنا تو اس کی عدت پوری ہوگئی یا نہیں؟ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ وضع حمل اور چار ماہ دس دن پورے ہونے میں سے جو بعد میں واقع ہوگا اس سے عدت منقضی ہو گی' اس مجلس میں ابوسلمہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بھی موجود تھے' ابن عباس کا جواب سن کر ابوسلمہ نے کہا: (قرآن میں ہے)

"وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ"

(حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے)۔

ابوسلمہؓ کا مطلب یہ تھا کہ صورت مسئولہ میں عدت پوری ہوگئی' یہ سن کر حضرت ابوہریرہؓ بولے کہ میں بھی اپنے بھتیجے ابوسلمہؓ سے اتفاق کرتا ہوں' تب حضرت ابن عباسؓ

نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیجا (انہوں نے سوال سن کر) فرمایا سبیعہ اسلمیہ حاملہ تھیں کہ اسی حالت میں ان کے شوہر شہید کر دئے گئے واقعہ شہادت کے چالیس دن بعد سبیعہ کے بچہ پیدا ہوا اور نکاح کے پیغام آنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کرادیا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ اس کی عدت بچہ جننے پر مکمل ہوگئی تھی اس لئے آپؐ نے اس کا نکاح کرادیا)۔

حافظ ابن حجرؒ اس واقعہ کے تحت میں فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابن عباسؓ کے شاگرد اور تبعین کا قول جماعت کے موافق ہے۔

اس واقعہ سے اختلاف رائے اور دو آیتوں میں بظاہر تعارض کے وقت صحابہؓ کا سنت کی طرف رجوع کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا بالکل ظاہر ہے۔

(۸) ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں ہے کہ رومی سلطنت اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ایک معاہدہ کی رو سے ایک خاص مدت تک جنگ بند تھی، جب وہ مدت قریب بہ ختم ہوئی تو حضرت معاویہؓ نے اپنی فوج کے ساتھ دشمن کے ملک کی طرف کوچ کرنا شروع کردیا، ان کا خیال تھا کہ مدت کے اندر جنگ تو شروع نہ کریں گے لیکن ان کے قریب پہنچ جائیں گے اور جب مدت ختم ہو جائے گی تو اچانک یکبارگی دھاوا بول دیں گے۔ ایک دن حضرت معاویہؓ کو دور سے ایک سوار آتا دکھائی دیا جو بلند آواز سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا: اللہ اکبر اللہ اکبر عہد کو پورا کرنا ہے، توڑنا نہیں ہے، لوگوں نے بغور دیکھا تو وہ سوار حضرت عمرو بن عبسہؓ صحابی تھے۔ حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا: بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جس شخص کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو اس عہد میں کوئی ردو بدل نہ کرے، جب تک کہ اس کی مدت نہ گزر جائے یا اس قوم کو مطلع نہ کردے۔ حضرت معاویہؓ یہ سن کر اپنی فوج کے ساتھ دارالاسلام کو واپس ہو گئے۔

(۹) تاریخ طبری وتاریخ کامل ص ۲/۳۹۲ میں ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بار مدینہ سے بارادہ شام روانہ ہوئے جب، مقام سرغ میں پہنچے تو امرائے لشکر نے آ کر خبر دی کہ ملک شام میں اس وقت وبا پھوٹ پڑی ہے' طاعون بڑے زوروں کا پھیلا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر پہلے مہاجرین وانصار کو جو ساتھ میں تھے اکٹھا کر کے مشورہ کیا تو وہ مختلف الرائے ظاہر ہوئے' کچھ لوگوں نے کہا لوٹ چلئے اور کچھ نے کہا جب لوجہ اللہ آئے ہیں تو لوٹیں کیوں؟ حضرت عمرؓ نے یہ اختلاف دیکھ کر ان لوگوں سے اٹھ جانے کو کہا اور فرمایا: اب قریشی مہاجرین فتح کو بلاؤ' وہ آئے تو سب کے سب لوٹ جانے کے حق میں تھے۔ اس بناء پر حضرت عمرؓ نے واپسی کا قصد کیا مگر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس سے اختلاف ظاہر کیا۔ حضرت عمرؓ اور دوسرے لوگ اسی حیص بیص میں تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آ پہنچے۔ وہ پہلے مشورہ میں شریک نہ ہو سکے تھے اور ان کو کچھ معلوم نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے پوچھا: کیا قصہ ہے؟ جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس اس باب مین ایک علم ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ صاحب امانت اور قابل تصدیق ہیں' بتایئے وہ کیا علم ہے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ:۔

''جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وباء پھیلی ہوئی ہے تو وہاں جاؤ مت اور جب تمہارے جائے قیام میں وباء پھیل جائے تو بقصد فرار اس جگہ سے نکلو مت''۔

یہ سنتے ہی سب اختلاف مٹ گیا اور حضرت عمرؓ سب کو لے کر مدینہ لوٹ آئے۔

(۱۰) تاریخ کامل وتاریخ الخلفاء وغیرہ تمام کتب تاریخ میں ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور تمام صحابہؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کرنے کے بعد بایں الفاظ بیعت کی تھی۔

نبایعک علی کتاب اللہ وسنة رسوله وسنة الخلیفتین بعده.

(ہم آپؓ کے ہاتھ پر بیعت اس شرط پر کرتے ہیں کہ آپؓ کتاب اللہ' رسولؐ

کی سنت اور دونوں سابق خلفاء کی روش پر عمل کرینگے)۔

یہ دس مثالیں بلا مبالغہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں' اس سے زیادہ کی ہم اس لئے ضرورت نہیں سمجھتے کہ ایک منصف مزاج کے لئے کافی سے زیادہ ہیں اور ان کو سامنے رکھنے کے بعد کوئی بھی منصف اس بات کا انکار نہیں کرسکتا کہ مومنین اولین کا راستہ حدیث وسنت کے ساتھ احتجاج پکڑنا اور ہر باب میں اس کو مشعل راہ قرار دینا تھا۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اوپر ''سبیل المومنین'' کے بیان کے سلسلہ میں جو کچھ کہا گیا اس کا ماخذ حدیث وتاریخ کی کتابیں ہیں جو صحابہؓ کے بعد لکھی گئی ہیں اور وہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو گذارش ہے کہ یہ تو ممکن نہیں کہ قرآن پاک نیز اس کے احکام اور اس پر ایمان وعمل کا حکم باقی ہو اور ''سبیل المومنین'' کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ اور اس کی کوئی صورت موجود نہ ہو' ایسا کہنا تو قرآن کو ناقابل عمل اور معطل قرار دینا ہے جس کی جرأت کوئی مومن تو مومن کوئی صاحب علم وانصاف غیر مومن بھی نہیں کرسکتا۔ قرآن پاک پر عمل کا دروازہ جب تک کھلا رہے گا اس وقت تک یہ راستہ بھی کھلا رہے گا اور اس راستہ کے پورے معلومات حاصل کرنے کے ذرائع بھی موجود رہیں گے اور جب ایسا ہے تو بتایا جائے کہ بجز مجامیع (مجموعہ جات) احادیث' کتب طبقات واسماء الرجال اور کتب سیر وتاریخ کے اور کون سا ذریعہ ہے جس سے مومنین اولین کی راہ وروش کا تفصیلی علم حاصل ہوسکے۔ اگر کوئی دوسرا ذریعہ بھی ہے تو بتایا جائے اور اگر نہیں ہے تو مذکورہ بالا چیزوں کو بالکلیہ جعلی' بے بنیاد اور بے اعتبار کہنا درحقیقت قرآن پاک پر عمل کا دروازہ بند کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام اور مسلم قوم کو دوسرے مذاہب واقوام عالم پر جو مخصوص تفوق وامتیاز حاصل ہے اس کو بھی برباد کرنا ہے اس لئے کہ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ مسلم قوم کی نہ کوئی تاریخ ہے' نہ اس کے علمی وعملی کارنامے ہیں اور نہ ان کارناموں کا کوئی ذریعہ علم دنیا میں موجود ہے' کیا ایسی بات کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے؟

اس سلسلہ میں بعض منکرین حدیث کا یہ رویہ کس قدر عجیب وغریب اور کیسا ناقابل فہم ہے کہ وہ تاریخ پر تو اعتماد کرتے ہیں اور روایات حدیث کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے

حالانکہ کتب تاریخ کے تمام مصنفوں نے ہر ہر واقعہ کی نسبت نہ تو یہ بتانے کا التزام کیا ہے کہ وہ ان کو کس واسطہ اور کس سلسلہ سے معلوم ہوا' نہ ان واسطوں (سند میں راویوں) کی عدالت وثقاہت وغیرہ جیسی شرائط کی سختی سے پابندی کی ہے جن کی محدثین نے کی ہے۔ پھر بھی تاریخ تو قابل قبول اور لائق اعتماد ہو لیکن مجامیع (مجموعہ جات) احادیث جن میں ہر ہر قول وفعل رسولؐ یا آثار واحوال صحابہؓ کے لئے پورا پورا التزام ہے کہ مصنف کو جن واسطوں سے علم ہوا ہے ان کو سلسلہ وار اس طرح بتائے کہ کہیں انقطاع نہ ہو اور یہ واسطے بھی ایسے ہوں کہ ان کے معتبر' عادل اور ثقہ ہونے کا ثبوت موجود ہو۔ غرض اس التزام واحتیاط کے باوجود حدیث کے مجموعے قابل اعتبار نہ ہوں' یہ کتنی عجیب بات اور کیسی ستم ظریفی ہے۔

علاوہ ازیں پختہ اور کھری سندوں کے ساتھ بھی حدیثوں کو نہ ماننے اور ان کو بے اعتبار کہنے کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہی تو ہے کہ کتب احادیث کے مصنفوں نے محض بے بنیاد باتوں کو بالکل جعلی اور فرضی سندوں کے ساتھ کتابوں میں درج کر دیا ہے۔

ان حضرات کو خالص علمی طور پر کبھی تو سوچنا چاہئے کہ ایسا ممکن کیونکر ہے؟ کیا جب احادیث کے یہ مجموعے لکھے گئے اس وقت دنیا میں ایک بھی "صحیح قسم" کا مسلمان نہیں تھا جو اس ساری جعل سازی اور افتراء پردازی کا مقابلہ کرتا؟ یا کم از کم اس پر نکیر ہی کرتا۔

مثال کے طور پر میں موطا کا نام لیتا ہوں' حدیث کا یہ مجموعہ بقول ابو طالب کے ۱۲۰ یا ۱۳۰ھ کے بعد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سو دس یا ایک سو بیس سال بعد وجود میں آیا (مقدمہ تنویر الحوالک ص ۶) اور اس کے وجود میں آنے سے چند برس (تقریباً ۱۳' یا ۲۳ برس) پہلے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار وگفتار سے شرف اندوز ہونے والے اصحاب رسولؐ اس دنیا میں موجود تھے اور ان لوگوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں جنہوں نے صحابۂ رسولؐ کی صحبت کی سعادت پائی تھی اور بلادِ اسلام مثلاً بلادِ حجاز' شام' عراق اور مصر وغیرہ کا ذکر اس وقت چھوڑیئے' صرف مدینہ منورہ ہی کو لیجئے جہاں یہ کتاب وجود میں آئی۔ اسی میں اتنی کثرت سے تابعین (جنہوں نے صحابہؓ کی صحبت پائی تھی) موجود تھے جن کا شمار مشکل ہے' مثال کے طور پر چند نام سنئے۔

(۱) اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ المتوفی ۱۳۶ھ (۲) اسماعیل بن محمد بن زہری المتوفی ۱۳۴ھ (۳) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن المتوفی ۱۲۹ھ (۴) زید بن اسلم المتوفی ۱۳۶ھ (۵) سالم بن ابی امیہ المتوفی ۱۲۹ھ (۶) سعد بن اسحٰق المتوفی بعد ۱۴۰ھ (۷) سعید بن ابی سعید المقبری المتوفی ۱۲۳ھ (۸) سلمہ بن دینار المتوفی بعد ۱۴۰ھ (۹) شریک بن عبداللہ بن ابی نمر المتوفی بعد ۱۴۰ھ (۱۰) صالح بن کیسان المتوفی بعد ۱۴۰ھ (۱۱) صفوان بن سلیم المتوفی ۱۲۴ھ (۱۲) عبداللہ بن ابی بکر بن ابی حزم المتوفی ۱۳۵ھ (۱۳) عبداللہ بن دینار المتوفی ۱۲۷ھ (۱۴) ابوالزناد المتوفی ۱۳۰ھ (۱۵) عبدربن سعید المتوفی ۱۳۹ھ (۱۶) محمد بن المنکدر المتوفی ۱۳۱ھ (۱۷) مخرمہ بن سلیمان المتوفی ۱۳۰ھ (۱۸) موسیٰ بن عقبہ المتوفی ۱۴۱ھ (۱۹) وہب بن کیسان المتوفی ۱۲۷ھ (۲۰) یحییٰ بن سعید قاضی مدینہ المتوفی ۱۴۳ھ (۲۱) یزید بن رومان المتوفی ۱۳۰ھ (۲۲) یزید بن عبداللہ بن لیثی المتوفی ۱۳۹ھ (۲۳) ہشام بن عروہ المتوفی ۱۴۵ھ (۲۴) مسور بن رفاعہ المتوفی ۱۳۸ھ (۲۵) ابوطوالہ قاضی مدینہ المتوفی آخر ایام بنی امیہ (وآخر ایام بنی امیہ ۱۳۲ھ)

علمی سلسلہ کے علاوہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے بھی تابعین کی حیثیت آنحضرت ﷺ کی نسبت سے وہی تھی جو نسبی سلسلہ میں پوتوں کی حیثیت دادا کی نسبت سے ہوتی ہے۔ اس لئے اگر سلسلہ اخذ وتعلیم نہ ہوتا تب بھی جس طرح دادا کے حالات اور کارنامے پوتوں کو اپنے گھروں میں معلوم ہو جاتے ہیں اسی طرح اس عہد کے لوگوں کو باقاعدہ تعلیم کے بدون ہی آنحضرتؐ کے بکثرت حالات اور کارناموں کا علم حاصل ہونا ایک بدیہی بات ہے۔

اب غور کیجئے کہ ایسے عہد اور ایسی حالت میں اور ایسے لوگوں کی موجودگی میں پھر ایسی جگہ پر جہاں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے آخری دس سال گزرے ہیں اور جہاں کا کوئی گھر اور کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس کو آنحضرت ﷺ سے وابستگی اور آپؐ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل نہ ہوا ہو اس سرزمین میں ایک شخص (امام مالکؒ) آپؐ کی حدیثوں اور سنتوں کے بیان میں ایک مجموعہ تیار کر کے اسی سرزمین میں اس کو علی الاعلان سناتا ہے اور ہزاروں آدمی تمام بلادِ اسلامیہ سے رخت سفر (سامان سفر)

باندھ کر مدینہ آتے اور اس مجموعہ کو سن کر اور بہت سے لوگ اس کی نقلیں لے کر اپنے اپنے وطن واپس جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر ان کا ہر آدمی اس کو سینکڑوں اور ہزاروں مسلمانوں میں پھیلاتا ہے مگر مدینہ مقدسہ یا کسی جگہ کا ایک متنفس بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ ساری حدیثیں یا ان میں سے بہت سی جعلی ہیں..... کوئی صاحب عقل بتائے کہ اولاً تو ایسی حالت میں امام مالکؒ (کو اگر معاذ اللہ وہ مفتری ہوتے) اس کی ہمت ہی کیسے ہوتی اور اگر بالفرض ہوتی بھی تو سارے اہل مدینہ اس ''افتراء پردازی'' اور دین میں ''جعلی چیز کے اضافہ'' اور اس کی اشاعت کا خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہ جاتے؟

مالکم کیف تحکمون.

مزید براں! یہ کہ اس مجموعہ میں امام مالکؒ مذکورہ بالا پچیس اشخاص اور ان کے علاوہ کچھ دوسرے باشندگان مدینہ کا نام لے کر فرماتے ہیں کہ انہیں لوگوں نے ہم سے یہ حدیثیں اور سنتیں بیان کی ہیں۔ اگر بالفرض امام مالکؒ نے غلط بیانی سے کام لیا ہوتا تو ناممکن ہے کہ جو لوگ اس وقت زندہ تھے ان کی تکذیب نہ کرتے۔

حاصل کلام یہ کہ موطا یا دوسرے مجامیع حدیث اور ان کی اسنادوں کو بالکل بے سرو پا کہنا صرف ضلالت ہی نہیں بلکہ قابل عبرت جہالت وحماقت بھی ہے۔ من لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ مِن نور.

یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ سے پہلے کسی نے یہ کہنے کی جرأت نہیں کی' بلکہ اس کے برخلاف ان مجموعوں کے زمانہ تصنیف سے لے کر آج تک ہر دور میں اصولی طور پر ان کو صحیح وثابت اور واقعی چیز تسلیم کیا گیا اور ہر دور میں ان مجموعوں کو سیکڑوں ہزاروں اہل علم نے اپنے بڑوں سے سنا اور روایت کیا' خود امام مالکؒ سے موطا کو تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے سنا جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ''بُستان المحدثین ص۹'' میں تحریر فرمایا ہے اور سیوطیؒ نے تنویر الحوالک کے مقدمہ میں تقریباً پچاس ایسے آدمیوں کا نام بنام ذکر کیا ہے جنہوں نے امام مالکؒ سے موطا کو سن کر روایت کیا ہے۔ پھر ان لوگوں سے آج تک اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ تواتر کے ساتھ اس کی روایت ہوتی آئی ہے۔

پھر حیرت ہے کہ یہ منکرین حدیث اس دیدہ دلیری سے حدیث کا انکار کرتے وقت یہ کیوں نہیں سوچتے اور کیوں اس پر غور نہیں کرتے کہ اپنے بزرگوں اور اکابر کے آثار کی حفاظت اور ان کے کارناموں کو زندہ اور ان کے سوانح کو یاد رکھنے کا جذبہ فطری طور پر ہر قوم میں ہوتا ہے اور دنیا میں ہر زندہ قوم اپنے بزرگوں کے آثار، بہادروں کے کارناموں اور شاعروں کے کلام کو باقی اور محفوظ رکھنے کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لاتی ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلم قوم جو دنیا کی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ علم دوست اور سب سے زیادہ محاسن و کمالات اور زریں خصوصیات کی حامل ہے، اس نے اور تو اور خود اپنے پیغمبر و رسولؐ ہی کی روایات ان کے سیر و مغازی اور ان کے اخلاق و عادات کو نہ محفوظ رکھا ہو نہ دوسروں تک پہنچایا ہو، دنیا میں کون صاحب عقل ایسا کہہ سکتا ہے اور کون اس کو باور کر سکتا ہے؟۔

قرآن کی بہت سی آیات کا مطلب بھی روایات کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا

پھر اس بات پر بھی دھیان دینا چاہئے کہ اگر قرآن پاک کے علاوہ اور کوئی مستند ذریعہ معلومات نہ ہو اور احادیث و آثار کی روایات کو قابل اعتبار نہ سمجھا جائے تو خود قرآن پاک کی بہت سی آیات کا مفہوم و مطلب مبہم اور بڑی حد تک تشنہ رہ جائے گا۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا. (احزاب: ع ۵)

(ترجمہ) ''پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی''۔

کیا روایات کو یکسر نظر انداز کر دینے کے بعد قرآن مجید کے صرف ان الفاظ سے اس واقعہ کو پوری طرح سمجھا جا سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اور کیا صرف قرآن سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ زید کون تھے اور ان کی بی بی کون تھیں اور قصہ کیا پیش آیا تھا۔ یا مثلاً ارشاد ہے:

عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى. (عبس).

(ترجمہ) ''تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس پر کہ آیا اس کے پاس نابینا اور تجھ کو کیا خبر کہ شاید وہ سنورتا اور پاک صاف ہوتا''۔

بتایا جائے کیا صرف قرآن سے یہ پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ یہ آنے والے ''الاعمیٰ'' کون تھے اور وہ کون لوگ تھے جن کی طرف آنحضرت ﷺ ان کے آنے کے وقت متوجہ تھے؟۔

اسی طرح غزوۂ احزاب وحنین وغیرہ کے جن واقعات کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ بتایئے کہ روایات کے سارے ذخیرہ کو نامعتبر قرار دے کر ان واقعات کی ضروری تفصیل بھی کہاں سے معلوم کی جائے یا مثلاً قرآن پاک میں ہے:۔

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ. (انفال: ع ۱).

(ترجمہ) ''اور جب اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے قبضہ میں آئے گی''۔

کیا کوئی صرف قرآن سے یہ بتلا سکتا ہے کہ یہ دو جماعتیں کون تھیں؟ اور اللہ جس وعدہ کو یہاں یاد دلا رہا ہے وہ وعدہ قرآن میں کہاں ہے؟ اگر قرآن میں نہیں ہے تو ماننا پڑے گا کہ کوئی دوسری قسم کی وحی بھی آنحضرت ﷺ پر آتی تھی۔

یا مثلاً قرآن پاک میں ہے:۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ بِالْعُدْوَۃِ الْقُصْوٰی وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ. (انفال: ع ۵)

(ترجمہ) ''جس وقت تم تھے ورے کے ناکے اور وہ پرے کے ناکے اور قافلہ نیچے اتر گیا تم سے''۔

کوئی مدعی صرف قرآن سے بتائے کہ یہ کہاں کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور کس جگہ کے قریب ودور کے ناکے مراد ہیں؟ اور کس قافلہ کا نیچے اترنا بیان ہوا ہے؟

اسی طرح قرآن پاک میں ہے:۔

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ. (توبہ: ع ۴)

(ترجمہ) ''مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری بہت سے میدانوں میں''۔

کیا روایات کا انکار کرنے کے بعد ان بہت سے میدانوں کی تفصیل کہیں سے معلوم ہو سکتی ہے؟

اسی طرح قرآن پاک میں ہے:۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا. (توبه: ع ٦)

(ترجمہ) ''اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت نکالا اس کو کافروں نے دو جان سے جب دونوں تھے غار میں جب کہنے لگا اپنے رفیق کو نہ غم کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

آنحضرت ﷺ کہاں سے نکالے گئے یہ دوسرا آپؐ کا رفیق کون تھا؟ اور کس غار میں آپؐ اپنے رفیق کے ساتھ روپوش تھے؟ کیا صرف قرآن سے ان سوالات کا جواب مل سکتا ہے؟ کیا روایات کی طرف رجوع کے سوا کوئی دوسری صورت بھی ان باتوں کو معلوم کرنے کی ہے؟۔

علیٰ ہذا قرآن پاک میں ہے:۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا: (توبه: ع ١٣)

(ترجمہ) ''جس مسجد کی بنیاد دھری پرہیز گاری پر پہلے دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں اس میں وہ مرد ہیں جن کو چاہت ہے پاک رہنے کی''۔

یہ کس مسجد کا ذکر ہے؟ اور وہ کون لوگ ہیں جن کی اس آیت میں مدح ہو رہی ہے؟ اور ان کی طہارت پسندی کا کیا خاص معیار تھا جس کو اس آیت میں سراہا گیا ہے؟ کیا ان باتوں کا جواب صرف قرآن سے مل سکتا ہے؟۔

اسی طرح قرآن پاک میں ہے:۔

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا. (توبه: ع ١٤)

(ترجمہ) ''اور (اللہ کی مہربانی ہوئی) ان تین شخصوں پر جن کے معاملہ کو ملتوی رکھا گیا تھا''۔

یہ کون تین شخص ہیں اور ان کا کیا قصہ تھا اور کیوں ان کا معاملہ ملتوی رکھا گیا؟ کیا روایات کے بغیر یہ باتیں حل ہوسکتی ہیں؟۔

اسی طرح قرآن پاک میں ہے؟

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقاً تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقاً وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضاً لَّمْ تَطَئُوْهَا (احزاب: ع ۳)

(ترجمہ) ''اور اتار دیا ان کو جو ان کے رفیق ہوئے تھے اہل کتاب میں سے ان کی گڑھیوں سے اور ڈالا ان کے دلوں میں رعب' کتنوں کو تم مارنے لگے اور کتنوں کو قید کیا اور وارث کیا تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور ایک زمین جس پر نہیں ڈالے تم نے قدم''۔

یہ مظاہرین کون تھے؟ اور ان کی زمین وجائیداد کہاں تھی؟ نیز وہ دوسری زمین جہاں مسلمانوں کے قدم نہیں پہنچے تھے مگر اس کے وارث بنائے گئے کون سی تھی؟ کیا روایات سے قطع نظر کر کے ان باتوں کا جواب دیا جاسکتا ہے؟۔

یہ صرف چند مثالیں بلا قصدِ استیعاب بیان کی گئی ہیں۔ اس طرح کی ابھی بہت سی مثالیں ذکر کی جاسکتی ہیں' مقصود یہ ہے کہ روایات کا انکار کر دینے کے بعد قرآن کی مذکورہ بالا آیات کا واضح اور متعین مفہوم سمجھنا اور سمجھانا قریباً ناممکن ہے۔

الغرض جو شخص قرآن پاک کو اللہ کی کتاب مانے اور اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر زمانہ کے اہل ایمان کے لئے ضروری سمجھے' اس کو احادیث وسیر کے اس ذخیرہ کو بھی ماننا پڑے گا' جس کو پوری طرح جانچ پرکھ کے ائمہ محدثین واہل سیَر نے محفوظ کیا ہے اور جس کے بہت بڑے حصے کی حیثیت یقیناً قرآن کے ضروری توضیحی ضمیمہ کی ہے۔

حدیث وسنت کے مُثبتِ احکام ہونے پر ایک اور قرآنی دلیل

یہاں پہنچ کر حدیث وسنت کے مُثبتِ احکام ہونے پر ایک اور قرآنی دلیل ذہن میں آ گئی۔ اس کو بھی یہیں عرض کرتا ہوں۔

جو حضرات واقعۃً کسی علمی مغالطہ ہی کی وجہ سے یہ بات کہتے ہیں کہ دینی حجت بس قرآن ہی ہے اور قرآن کے سوا کسی اور ذریعہ سے شریعت کا کوئی حکم اور کوئی دینی مسئلہ ثابت نہیں ہوسکتا اور رسولؐ کا کام بس قرآن پہنچانا ہی تھا' وہ اگر ایک طالب حق اور جویائے ہدایت کی طرح قرآن مجید ہی کو غور سے دیکھیں تو اس میں ان کو اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی کہ بطور حکایت اور واقعہ کے یا کسی اور سلسلہ میں کسی دینی عمل کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل زمانہ نزول قرآن میں ایک دینی عمل کی حیثیت سے ہوتا تھا حالانکہ قرآن مجید میں کہیں اس عمل کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ اس کا حکم ان کو سنت کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ یہاں اس کی صرف دو تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

قرآن میں حکم ثابت بالسنۃ کے ذکر کی چند مثالیں

سورۂ توبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازوں کی نماز پڑھنے سے ان لفظوں میں منع فرمایا گیا ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔ (توبہ: ع ۱۱)

(ترجمہ) ''ان میں سے جو کوئی مرے آپؐ کبھی اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں''۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نزول سے پہلے نماز جنازہ مشروع ہو چکی تھی اور رسول اللہ ﷺ اموات کے جنازوں پر نماز پڑھا کرتے تھے' حالانکہ قرآن میں اس سے پہلے نازل ہونے والی کوئی آیت ایسی نہیں بتلائی جاسکتی جس میں رسول اللہ ﷺ کو اور مسلمانوں کو جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو اس لئے ماننا پڑے گا کہ نماز جنازہ کا حکم سنت کے ذریعے دیا گیا تھا۔

اسی طرح سورۂ جمعہ کی آیت ''وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔ (جمعہ: ع ۲)۔ میں ایک حکایت اور شکایت کے ضمن میں جمعہ کے خطبہ کا ذکر فرمایا گیا ہے اور قطع نظر اس سے ہمارا خیال ہے کہ حدیث وسنت کے جو

منکرین ہمارے مخاطب ہیں وہ غالباً اس کا انکار نہ کرسکیں گے کہ خطبۂ جمعہ ایک شرعی حکم اور دینی عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ خود دیا کرتے تھے اور امت میں اب تک اسی طرح متوارث (ہمیشہ سے چلتا آ رہا) ہے لیکن کوئی قرآنی آیت نہیں بتلائی جاسکتی، جس میں اس خطبہ کا حکم دیا گیا ہو، پس لازماً یہی ماننا پڑے گا کہ اس کا حکم سنت کے ذریعے ملا تھا۔

علیٰ ہذا اپنے کو مسلمان کہنے والا کوئی آدمی بھی اس سے انکار نہیں کرسکے گا کہ نماز سے پہلے جو اذان دی جاتی ہے یہ ایک دینی عمل ہے اور عہد نبوت سے لے کر اب تک متوارث ہے اور قرآن مجید میں بھی واقعہ کی حکایت کے طور پر ایک جگہ اس اذان کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۂ مائدہ میں عقل کے دشمن کافروں کی اس جہالت اور شرارت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ "اذان کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کی نقل کر کے منہ چڑاتے ہیں"

(وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ. (مائدہ: ع ۹).

اسی طرح سورۂ جمعہ میں بھی ایک دوسرے حکم کے بیان کے سلسلہ میں جمعہ کی اذان کا ضمنی ذکر آیا ہے۔

(اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ). (جمعہ: ع ۲)۔

بہرحال ان آیات سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ عہد نبویؐ میں ان آیات کے نازل ہونے سے بھی پہلے سے اذان ایک دینی عمل کی حیثیت سے مروج تھی اور قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں بتائی جاسکتی جس کے ذریعے اذان کا حکم دیا گیا ہو، اس لئے ماننا پڑے گا کہ اذان کا حکم قرآن کے ذریعے نہیں بلکہ سنت کے ذریعہ ملا تھا۔

اسکی مثالیں قرآن مجید سے اور بھی بہت سی پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس مقدمہ کے محدود صفحات میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔

حدیث وسنت کے حجت دینی اور واجب الاتباع ہونے پر یہاں تک جو کچھ لکھا گیا اگرچہ الحمدللہ ایک طالب حق خداترس کے لئے وہ بھی بالکل کافی ہے، لیکن آخر میں ایک اصولی بات عرض کر کے سلسلہ کلام ختم کیا جاتا ہے۔

رسول ﷺ کا صحیح مقام

ہمارے خیال میں حدیث وسنت کے منکرین کی اصل غلطی یہ ہے کہ انہوں نے رسولؐ کی اصل حیثیت اور اس کے صحیح مقام کو نہیں سمجھا ہے، اگر وہ مقام نبوت کو سمجھنے اور نبی ورسول کی معرفت حاصل کرنے کے لئے صرف قرآن ہی میں تدبر کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حیثیت صرف ایک پیغامبر اور پیام رساں ہی کی نہیں ہے، بلکہ آپؐ مطاع، متبوع، امام، ہادی، قاضی، حاکم، حَکَم وغیرہ وغیرہ بھی ہیں اور قرآن ہی نے آپؐ کی ان حیثیتوں کو بھی بیان کیا ہے۔

(۱) رسول مطاع ہے اور اس کی اطاعت اہل ایمان پر فرض ہے۔

قرآن مجید میں جا بجا اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے:

(۱) النساء ع ۸

(۲) مائدہ ع ۱۲

(۳) النور ع ۷

(۴) محمد ع ۴

(۵) التغابن ع ۲

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔

(ترجمہ) ''اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو''۔

اس حکم میں ''اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' کو ''اَطِیْعُوا اللّٰہَ'' سے الگ مستقل جملہ کی شکل میں قرآن مجید میں جس طرح مختلف مقامات پر ذکر کیا گیا ہے، اس سے ہر وہ شخص جس کو عربی زبان کا کچھ بھی ذوق ہو یہی سمجھے گا کہ اللہ کی اطاعت کی طرح اہل ایمان پر رسول کی اطاعت بھی مستقلاً فرض ہے، یعنی اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ کی طرف سے جو کتاب رسول لائے ہیں اس کو مانا جائے اور اس کے حکموں پر چلا جائے کیونکہ اگر صرف اتنی ہی بات کہنی ہوتی تو یہ تو ''اَطِیْعُوا اللّٰہَ'' میں کہی جا چکی تھی پھر امر اطاعت کے مستقل اعادہ کے ساتھ ''وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' کے اضافہ کی کیا ضرورت تھی۔

علاوہ ازیں خود قرآن مجید کی بعض دوسری آیات سے بھی یہ بات اور زیادہ صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔

سورۂ نساء کے پانچویں رکوع کے آخر میں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دینے کے بعد ان منافقین کی مذمت کی گئی ہے جو اپنی غرض پرستی اور منافقت کی وجہ سے اللہ و رسولؐ کی اطاعت میں کوتاہی کرتے تھے اسی سلسلہ بیان میں ان کے متعلق فرمایا گیا ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا. (نساء: ع ٦)

(ترجمہ) ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو اے رسول تو دیکھے گا ان منافقوں کو کہ اعراض اور روگردانی کرتے ہیں تیری طرف سے''۔

اس آیت میں ''ما انزل اللہ'' (یعنی کتاب اللہ) کی طرف بلانے کے ساتھ ''رسول'' کی طرف بلانے کا جس طرح ذکر کیا گیا ہے وہ اس بات کی نہایت روشن دلیل ہے اور اوپر کی آیتوں میں اطاعت رسول کا جو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ کی طرف سے اس پر نازل ہونے والی کتاب کی اطاعت کرو بلکہ رسول کی اطاعت اس سے الگ اور مستقل چیز ہے۔

اور اسی سورہ کے اسی رکوع میں دو ہی آیتوں کے بعد اللہ کی طرف سے آنے والے ہر رسول کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (نساء: ع ٦)

(ترجمہ) ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اس کے حکم پر چلا جائے اللہ کے فرمان سے''۔

(۲) رسول منجانب اللہ ہادی اور امام ہوتے ہیں ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا. (انبیاء: ع ۵)

(ترجمہ) ''اور ہم نے بنایا ان کو امام و پیشوا وہ ہدایت و رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے''۔

(۳) رسول اللہ ﷺ منجانب اللہ حاکم اور حَکَم بھی قرار دئے گئے تھے اور ہر اختلاف ونزاع میں آپؐ کو حَکَم بنانا اور آپؐ کا فیصلہ دل وجان سے ماننا تمام اہل ایمان کے لئے فرض بلکہ شرطِ ایمان قرار دیا گیا تھا۔ سورۂ نساء کی یہ آیت (جو پہلے بھی ایک جگہ درج ہو چکی ہے) پھر پڑھئے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. (نساء: ع. ۹)

(ترجمہ) ''اے پیغمبر! قسم تیرے پروردگار کی یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے' یہاں تک حکم بنائیں تجھے اپنے نزاعی معاملات میں پھر (جب تو اپنا فیصلہ دے دے تو) کوئی تنگی اور ناگواری نہ پائیں۔ اپنے دلوں میں تیرے فیصلہ سے اور تسلیم کر لیں اس کو پوری طرح مان کر''۔

اسی طرح سورۂ احزاب کی آیت:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ. (احزاب: ع ۵).

(ترجمہ) ''اور کسی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کی یہ شان نہیں ہے کہ جب حکم دے دے اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا تو رہے ان کا کچھ اختیار اپنے معاملہ میں''۔

اور سورۂ نور کی آیت:۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا. (نور: ع ۷)

(ترجمہ) ''ایمان والوں کو جب بلایا جائے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف تا کہ وہ فیصلہ دیں ان کے درمیان تو ان کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کہیں ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا'' (یعنی ہم نے سن لیا اور مان لیا)''۔

الغرض یہ سب آیتیں اس باب میں نص صریح ہیں کہ مسلمانوں کے جس معاملہ میں رسولؐ جو فیصلہ کریں وہ واجب التسلیم ہے اور کسی مسلمان کو اس میں چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) کسی شخص کی کامیابی اور فوز وفلاح کے لئے جس طرح اللہ کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے اور جس طرح اللہ کی نافرمانی گمراہی اور بدبختی ہے اسی طرح رسولؐ کی نافرمانی بھی موجب ضلالت وشقاوت ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً. (احزاب: ع۸)

جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اس نے بڑی مراد پائی۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِيْنَاً. (احزاب: ع۵).

(ترجمہ) ''اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی وہ بڑی کھلی گمراہی میں جا پڑا''۔

نیز قرآن ہی میں بتایا گیا ہے کہ کفار دوزخ میں ڈالے جانے کے بعد جس طرح اللہ کی نافرمانی کرنے پر کفِ افسوس ملیں گے اور اپنا ماتم کریں گے اسی طرح رسولؐ کی نافرمانی پر بھی افسوس کریں گے۔

وَيَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا. (احزاب: ع۸)

(ترجمہ) ''جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ آگ میں کہیں گے کاش ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسولؐ کا''۔

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ. (النساء: ع۶)

(ترجمہ) ''اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی اور رسول کی نافرمانی کی کہ برابر کردئے جائیں زمین کے (یعنی خاک ہوکر زمین کا جزو بن جائیں اور عذاب سے بچ جائیں)''۔

نیز مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ رسول کی نافرمانی کی کوئی بات بھی آپس میں نہ کریں۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَةِ الرَّسُوْلِ. (مجادلہ: ع ۲).

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! جب تم چپکے چپکے آپس میں باتیں کرو تو گناہ اور ظلم وزیادتی کی اور رسولؐ کی نافرمانی کی کوئی بات نہ کرو''۔

(۵) رسول اللہ ﷺ جو دیں اس کو قبول کرنا اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جانا واجب ہے۔

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (حشر: ع ۱)

جو تم کو رسولؐ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

اگر اس آیت کا تعلق صرف اموال سے بھی مانا جائے تب بھی ہمارے مدعا کے لئے مضر نہیں کیونکہ اس صورت میں بھی اتنی بات تو آیت سے ثابت ہی ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صوابدید سے جو تقسیم کریں وہ اہل ایمان کے لئے واجب التسلیم ہے اور کسی کو اس میں چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔

(۶) ایک مومن کا اپنی جان پر جتنا حق ہے اس سے زیادہ اس کی جان پر نبیؐ کا حق ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. (احزاب: ع ۱)

(ترجمہ) ''نبی زیادہ حق دار ہے مومنوں کا ان کی جانوں سے''۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس آیت پر جو دو سطریں لکھی ہیں ان کے نقل کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے:۔

''نبی نائب ہے اللہ کا' اپنی جان مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا (چلتا ہے) اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا (جائز) نہیں اور (اگر اس کا) نبی حکم کرے تو فرض ہے''۔

(۷) اللہ کے ساتھ اس کے رسولؐ کو بھی راضی کرنا ضروری اور شرط ایمان ہے۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ. (توبہ: ع ۸).

(ترجمہ) ''اور اللہ کو اور اس کے رسول کو راضی کرنا ان کے لئے بہت زیادہ

ضروری ہے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں"۔

(۸) اللہ کی طرح اس کے رسولؐ کو بھی دنیا کی ساری چیزوں سے زیادہ محبوب رکھنا ضروری ہے جو ایسا نہ کریں وہ فاسقین اور اللہ کی ہدایت سے محروم رہنے والے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (توبہ: ع ۳).

اے پیغمبرؐ! کہو (مسلمانوں کو) اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور تمہارا کمایا ہوا مال اور تمہاری تجارت جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے رہنے کے مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو (اگر یہ ساری چیزیں) تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جدوجہد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ کرے اللہ اپنا فیصلہ اور (یاد رکھو) کہ اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق لوگوں کو۔

(۹) اللہ کے رسولؐ جب کسی کام کے لئے دعوت دیں اور پکاریں تو اس پر لبیک کہنا ہر مومن پر فرض ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ. (انفال: ع ۳)

(ترجمہ) "اے ایمان والو حکم مانو! اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا جب بلاوے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری حیات ہو"۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ جب کسی کام کے لئے لوگوں کو بلائیں تو بلا اجازت اٹھ کر چلا جانا کسی مومن کے لئے جائز نہیں اور جو ایسا کریں گے ان کے لئے عذاب الیم کا اندیشہ ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ

جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاذِنُوْهُ. (النور: ع. ۹)

(ترجمہ) ''ایمان والے وہی ہیں جنہوں نے مانا ہے اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو اور (جن کا طریقہ یہ ہے کہ) جب وہ کسی اجتماعی کام میں اس کے رسولؐ کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہیں نہیں جاتے تاوقتیکہ اس سے اجازت نہ لے لیں''۔

آگے اسی سلسلہ میں ان لوگوں کے بارے میں جو بلا اجازت چپکے سے سرک جاتے تھے فرمایا گیا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (النور: ع. ۹)

(ترجمہ) ''پس ڈرنا چاہئے ان لوگوں کو جو خلاف چلتے ہیں اس کے حکم سے اس بات سے کہ مبتلا ہوں وہ کسی سخت فتنہ میں یا پہنچے ان کو دردناک عذاب''۔

رسولؐ کے مقام و منصب کا بیان ایک مستقل موضوع ہے اور اگر اس پر شرح وبسط سے لکھا جائے تو جتنا کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے بہت زیادہ لکھا جا سکتا ہے اور بلا مبالغہ سینکڑوں آیتیں اس سلسلہ میں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن یہاں اس وقت ان ہی اشارات پر اکتفا کر کے میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب قرآن مجید سے آپؐ کا مطاع، متبوع، امام و ہادی، آمر و ناہی، حاکم و حَکَم وغیرہ وغیرہ ہونا ثابت ہو گیا تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ دین کے سلسلہ کا آپؐ کا ہر امر و نہی، ہر حکم و فیصلہ اور ہر قول و عمل واجب التسلیم اور لازم القبول ہے۔

آنحضرت ﷺ جب تک اس دنیا میں رونق افروز رہے امت نے آپؐ کی اور آپؐ کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کی یہی حیثیت سمجھی اور آپؐ کے ارشادات کو بلا واسطہ سننے والے اور آپؐ کے اعمال و افعال کو بچشم خود دیکھنے والے صحابہ کرامؓ نے علم و ہدایت کے اس پورے خزانہ کی غیر معمولی اہتمام اور شغف کے ساتھ حفاظت کی اور پوری امانت کے ساتھ بعد والوں کو پہنچایا، پھر بعد کے قرنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت کے بہترین افراد کو احادیث و سنن کے اس بے پایاں دفتر کی تدوین و ترتیب، تحقیق

وتنقید، تعلیم وتعلم، ترجمہ وتشریح، حفظ واشاعت اور اس سے متعلق بہت سے مستقل علوم اور فنون کی ایجاد اور پھر ہر فن میں بہتر سے بہتر تالیف وتصنیف وغیرہ وغیرہ سینکڑوں قسم کی خدمات کی ایسی توفیق دی جو کبھی کسی قوم اور کسی امت کو نہیں ملی۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ خاتم الانبیاء ﷺ کو اس دنیا سے گئے ساڑھے تیرہ سو سال سے زیادہ کی مدت گزر چکی ہے لیکن آپؐ کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کی روشنی ہر راہ رو کے لئے آج بھی ایسی ہی موجود ہے جیسی کہ قرن اول میں تھی۔

۱؎ حدیث وسنت سے متعلق ساٹھ سے اوپر مستقل علوم وفنون ہیں جن میں سے بعض بعض پر بلا مبالغہ ہزاروں تصانیف ہیں اگر صرف علوم حدیث سے متعلق تصانیف کی کوئی مکمل فہرست تیار کی جائے تو ہزاروں صفحات پر آئے گی۔ ۱۲

اور حقیقت یہ ہے کہ سلسلہء نبوت ختم کر دئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وتعلیمات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی حفاظت کا یہ انتظام ہونا ضروری بھی تھا جبکہ آپؐ کے بعد کوئی نیا پیغمبر اب قیامت تک آنے والا نہیں ہے اور آپؐ ہی اس دنیا کی آخری نسل تک کے لئے جب نبی ہیں تو ضروری ہے کہ آپؐ کی تعلیمات وہدایات اور آپؐ کا اسوۂ حسنہ اس دنیا کے آخری دن تک محفوظ رہے تاکہ ہر زمانہ کے طالبان ہدایت اس سے وہ روشنی اور وہ نور حاصل کر سکیں جو آپؐ کے زمانہ میں آپؐ پر ایمان لانے والے خوش نصیب آپؐ کی مقدس اور منور ہستی سے حاصل کیا کرتے تھے..... آج کوئی دشمن بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ پچھلی ساڑھے تیرہ صدیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل یہ انتظام رہا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ آئندہ بھی یہ خداوندی انتظام یوں ہی رہے گا اور اس مقصد کے لئے جب جس خدمت کی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ بندوں کو اس کی توفیق ملتی رہے گی۔

حبیب الرحمٰن الاعظمی

۱۶/ جمادی الاخری ۱۳۷۳ھ لکھنؤ

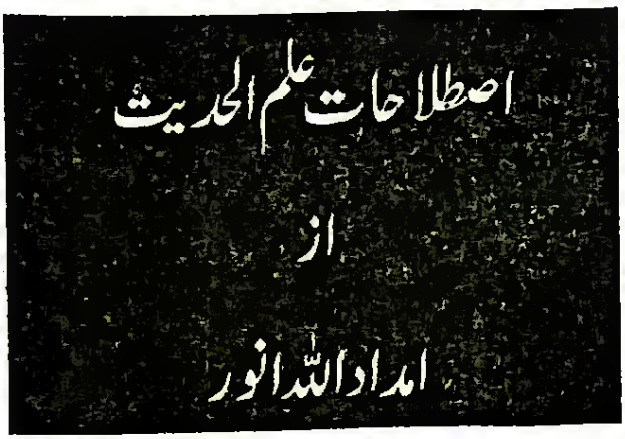
اصطلاحات علم الحدیث
از
امداد اللہ انور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصطلاحات علم الحدیث

الحمدلله الذی خلق الانسان وعلمه البیان وجعل اشرف رسله اکرم انسان وبیانه ابلغ بیان ولسانه افصح لساناً والصلوة والسلام الاتّمان والاکملان علی سیدنا و مولانا محمدٍ افصحبتی عدنان وعلی اله وصحبه الرعیل الاول من اهل ایمان

اما بعد

تعریف حدیث

لغت میں حدیث کا معنی بات ہے جو انسان اپنی زبان سے نکالے اور اصطلاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آپ کا عمل اور آپ کی تقریر یا آپ کی صفت خلقی یا صفت خُلقی۔

آپ کے ارشاد سے مراد وہ باتیں ہیں جو آپ نے ارشاد فرمائیں اور فعل سے مراد وہ کام ہیں جو آپ نے کیے اور تقریر سے مراد وہ چیز جو آپ کے سامنے کہی گئی یا کی گئی یا آپ کو اس کا علم ہوا لیکن آپ نے اس سے منع نہ فرمایا اور صفت خلقی سے مراد وہ باتیں ہیں جو آپ کے جسم کے متعلق صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں اور صفت خلقی سے مراد حضورؐ کے اخلاق کریمہ ہیں۔

خبر اور اثر

اکثر محدثین کے نزدیک خبر اور اثر دونوں نام حدیث کے ہم معنی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حدیث وہ ہے جو حضورؐ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو حضورؐ کے علاوہ سے منقول ہو۔

اثر

جو بات حضورؐ سے یا حضورؐ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے منقول ہو۔

سند

سلسلہ رواۃ حدیث جو متن تک پہنچاتا ہے۔

متن

وہ الفاظ حدیث جن سے معانی مراد ہوتے ہیں یا وہ کلام جہاں تک سند جا کر ختم ہو جائے۔

موضوع حدیث

حدیث کا موضوع نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ ہے۔

علم حدیث کی اہمیت

اس علم کی بڑی اہمیت اور بڑی شان ہے چونکہ اس میں نبی کریمؐ کی ذات کے متعلق اس حیثیت سے کہ آپؐ رسول ہیں گفتگو کی جاتی ہے اور نبی کریمؐ نے ایسے شخص کے متعلق جو علم میں مشغول ہو یہ دعا فرمائی ہے۔

نضر الله عبداً سمع مقالتی فوعاها ثم بلغ عنی

سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر (۲۳۶) سنن دارمی (۱/۷۵) مستدرک حاکم (۱/۸۷) اتحاف السادۃ (۸/۴۶۴) امالی الشجری (۱/۶۴) کامل لابن عدی (۳/۲۸۶) کنز العمال (۲۹۱۶۳)، (۲۹۱۶۴)، (۲۹۱۶۵)، (۲۹۱۹۵)۔

(ترجمہ) اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی پھر اس کو محفوظ کیا پھر اس کو میری طرف سے آگے پہنچا دیا۔

پس اس اعتبار سے یہ علم باقی علوم سے شان میں بڑی ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

تدوین علم حدیث

حدیث کی لکھنے کی ابتداء نبی کریمؐ کے زمانہ میں ہو چکی تھی پھر صحابہ کرام کے اور تابعین کے زمانہ میں اس میں وسعت پیدا ہوئی شروع اسلام کے حدیث کے صحیفوں میں حضرت

عبداللہ بن عمرو بن العاص کا صحیفہ شمار کیا جاتا ہے۔ جس کا نام صحیفہ صادقہ ہے اور حضورؐ کے خطوط مبارکہ اور آپؐ کے دیگر اقوام کے ساتھ معاہدے اور مواثیق اور آپؐ کے وہ خطوط جو آپؐ نے عمال اور حکمرانوں کو لکھے تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد حضرت ہمام بن منبہ کا صحیفہ جس میں ہمام نے اپنی روایات کو جمع کیا تھا۔

تدوین حدیث کی ابتداء حضرت عمر بن عبدالعزیز امیر المؤمنین کے زمانہ میں ہوگئی تھی آپ نے حدیث کے جمع کرنے کا اور تدوین کا حکم دے دیا تھا چنانچہ امام محمد ابن مسلم ابن شہاب زہری اور قاضی محمد ابوبکر ابن حزم انصاری نے حدیث کے مجموعے تیار کیے اور بہت ساری احادیث تحریر فرمائی اس کے بعد امام ابوحنیفہؒ نے کتاب الاثار تالیف کی اور آپ کے بعد امام مالکؒ نے مؤطا لکھی اس کے بعد حدیث کی تدوین اور کتابت عام ہوگئی پھر صحاح ستہ لکھی گئیں پھر تیسری صدی ہجری میں صحاح ستہ لکھی گئیں اور یہ زمانہ حدیث کی تالیف تصنیف اور تدریس کا سب سے شاندار زمانہ تھا۔

اس کے بعد کی صدیوں میں بھی محدثین حدیث کی جمع تہذیب اور جو کچھ سابقہ محدثین کی کتابوں میں احادیث کا ذخیرہ رہ گیا تھا ان کا استدراک کیا۔

اور چوتھی صدی ہجری اور اس کے بعد کا زمانہ غالباً حدیث کی تحویب تہذیب تدوین اور احادیث کے مجموعہ کا ہے۔

اقسام حدیث

ممکن ہے کہ احادیث کی تقسیم کو چار ابواب میں تقسیم کیا جائے۔

پہلا باب

حدیث کے متصل اور منقطع ہونے کے اعتبار سے۔

دوسرا باب

احادیث کے موضوع یا موقوف ہونے کے اعتبار سے۔

تیسرا باب

حدیث کے متعلق صحیح یا ضعیف کے حکم کے لگانے کے اعتبار سے۔

چوتھا باب

احادیث کے ایک طریق یا کئی طرق کے اعتبار سے۔

باب اول

احادیث کی اقسام اتصال وانقطاع کے اعتبار سے۔

۱۔ متصل
۲۔ معلق
۳۔ مرسل
۴۔ معضل
۵۔ منقطع
۶۔ مدلس
۷۔ مرسل خفی
۸۔ معنعن

۱۔ متصل

وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو چاہے وہ مرفوع ہو یا موقوف ہو اس قسم کا نام مسند بھی ہے۔

۲۔ معلق

حدیث کی وہ سند جس کے شروع سے ایک راوی یا مسلسل کئی راوی چھوٹے ہوئے ہوں چاہے ان کا چھوڑنا پختہ طریقہ سے ذکر کیا گیا ہو یا بطور تمریض کے۔

۳۔ مرسل

وہ حدیث ہے جس کو تابعی نے بغیر صحابی کا واسطہ بیان کرنے کے نبی کریمؐ سے نقل کیا ہو۔

۴۔ معضل

وہ حدیث ہے جس کی سند سے دو راوی یا دو سے زیادہ راوی مسلسل چھوٹے ہوں۔

۵۔ منقطع

وہ حدیث جس کی سند متصل نہ ہو کسی بھی جگہ کو راوی چھوٹا ہوا ہو۔ اور بعض محدثین نے یہ تعریف کی ہے کہ صحابی کے علاوہ اس کی سند میں سے کوئی اور راوی کی جگہ بھی کوئی اور راوی چھوٹا ہوا ہو۔

تدلیس

جس کا اس سند میں عیب چھپایا گیا ہو یا شیوخ میں کوئی چھپایا گیا ہو۔

۶۔ مدلس فی الاسناد

راوی نے جس سے سماع کیا ہو اس کو اس طرح سے روایت کرے جیسے معلوم ہو لیکن اس نے اس میں سماع کا ذکر نہ کیا ہو۔

۷۔ مرسل خفی

راوی اس راوی سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ہوئی ہو یا اس کا ہم عصر ہو اور اسے نہ سنا ہو لیکن روایت میں ایسے لفظ کو ذکر کرے جس سے سماء کا احتمال ہوتا ہو۔

۸۔ مدلس اور مرسل خفی کے درمیان فرق

مدلس اور مرسل خفی کے درمیان فرق یہ ہے کہ مدلس کا اپنے شیخ سے ملاقات کرنا تو معروف ہو لیکن اس سے اس کا سماع نہ ہو۔

اور مرسل یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ کا معاصر ہو لیکن محدثین کے ہاں اس کا لقاء معروف نہ ہو۔

۸۔ معنعن

راوی کا سند میں عن فلان عن فلان کہنا۔ایسی حدیث دو شرطوں سے متصل کے حکم میں ہوگی۔

پہلی شرط یہ ہے کہ معنعن مدلس نہ ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ معنعن کی ملاقات معنعن سے ممکن ہو ورنہ ایسی حدیث منقطع کے حکم میں ہوگی۔

باب دوم

اختلاف مصادر کی وجہ سے اقسام حدیث۔

اس کی چار قسمیں ہیں ۔ ا۔ حدیث قدسی۔۲۔حدیث مرفوع۔۳۔حدیث موقوف۔۴۔حدیث مقطوع۔

ا۔ حدیث قدسی

وہ ہے جو ہم تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہو اور نبی کریمؐ نے اللہ تعالی کی طرف نسبت کر کے بیان فرمائی ہو۔

حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق یہ ہے کہ قرآن اللہ کے الفاظ اور معانی دونوں کے ساتھ نازل شدہ ہوتا ہے اور حدیث قدسی کا معنی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں۔اور قرآن کی تلاوت عبادت ہے اور حدیث قدسی کی تلاوت عبادت نہیں ہے اور قرآن کے ثبوت کے لیے تواتر شرط ہے اور حدیث قدسی کے لیے تواتر شرط نہیں ہے۔

۲۔ مرفوع

وہ حدیث ہے جس کی نسبت نبی کریمؐ کی طرف کی گئی ہو۔

۳۔ موقوف

وہ حدیث ہے جس کی نسبت قول یا فعل یا تکریر کے طور پر سند متصل یا سند منقطع صحابی کی طرف کی گئی ہو۔

(فائدہ)

اس کی دو قسمیں ہیں یا حکماً وہ مرفوع ہوگی مثلاً صحابی کوئی ایسی بات کرے جو اہل کتاب سے منقول نہ ہو اور اجتہاد کو بھی اس میں دخل نہ ہو تو اس کا نام حکماً مرفوع اور لفظاً موقوف ہوتا ہے۔ اور اگر اہل کتاب کی طرف سے ہو یا صحابی کی اپنی بات ہو یا اپنے اجتہاد سے کہی ہو تو اکو موقوف حدیث کہیں گے۔

۴۔ مقطوع

وہ قول یا فعل جو بسند متصل تابعی یا اس سے نیچے کے آدمی کے متعلق منسوب ہو۔

باب سوم

حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے اقسام۔

اس طور پر چھے اقسام ہیں۔

۱۔ صحیح لزاتہ۔ ۲۔ صحیح لغیرہ۔ ۳۔ حسن لذاتہ۔ ۴۔ حسن لغیرہ۔ ۵۔ ضعیف۔ ۶۔ موضوع

۱۔ صحیح لذاتہ

وہ حدیث ہے جسمیں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں۔

۱۔ اس کی سند متصل ہو۔

۲۔ اس کے راوی عادل ہوں۔

۳۔ اس کے راوی ضابط ہوں۔

۴۔ اس کے راوی شذوذ کے خالی ہوں۔

۵۔ جس لہ رجوح عس ت قادحہ سے خالی ہوں۔

سند کا متصل ہونا تو آپ پہلے باب میں پڑھ چکے ہیں۔

عدالت یہ ہے کہ ہر راوی اس حدیث کے ہر راویوں میں سے ہر راوی مسلمان، بالغ، عاقل ہو۔ اس پر جھوٹ بولنے کا طعن یا تہمت نہ لگائی گئی ہو یا فحش غلطی کی یا گناہ کی یا بدعت کی نسبت بھی اس کی طرف نہ کی گئی ہو یہ طعن کے پانچ اسباب ہیں جو عدالت کے متعلق ہیں۔ پس عادل کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان پانچوں سے محفوظ ہو۔

ضبط کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ضبط صدر۔ ۲۔ ضبط کتاب۔

ضبط صدر یہ ہے کہ راوی روایت کا حافظ ہو جب سے روایت کو حاصل کیا ہے اس وقت سے روایت کو ادا کرنے کے وقت تک اس کو اس کے الفاظ پر مکمل یقین اور بھروسہ ہو بھولا نہ ہو۔

ضبط کتاب یہ ہے کہ اس کی تحریر مضبوط اور محفوظ ہو۔ حدیث کو لکھنے کے وقت سے حدیث کو آگے بیان کرنے کے وقت تک اور راوی غفلت وھن جہالت موئے قفط اور مخالفت ثقات کے ساتھ بھی مطعون نہ ہو۔ یہ پانچ شرطیں ضبط کے متعلق ہیں چاہے ضبط سینہ کا ہو یا کتاب کا ہو۔ تو یہ دس اسباب ہیں طعن کے پانچ عدالت کے متعلق ہیں اور پانچ ضبط سے متعلق ہیں۔

شذوز۔ شذوز کا معنی ثقہ راوی کا ثقہ راویوں کی مخالفت کرنا یا ان راویوں کی مخالفت کرنا جو ان سے زیادہ ثقہ ہوں تو راجح قول یہ ہے کہ راجح روایت کو محفوظ کہا جائے گا اور مرجوع روایت کو شاز کہا جائے گا۔

اور اگر ضعیف راوی کی وجہ سے ثقہ راوی کی مخالفت ہو تو ثقہ کی روایت کی معروف کہا جائے گا اور ضعیف کی روایت کو منکر کہا جائے گا۔

علت ایک مخفی سبب ہے جس کی وجہ سے حدیث کے صحیح ہونے میں ضعف کا بیان کیا جاتا ہے۔ اراس کو حدیث کے ماہرین فن سمجھ سکتے ہیں۔

۲۔ صحیح لغیرہ

جب حسن لذاتہ کے طرق متعدد ہو جائیں تو وہ حدیث صحیح لغیرہ کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس کی صحت ایک سند سے ثابت نہیں ہوئی بلکہ دوسری سندوں کو اس سے ملانے سے ثابت ہوئی ہے۔

اس قسم کی حدیث کا مرتبہ حسن لذاتہ کی حدیث سے اعلیٰ ہوتا ہے اور صحیح لذاتہ سے کم ہوتا ہے۔

۳۔ حسن لذاتہ

اس کی بھی وہی تعریف ہے جو پہلے گزر چکی صرف حکم میں فرق ہے۔ حسن لذاتہ کی وہی تعریف ہے جو صحیح لغیرہ کی ہے، لیکن حکم میں فرق یہ ہے کہ حسن لذاتہ درجہ میں صحیح لغیرہ سے کم ہے۔

۴۔ حسن لغیرہ

حدیث ضعیف کے جب طرق زیادہ ہو جائیں اور ان کے راویوں میں کوئی ایسا راوی نہ ہو جس پر جھوٹ بولنے کی یا فسق کی تہمت ہو۔

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بھی قابل حجت ہے لیکن درجہ میں حسن لذاتہ سے کم ہے۔ یہ اقسام حدیث احتجاج کے قابل ہیں ایسی حدیثوں کو جب ان کے مخالف میں کوئی اور حدیث نہ آئی ہو محکم کہا جاتا ہے۔ اور بغیر توقف کے ان پر عمل کیا جاتا ہے اور اگر ایسی کسی حدیث کے مقابلے میں کوئی دوسری مخالف حدیث آ جائے اور ان دونوں کے درمیان موافقت ہو سکتی ہو تو ان کے درمیان موافقت پیدا کی جائے گی اور اس علم کا نام مختلف الحدیث ہے۔ اور اگر موافقت دنیا ممکن نہ ہو اور ان دونوں حدیثوں میں سے ایک حدیث کا پہلے ہونا اور دوسری کا بعد میں ہونا معلوم ہو تو بعد والی حدیث کو ناسخ اور پہلے والی کو منسوخ کہتے ہیں اور اگر اس کا بھی علم نہ ہو اور ترجیح بھی ممکن ہو تو ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔ اور اگر ترجیح ممکن نہ ہو تو پھر توقف کیا جائے گا۔

۵۔ ضعیف

وہ حدیث ہے جس میں صحیح کی پانچ شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے یا شرط قبول میں سے ایک شرط مفقود ہو۔

حدیث ضعیف کی کئی اقسام ہیں بعض بعض سے زیادہ ضعیف ہوتی ہیں اور ان ضعیف اقسام میں سب سے شدید موضوع روایت ہوتی ہے۔

۶۔ موضوع

وہ جھوٹی روایت ہے جو گڑ کر حضورؐ کی طرف منسوب کر دی گئی ہو یہ ضعیف حدیث میں سب سے قوی ترین ہوتی ہے اس کی اس شخص کو جو جانتا ہو آگے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کی حالت بیان کر دے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے تو اسے آگے بیان کر سکتا ہے۔

باب چہارم

حدیث کے سند واحد اور مختلف طرق کے اعتبار سے اقسام

اس کی چار قسمیں کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ متواتر ۲۔ مشہور ۳۔ عزیز ۴۔ غریب

۱۔ متواتر

وہ حدیث ہے جس کو ہر زمانہ میں کثیر تعداد سے راوی روایت کرنے والے ہوں اور ان سب کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

۲۔ مشہور

وہ حدیث ہے جس کو ہر زمانہ میں تین یا تین سے زیادہ لوگ روایت کرنے والے ہوں لیکن ان کی تعداد حد تواتر کو نہ پہنچی ہو۔

۳۔ عزیز

جس کے راوی ہر زمانے میں دو یا دو سے زیادہ رہے ہوں۔

۴۔ غریب

وہ روایت ہے جس کو سلسلہ سند میں کسی ایک جگہ بھی ایک راوی روایت کرنے والا ہو۔ چاہے شروع میں یا درمیان میں یا آخر میں کہیں بھی۔

متابع

اگر حدیث کی سندیں مختلف ہوں حضورؐ کی وہ حدیث لیکن ایک صحابی سے مروی ہو جس کے لفظ اور معنی دوسری سند کے حدیث کے لفظ اور معنی کی تائید ہو یا صرف معنی دوسری روایت کے معنی کی تائید کرتا ہو تو اس حدیث کا نام متابع ہوتا ہے۔

شاہد

اگر حدیث کے راوی مختلف دو صحابی ہوں اور ان کے لفظ اور معنی ایک دوسرے کی حدیث کی تائید کرتے ہوں تو اس کو شاہد کہیں گے۔

مثلہ۔ اگر تائید لفظ اور معنی دونوں سے ہو تو اس کا نام مثلہ ہوگا اور اگر تائید صرف معنوی طور پر ہو لفظی نہ ہو تو اس کا نام نحوہٗ ہوگا۔

صحابی

ہر وہ شخص جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ایمان میں زیارت کی ہو اور حالت ایمان پر موت آئی ہو۔

تابعی

ہر وہ شخص جس نے حالت ایمان میں صحابی کی زیارت کی ہو اور ایمان کی حالت میں اس کو موت آئی ہو۔

اصحاب مذاہب اربعہ

۱۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی پیدائش سن ۸۰ھ وفات سن ۱۵۰ھ
۲۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس الاصبحی امام دارالھجرۃ پیدائش ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ
۳۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی پیدائش ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ
۴۔ امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشہبانی پیدائش ۱۶۴ھ وفات ۲۴۱ھ

تصانیف ائمہ اربعہ

امام ابوحنیفہؒ نے کتاب الاثار تالیف فرمائی جس کو آپ کے چار شاگردوں نے روایت کیا ہے اور کتاب الاثار امام محمد معروف ومشہور ہے اس کی کئی شرحیں بھی لکھیں جا چکی ہیں۔

امام مالکؒ نے مؤطا تالیف فرمائی اور اس کے بھی بہت سارے نسخے ہیں۔ایک نسخہ یحیی بن ابی کثیر کا ہے جو مؤطا امام مالک کے نام سے پاکستان اور ہندوستان میں ملتا ہے دوسرا مؤطا امام محمد کے نام سے ہے جو دراصل امام مالک کا مؤطا ہے۔

امام شافعیؒ نے کتاب الام تصنیف فرمائی اور بھی بہت ساری کتابیں ان کی تصنیف کردہ ہیں۔امام احمد بن حنبل نے مسند تالیف فرمائی جس میں تیس ہزار کے قریب احادیث روایت کی گئی ہیں۔

کتب صحاح ستہ

۱۔ صحیح بخاری

اس کا پورا نام جامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ ہے۔

تالیف۔امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرۃ بن

بروزبہ الجعفی مولاھم البخاری۔

پیدائش سن ۱۹۴ھ وفات ۲۵۶ھ۔

۲۔ صحیح مسلم

تالیف امام الحافظ الحجۃ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری۔

پیدائش ۲۰۴ھ وفات ۲۶۱ھ

۳۔ سنن ابوداؤد

تالیف۔امام حافظ حجت ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجتانی

پیدائش ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ

۴۔ سنن الترمذی

تالیف۔امام حافظ ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ السلمی الترمذی۔

پیدائش ۲۶۲ھ وفات ۲۷۵ھ

۵۔ المجتبی معروف بسنن النسائی

تالیف۔امام حافظ ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر الخراسانی النسائی

پیدائش ۲۱۵ھ وفات ۳۰۳ھ

۶۔ سنن ابن ماجۃ

تالیف۔ امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی

پیدائش ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ

(نوٹ)۔ محدثین جب بخاری اور مسلم کی روایت کریں تو متفق چلیہ لکھ دیتے ہیں اور باقی صحاح ستہ کی باقی چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں اور ان مذکورہ چھے کتابوں کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔

کتب حدیث کی اقسام

۱۔ جامع

اصطلاح محدثین میں اس کتاب کو جامع کہتے ہیں جس میں تمام قسم کی احادیث ہوں جس میں عقائد، احکام، رقاق، آداب، تفسیر، تاریخ، سیر، فتن، مناقب، مثالب، مذکور ہوں جیسے بخاری شریف ترمذی شریف، بخاری کو صحیح بھی کہتے ہیں اور ترمذی کو سنن بھی کہتے ہیں۔

۲۔ مسند

اصطلاح وہ حدیث کی کتاب ہے جس میں صحابہ کی ترتیب سے احادیث مذکور ہوں چاہے وہ ترتیب الھبائیہ ترتیب سے ہو یا سابقین کی ترتیب سے ہو یا کسی اور ترتیب سے جیسا کہ مسند احمد مسند ابو یعلی، مسند بزار وغیرہ۔

۳۔ معجم

وہ کتاب ہے جس میں احادیث کو صحابہ یا شیوخ یا شہروں وغیرہ کی ترتیب سے بیان کیا جائے۔ عموماً یہ ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسا کہ امام طبرانی کی معجم کبیر، معجم اوسط، معجم صغیر۔

۴۔ سنن

حدیث کی وہ کتابیں جن کو مصنفین نے فقہ کے ابواب کی ترتیب پر لکھا ہے جیسا کہ سنن ابوداؤد سنن دار قطنی، سنن دارمی، سنن بیہقی وغیرہ۔

۵۔ مستخرج

وہ کتاب ہے جس کے مصنف نے اس کتاب میں اپنی ایسی حدیثیں روایت کی ہوں

جو اصل کتاب کی سندوں سے نہ ہوں بلکہ یہ دوسرا مصنف اپنی سند اور شیوخ کے اعتبار سے پچھلے مصنف کتاب کے مقابلے میں سند میں برابر ہو یا اس سے سند میں فائق ہو جیسے مستخرج اسماعیلی اور مستخرج ابونعیم اصبہانی انہوں نے بخاری شریف کی حدیثیں اپنی سندوں کے ساتھ ذکر کیں ہیں اس اعتبار سے ان کو مستخرج کہا جاتا ہے۔

۶۔ مستدرک

وہ حدیث کی کتاب جس میں مصنف نے پچھلے مصنف کی کتاب کی شروط کے مطابق اس کتاب میں احادیث روایت کی ہوں لیکن پہلے مصنف نے اپنی ذکر کردہ احادیث کی شرائط اپنی کتاب میں ذکر نہ کی ہوں جیسا کہ مستدرک حاکم علی الصحیحین 'اور کتاب الالزامات اور دار قطنی ان دونوں نے بخاری اور مسلم کی شرائط پر اپنی کتابوں ل میں حدیثیں روایت کی ہیں لیکن بخاری اور مسلم نے اپنی روایت کردہ حدیثوں کی شرطیں اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیں۔

۷۔ جزء

وہ کتاب ہوتی ہے جن میں ایک محدث کی روایات جمع کر دی جاتی ہیں چاہے وہ صحابہ کی روایت ہوں یا ان کے بعد کی کسی کی یا ایک موضوع کی روایتیں مکمل طور پر کسی کتاب میں ذکر کر دی جائیں جیسے جزء القراءۃ امام بخاری' کتاب القراءۃ امام بیہقی۔

۸۔ مصنف

وہ کتاب جسمیں اس کا مؤلف مرفوع' موقوف' مقطوع احادیث کو فقہی ابواب پر مرتب کریں اور اس میں صحابہ اور تابعین کے اقوال اور فتاوی اور آراء کو بھی ذکر کرے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ۔

رموز کتب حدیث

ابو	___	ابوالشیخ فی ''العظمۃ'' و ''الثواب'' و ''الاذان''۔
بخ	(۱) ___	کتاب ''الادب المفرد'' للبخاری (تہذیب الکمال میں)
	(۲) ___	کتاب صحیح البخاری (مفتاح کنوز السنۃ میں)
بد	___	سنن ابوداود (مفتاح کنوز السنۃ میں)
بز	___	مسند بزار
ت	___	ترمذی شریف
تخ	___	التاریخ الکبیر امام بخاری
تر	___	جامع ترمذی (مفتاح السنۃ میں)
تم	___	شمائل ترمذی (تہذیب الکمال میں)
جه	___	سنن ابن ماجۃ (المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی میں)
حب	___	صحیح ابن حبان
حک	___	نوادر الاصول حکیم الترمذی
حل	___	حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصبہانی
حم	___	مسند امام احمد بن حنبل
خ	___	صحیح البخاری
خت	___	صحیح البخاری تعلیقا
خد	___	الادب المفرد للبخاری (الجامع الصغیر وغیرہ میں)
خر	___	مکارم الاخلاق للخرائطی، الناسخ والمنسوخ لابی داود (تقریب التہذیب میں)
خط	___	تاریخ بغداد للخطیب البغدادی
د	___	سنن ابوداود
دی	___	دارمی فی سننہ (المعجم المفرس لالفاظ الحدیث النبوی میں)

ز	ــــ	جزء القراءة خلف الامام للامام البخاری (تہذیب الکمال للمزی میں)
س	ــــ	سنن النسائی (تہذیب الکمال للمزی میں)
سعد	ــــ	الطبقات الکبری لابن سعد (مفتاح کنوز السنہ میں)
سن	ــــ	ابن سنی
ش	ــــ	مصنف ابن ابی شیبہ
الشیخان	ــــ	بخاری و مسلم فی صحیحیھما
شیر	ــــ	الالقاب للشیرازی
ص	ــــ	سنن سعید بن منصور (جمع الجوامع میں)' اسی طرح ''خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب للنسائی میں'' (تہذیب الکمال میں)
صد	ــــ	فضائل الانصار لابی داود (تہذیب الکمال میں)
ض	ــــ	مسند الشہاب للقضاعی (کنوز الحقائق للمناوی میں)
ض		المختارة للضیاء المقدسی (جمع الجوامع میں)
ضا	ــــ	المختارہ للضیاء المقدسی (کنوز الحقائق للمناوی میں)
ضر	ــــ	فضائل القرآن وغیرہ لابن ضریس
ط	ــــ	مؤطا مالک (معجم المفہرس میں) مسند طیالسی (جمع الجوامع و مفتاح کنوز السنۃ میں)
طب	ــــ	المعجم الکبیر طبرانی میں
طس	ــــ	المعجم الاوسط طبرانی میں
طص	ــــ	لمعجم الصغیر طبرانی میں
طیا	ــــ	مسند ابوداود طیالسی
ع	ــــ	صحاح ستہ (تہذیب الکمال میں) مسند ابو یعلی موصلی (الجامع الصغیر میں)۔
عب	ــــ	مصنّف عبدالرزاق

عبد	ــــ	مسند عبد بن حمید
عخ	ــــ	خلق افعال العباد (تہذیب الکمال میں)
عد	ــــ	کامل ابن عدی
//	ــــ	طبقات ابن سعد
عس	ــــ	مسند علی للنسائی (تہذیب الکمال میں)
عق	ــــ	الضعفاء الکبیر للعقیلی
عم	ــــ	زوائد مسند احمد لعبد اللہ بن الامام احمد بن حنبل
غز	ــــ	احیاء العلوم للغزالی
ف	ــــ	کتاب التفرد لابی داود وہوما تفرد بہ اہل الامصار من السنن (عند المزی)
فر	ــــ	مسند الفردوس للدیلمی
فق	ــــ	کتاب التفسیر لابن ماجہ (تہذیب الکمال میں)
ق	ــــ	بخاری، مسلم (عند الاکثر)، بیہقی (جمع الجوامع میں)، ابن ماجہ تحفۃ الاشراف اور تہذیب الکمال میں)
قا	ــــ	تاریخ ابن قانع
قد	ــــ	کتاب الرد علی اہل القدر لابی داود (تہذیب الکمال میں)، المغازی للواقدی (مفتاح کنوز السنۃ میں)
قط	ــــ	سنن الدار قطنی
ک	ــــ	مستدرک علی الصحیحین للحاکم
کد	ــــ	مسند حدیث مالک بن انس لابی داود (تہذیب الکمال میں)
کر	ــــ	تاریخ دمشق لابن عساکر (الجمع الجوامع میں)
کن	ــــ	مسند حدیث مالک للنسائی (تہذیب الکمال میں)
الکنی	ــــ	للدولابی

ل	ـــــ	کتاب المسائل التی سائل عنہا الامام احمد بن حنبل (تہذیب الکمال میں)
لهما	ـــــ	بخاری و مسلم (کنوز الحقائق للمناوی میں)
م	ـــــ	صحیح مسلم
ما	ـــــ	موطا امام مالک (مفتاح کنوز السنۃ اور کنوز الحقائق وغیرہ میں)۔
مج	ـــــ	سنن ابن ماجہ (مفتاح کنوز السنۃ میں)
مد	ـــــ	کتاب المراسیل لابی داود (تہذیب الکمال میں)
مس	ـــــ	صحیح مسلم (مفتاح کنوز السنۃ میں)
می	ـــــ	سنن دارمی (مفتاح کنوز السنۃ میں)
ن	ـــــ	سنن النسائی
نجا	ـــــ	تاریخ ابن نجار
نس	ـــــ	سنن نسائی (مفتاح کنوز السنۃ میں)
نیع	ـــــ	مسند ابن منیع
ہ	ـــــ	ابن ماجہ (الجامع الصغیر للسیوطی وغیرہ میں)
هب	ـــــ	شعب الایمان للبیہقی (الجامع الصغیر للسیوطی وغیرہ میں)
هش	ـــــ	ابن ہشام (الجامع الصغیر للسیوطی وغیرہ میں)
هق	ـــــ	سنن کبری للبیہقی
ي	ـــــ	کتاب رفع الیدین فی الصلوۃ للبخاری (تہذیب الکمال میں)
يا	ـــــ	کتب ابن ابی الدنیا
٤	ـــــ	ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ (الجامع الصغیر میں)۔
٣	ـــــ	ترمذی، ابوداود، نسائی (الجامع الصغیر میں)۔
٢	ـــــ	ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ (التقریب للعسقلانی وغیرہ میں)۔

معارف الاحادیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ للهِ الْمُنْفَرِدِ بِاسْمِهِ الْأَسْمٰى، الْمُخْتَصِّ بِالْعِزِّ الْأَحْمٰى الَّذِى لَيْسَ دُونَهُ مُنْتَهٰى، وَلاَ وَرَائَهُ مَرْمٰى، الظَّاهِرِ لاَ تَخَيُّلاً وَلاَ وَهْماً، الباطِنِ تَقَدُّساً لاَ عُدْماً، وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْماً، وَأَسْبَغَ عَلٰى أَوْلِيَائِهِ نِعَماً عُمّاً وَبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ، عُرْباً وَعُجْماً وَأَزْكَاهُمْ مَحْتِداً وَمَنْمًى وَأَرْجَحَهُمْ عَقْلاً وَحِلْماً وَأَوْفَرَهُمْ عِلْماً وَفَهْماً، وَأَقْوَاهُمْ يَقِيْناً وَعَزْماً، وَأَشَدَّهُمْ بِهِمْ رَأْفَةً وَرَحْماً، زَكَّاهُ رُوْحاً وَجِسْماً، وَحَاشَاهُ عَيْباً وَوَصْماً، وَآتَاهُ حِكْمَةً وَحُكْماً، وَفَتَحَ بِهِ أَعْيُناً عُمْياً، وَقُلُوباً غُلْفاً، وَآذَاناً صُمّاً، فَآمَنَ بِهِ وَعَزَّرَهُ وَنَصَرَهُ مَنْ جَعَلَ اللهُ لَهُ فِي مَغْنَمِ السَّعَادَةِ قِسْماً، وَكَذَّبَ بِهِ وَصَدَفَ عَنْ آيَاتِهِ مَنْ كَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ الشَّقَاءَ حَتْماً ﴿وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى﴾ (الإسراء: ۸۲). صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةً تَنْمُوْ وَتُنْمٰى وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً.

اما بعد:

بڑے عرصہ سے دل میں خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی ایسے انداز سے خدمت کی جائے کہ اس انداز میں اردو زبان میں نہ ہوئی ہو اللہ کا بے شمار شکر و احسان ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی معارف الاحادیث کی شکل میں توفیق عطا فرمائی۔

اس مجموعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی تشریحات کے ساتھ ساتھ ان کے معارف، لطائف، عجائب، غرائب، علوم اور معانی کی مناسب اور مختصر تفصیل آ گئی ہے امید ہے علماء کرام اور طلباء عزیز اور مسلمانان ذی وقار اس مجموعہ کی قدر کریں گے اور اس کے مطالعہ سے بہرہ ور ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کریں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائیں اور

اپنی مخلوق میں قبولیت عامہ اور تامہ نصیب فرمائیں۔

علوم احادیث کا شوق رکھنے والے حضرات اور ائمہ مساجد اور خطبائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب سے مستفیض ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حلقہ جماعت میں بھی اس کو بطور درس حدیث کے جاری رکھیں۔

اب میں اللہ کی توفیق سے جناب نبی کریم سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین مبارکہ ان کے تراجم اور تشریحات و معارف کو شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس خدمت کو ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اپنی رضائے کاملہ اور جنت الفردوس کا سبب بنائیں۔ آمین۔

کتاب الایمان والعقائد والعمل

۱ - ایمانیات

۲ - کفر - شرک - نفاق

۳ - علامات قیامت

۴ - نزول مسیح - قادیانیت - دجال وغیرہ

۵ - آخرت

۶ - شفاعت

۷ - جنت - جہنم

۸ - متفرقات

ایمان-اسلام-احسان

(حدیث ۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْإِسْلَامُ: أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ؟ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ؟ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ. قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ. (۱)

(ترجمہ) ہم ایک روز رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے (اور اس مجلس میں حضرات صحابہ کرامؓ کا بہت مجمع تھا) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا۔ جس کا لباس نہایت سفید (اور) بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ اس شخص پر سفر کی کوئی علامت نہیں معلوم ہوتی تھی (جس سے خیال ہوتا تھا کہ کوئی باہر کا

---

۱ (جمع الفوائد ص ۱۰ بحوالہ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجۃ)

آدمی نہیں ہے) اور اس کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی بھی اس نووارد کو نہیں پہچانتا تھا۔ (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے) تو یہ شخص رسول کریم ﷺ کے سامنے آ کر دوزانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دئے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کی رانوں پر رکھ دئے اور عرض کیا: اے محمد! مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اسلام) یہ ہے کہ (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل و زبان سے) تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (یعنی کوئی ذات عبادت اور بندگی کے لائق) نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔ اس نووارد سائل نے آپؐ کا یہ جواب سن کر کہا: آپؐ نے سچ فرمایا: ــــــ راوی حدیث (حضرت عمرؓ) فرماتے ہیں کہ ہمیں اس شخص پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق بھی کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا: اب مجھے بتائیں کہ "ایمان کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: (ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت (قیامت) کو حق جانو اور حق مانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا: مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو، گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

پھر اس شخص نے عرض کیا: مجھے قیامت کے متعلق بتائیں۔ (کہ وہ کب آئے گی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے، وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

پھر اس نے عرض کیا تو مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلا دیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

(حضرت عمرؓ) فرماتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے یہ نووارد شخص چلا گیا۔ پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کہ وہ جبرئیل تھے، تمہاری اس مجلس میں اس لئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھا دیں۔

(لطائف ومعارف)

(۱) محدثین کے نزدیک اس حدیث کا نام "حدیث جبرئیل" ہے۔

(۲) اس میں حضرت جبرئیل کے ذریعہ اسلام کے اہم ارکان کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۳) اس حدیث میں سائل کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے پانچ امور کو بیان فرمایا ہے: اسلام، ایمان، احسان، قیامت کے متعلق انتباہ کہ اس کا وقت خاص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے علم میں نہیں۔ قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی بعض علامات۔

اسلام کا معنی

(۴) اسلام کے اصل معنی ہیں اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دینا اور بالکل اسی کے تابع فرمان ہو جانا اور اللہ کے بھیجے ہوئے اور اس کے رسولوں کے لائے ہوئے دین کا نام اسلام اسی لئے ہے کہ اس میں بندہ اپنے آپ کو بالکل مولا کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی مکمل اطاعت کو اپنا دستور حیات قرار دے لیتا ہے۔

(۵) اسلام کا جو آخری اور مکمل دستور ہمارے پاس آیا ہے اس میں توحید خداوندی اور رسالت محمدیؐ کی شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج بیت اللہ کو ارکان اسلام قرار دیا گیا ہے اور انہی ارکان پر اسلام کی بنیاد ہے۔

ایمان کا معنی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ایمان کی یہ تعریف فرماتے ہیں:

اَلْاِیْمَانُ اَلتَّصْدِیْقُ بِجَمِیْعِ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی جو کچھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس سب کی تصدیق کا نام ایمان ہے۔

(۶) شرعی طور پر ایمان کا تعلق غیبی امور سے ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں اللہ 'فرشتے' انبیاء پر نازل ہونے والی کتابیں' رسول' روز قیامت اور اچھی بری تقدیر کے خدا کی طرف سے ہونے کا ذکر موجود ہے' یہ سب غیبی امور ہیں۔

احسان کیا ہے؟

(۷) ہمارے محاورہ اور زبان میں احسان کا معنی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے لیکن یہاں جس احسان کا ذکر ہے اس کی تفسیر خود حضور ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ:۔

(خدا کی بندگی اس طرح سے کرنا جیسے کہ وہ قہار وقدوس اور ذوالجلال والجبروت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں)

قیامت آنے کا علم کسی کو نہیں

(۸) اس حدیث کی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں اس موقع پر کچھ الفاظ زائد ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ "پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم نہیں قیامت آنے کا علم بھی اسی کو ہے"

(۹) شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے سوال کے جواب میں بجائے یہ فرمانے کے کہ "مجھے اس کا علم نہیں" یہ پیرایۂ بیان (کہ اس بارے میں مسئول عنہ کا علم سائل سے زیادہ نہیں ہے) اس لئے اختیار فرمایا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی سائل اور کسی مسئول عنہ کو بھی اس کا علم نہیں ہے اور آیت قرآنی تلاوت فرما کر آپؐ نے اس کو اور زیادہ محکم کر دیا۔

علامات قیامت

(۱۰) حضرت جبرائیلؑ نے قیامت کے متعلق مذکورہ بالا جواب پانے کے بعد آپؐ سے یہ عرض کیا کہ مجھے قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتلا دیں تو آپؐ نے ان کو دو خاص نشانیاں بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ لونڈی اپنی آقا کو جنے گی اور دوسری یہ کہ نادار اور ننگے بھوکے لوگ جن کا کام بکریاں چرانا ہوگا وہ بھی بڑی بڑی شاندار عمارتیں بنائیں گے۔

(۱۱) شارحین حدیث نے پہلی نشانی کا مطلب کئی طرح سے بیان کیا ہے ایک یہ ہے کہ قرب قیامت ماں باپ کی نافرمانی عام ہو جائے گی حتیٰ کہ لڑکیاں جن کی سرشت میں ماؤں کی اطاعت اور وفاداری کا عنصر بہت غالب ہوتا ہے اور ان کا ماں کے مقابلہ میں سرکشی کرنا بظاہر بہت مشکل ہوتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ اپنی ماؤں کے مقابلہ میں نافرمان ہو جائیں گی بلکہ ان پر اس طرح سے حکومت چلائیں گی جس طرح ایک مالکہ اور سردارنی اپنی زرخرید باندی پر حکومت کرتی ہے اور کوئی شک نہیں کہ اس نشانی کے ظہور کی ابتداء ہو چکی ہے۔

اور دوسری نشانی میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرب قیامت میں دنیوی دولت اور بالاتری ان اراذل کے ہاتھوں میں آئے گی جو اس کے اہل نہ ہوں گے۔ ان کو بس اونچے اونچے شاندار محل بنوانے سے شغف ہوگا اور اسی کو وہ اپنا سرمایہ افتخار سمجھیں گے اور ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

اس حدیث کو علمائے حدیث وفقہ نے ''ام السنۃ'' (دین کا منبع) بھی کہا ہے۔ گویا جس طرح قرآن کریم کے تمام اہم مطالب اور مضامین پر اجمالی طور پر حاوی ہونے کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کا نام ''ام الکتاب'' ہے اسی طرح یہ حدیث اپنی اس جامعیت کی حیثیت سے ''ام السنۃ'' کہی جانے کی مستحق ہے۔ اس کا مشہور نام حدیث جبرئیلؑ ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

ایمان کے ستر شعبے ہیں

(حدیث ۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً: فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ—(م، د، ن، ه) عن ابی هریرة—(صح). (۲)

ترجمہ:۔ ایمان کے ستتر شعبے ہیں، سب سے افضل شعبہ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستے سے ایذاء والی چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایمان کا شعبہ ہے۔

(فوائد) ایمان کے شعبوں سے مراد ایمان کے ثمرات اور فروع ہیں اور شعبہ سے مراد خصلت ہے۔

ان ستتر خصلتوں کو ایمان کے شعبے اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ ان سے نفس کی تکمیل ایسی شکل میں ہوتی ہے کہ آدمی کی زندگی بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔

تکلیف دہ چیز جو راستہ سے ہٹائی جاتی ہے۔ مثلاً کانٹا، گندگی، روڑہ پتھر وغیرہ ہے۔ حیا ایمان کا شعبہ ہے یعنی ایمان کے سبب سے حیائے ایمانی آدمی کو برے کاموں سے روکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے شعبوں میں سے حیا کو مستقل جملہ میں ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ باقی تمام شعبہ ہائے ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔ کیونکہ حیا دار آدمی دنیا کی رسوائی اور آخرت کی سزا سے ڈرتا ہے اور گناہوں سے باز رہتا ہے۔

ایمان کی علامتیں

(حدیث ۳) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ، وَسَاءَتْكَ سَیِّئَتُكَ، فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ"—(حم، حب، ك، هب) والضیاء عن أبی امامة—(صح). (۳)

---

۲ (الجامع الصغیر: ۳۰۹۶) ___ رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ

۳ (الجامع الصغیر: ۶۷۷) ___ رواہ احمد فی مسندہ ۵:۲۵۲، وابن حبان فی صحیحہ والطبرانی فی معجمہ ۸:۱۳۸، والحاکم فی مستدرکہ ۲:۱۳ والبیہقی فی شعب الایمان والضیاء فی المختارۃ وھو حدیث صحیح

(ترجمہ) جب تجھے تیری نیکی اچھی لگے اور تیرا گناہ تجھے برا لگے تو تو مومن ہے۔

مومن ہونے کی علامت

(حدیث۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ، وَ سَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ؛ فَهُوَ مُؤْمِنٌ — (طب) عن ابی موسی — (ح). (۴)

(ترجمہ) جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کا گناہ اس کو برا لگے تو وہ مومن ہے۔

(لطائف ومعارف)

نیکی اس کو اس لئے اچھی لگتی ہے کہ وہ اس سے ثواب کی امید رکھتا ہو اور اس کے نفع کا یقین رکھتا ہو اور برائی سے اس کو عذاب کا خوف ہو اور نقصان کا یقین ہو تو ایسا شخص کامل الایمان ہے کیونکہ جو شخص نیکی کا کوئی فائدہ نہیں دیکھتا اور گناہ کی کوئی آفت نہیں دیکھتا تو یہ اس کے قلب پر استحکام غفلت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے اس کا ایمان ناقص ہے بلکہ وہ دین کو ہلکا سمجھتا ہے کیونکہ وہ نیکی کو معمولی بلکہ بے کار سمجھتا ہے اور وہ اللہ سے غافل ہے جبکہ اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

حکیم ترمذیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو گویا کہ وہ چٹان کے نیچے ہوتا ہے وہ اس سے ڈرتا ہے کہ یہ اس پر گر کر اس کو قتل نہ کر دے اور منافق کا گناہ اس پر اس مکھی کی طرح ہے جو اس کے ناک سے پھر جائے یعنی وہ گناہ کی پرواہ نہیں کرتا۔

---

۴ (الجامع الصغیر: ۸۷۵۱) رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ موسیٰ بن عبیدۃ مسند الشافعی (۲۴۴) ولکن رواہ الطبرانی باللفظ المذکور عن ابی امامۃ وقال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح بل خرجہ النسائی فی الکبری باللفظ المزبور باسنادہ الی جابر بن سمرۃ وقال الحافظ العراقی فی امالیہ صحیح علی شرط الشیخین واخرجہ احمد فی المسند بلفظ من ساءتہ سیئتہ وسرتہ حسنتہ فہو مومن قال العراقی حدیث صحیح۔

ایمان مفصل

(حدیث ۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔(م، ۳)عن عمر۔(صح). (۵)

(ترجمہ) ایمان لانا یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے اور اس کے فرشتوں کی اور اس کی کتابوں کی اور اس کے رسولوں کی اور آخرت کے دن کی تصدیق کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و شر کی تقدیر پر ایمان لائے۔

(لطائف و معارف)

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یکتا ہے اور اس کے فرشتوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کردہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس کے اور اس کے رسولوں کے درمیان سفیر ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے نہ تو یہ مذکر ہیں نہ مؤنث اور کتابوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور حروف اور اصوات سے پاک ہے اور ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں پر لوگوں کی ہدایت کے لئے اتارا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ رسول ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ایسی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے جس میں ان کی دنیا اور آخرت کی صلاح اور فلاح موجود ہے اور یہ کہ یہ حضرات صغیرہ اور کبیرہ ہر طرح کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور یوم آخرت پر ایمان لانے سے مراد قیامت کا دن ہے جس میں جزا و سزا کے فیصلے ہوں گے اور اس کے بعد جنت یا جہنم کی ابدی زندگی حاصل ہوگی۔

---

۵ (الجامع الصغیر: ۳۰۹۲) ــــ رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی والترمذی

علماء اسلام نے اس حدیث کو ایمان مفصل میں شامل کیا ہے چنانچہ جب کوئی شخص اپنے تفصیلی ایمان کا اظہار کرے تو یہ الفاظ ادا کرے۔

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

سب سے کامل ایمان والے

(حدیث ۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ – (ت، حب) عن ابی هريرة – (صح). (۶)

(ترجمہ) مؤمنین میں سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص عورتوں کی کج اخلاقی اور کم عقلی پر صبر کا معاملہ کرے گا اور خندہ پیشانی، عمدہ اخلاق، اذیت نہ دینے اور جود وسخاوت سے پیش آئے گا، ان کو شک کے مواقع سے بچائے گا وہ تم میں سے ان لوگوں سے اچھا ہے جو ایسا نہیں کرتے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اپنے گھر والوں سے عمدہ سلوک کرتے تھے۔

اس حدیث میں مردوں کی ہر طرح کی رشتہ دار خواتین مراد ہیں۔ چاہے وہ بیوی کے روپ میں ہوں یا والدہ، بہن، بیٹی، ساس، بہو وغیرہ کے۔

قابل رشک مؤمن

(حدیث ۷) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۶ (الجامع الصغیر: ۱۴۴۱) ــــ رواه الترمذی وقال حسن صحیح وابن حبان وقال صحیح وكذا الحاكم فی المستدرک ۱:۳ ابو داؤد (۴۶۸۲) مسند احمد (۲: ۲۵۰، ۴۷۲، ۵۲۷)، مجمع الزوائد (۴: ۳۰۳، ۸: ۲۱، ۲۲) مشکوۃ (۳۲۶۴، ۵۱۰۱)

اِنَّ أَغْبَطَ النَّاسِ عِنْدِی لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ،اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ،وَاَطَاعَهٗ فِی السِّرِّ ، وَکَانَ غَامِضًافِی النَّاسِ لَا یُشَارُاِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ،وَکَانَ رِزْقُهٗ کَفَافًافَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُهٗ،وَقَلَّتْ بَوَاکِیْهِ،وَقَلَّ تُرَاثُهٗ—(حم،ت،ہ،ک)عن ابی امامة—(صح).(۷)

(ترجمہ) میرے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل رشک وہ مؤمن ہے جس کا مال اور اولاد کم ہو،نماز سے اس کو اللہ کی مناجات کے ساتھ خوب راحت ملتی ہو،اپنے رب کی بہتر سلیقہ سے عبادت کرتا ہو اور تنہائی میں بھی اللہ کا فرمان بردار رہے اور لوگوں میں چھپا ہوا ہو اس کی طرف انگلیوں کے ساتھ اشارہ نہ کیا جاتا ہو اور اس کی روزی گزارہ کی ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو اور (دنیا سے خاطر تعلق نہ ہونے کی وجہ سے) اس کی روح آسانی سے نکلی ہو اور اس پر رونے والے کم ہوں اور اس کی میراث بھی کم ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں مؤمن کی جن قابل رشک صفات کا ذکر کیا گیا ہے علامہ ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ صفات ان اولیاء کی ہیں جن کو ولایت کے اعلیٰ ترین مقامات پر فائز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے بچایا اور اپنا قرب نصیب کیا۔ لوگ ان کو ظہور کرامات کے حوالہ سے نہیں جانتے اور نہ ہی نیک اعمال کی وجہ سے عام لوگ ان کی تعظیم کرتے اور ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں اللہ کے امناء واتقیاء ہیں۔ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں گویا کہ اللہ نے ان کو صرف اپنے لئے پیدا کیا ہے۔

حالت اسلام میں بوڑھا ہونا نور اور وقار ہے

(حدیث ۸) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

۷ (الجامع الصغیر: ۲۲۱۰) — رواہ احمد (۵:۲۵۵) والترمذی (۲۳۴۷) وابن ماجة (۴۱۱۷) والحاکم فی الاطعمة وصححه

مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا، مَالَمْ يُغَيِّرْهَا - الحاكم في الكنى عن ام سليم - (ح). (۸)

(ترجمہ) جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو یہ بڑھاپا اس کے لئے (قیامت کے دن) نور ہوگا، جب تک کہ وہ اس کو سیاہی سے تبدیل نہ کرے۔

(لطائف ومعارف)

امام احمدؒ کی روایت میں ہے کہ جب تک کہ وہ ان سفید بالوں پر خضاب نہ کرے یا ان کو نہ اکھیڑے اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے

من شاب شيبة في سبيل الله كانت له نورا تضيء مابين السماء والأرض الى يوم القيامة (جو شخص اللہ کے راستہ میں (نیکی کرتے کرتے حالت ایمان میں) بوڑھا ہو گیا تو یہ بڑھاپا اس کے لئے نور ہوگا قیامت تک کے لئے آسمان وزمین کے درمیانی حصہ کو روشن کرے گا اور معجم کبیر اور اوسط میں طبرانی نے روایت کیا ہے

من شاب شيبة في الاسلام كانت له نورا يوم القيامة فقال له رجل فان رجالا ينتفون الشيب قال من شاء فلينتف نوره

(جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ) کچھ لوگ ایسے ہیں جو سفید بالوں کو اکھیڑ دیتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا جو چاہے اپنے نور کو اکھیڑ لے)۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کی داڑھی سفید ہوئی تھی، جب انہوں نے دیکھا تو عرض کیا یا اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا: وقار ہے، عرض کیا اگر وقار ہے تو اس کو اور بڑھا دیں۔ ہمیں حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس وقار کو بڑھانے کی بجائے اس پر سیاہی مل دیتے ہیں۔ بڑھاپے سے تو اللہ بھی شرماتا ہے، اگرچہ دو چار بال بھی سفید ہو جائیں تو ان کو بھی نہیں اکھیڑنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے بالوں کی یہ سفیدی انسان کی مغفرت کا سبب بن جائے۔

۸۔ (الجامع الصغير: ۸۷۶۴) ــــ الحاكم في الكنى والألقاب ورمز السيوطي الحسنه

اسلام لانے سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(حدیث ۹) حضرت زبیرؓ اور حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ یَجُبُّ مَا کَانَ قَبْلَهٗ—(ابن سعد عن الزبیر، وعن جبیر بن مطعم—(ض). (۹)

(ترجمہ) اسلام گذشتہ گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو حقوق ضائع ہوئے تھے اور گناہ سرزد ہوئے تھے وہ سب معاف ہوجاتے ہیں اور وہ حقوق جو اس نے کسی بندے کے ضائع کئے تھے وہ معاف نہیں ہوں گے جب تک کہ ان کو اس سے معاف نہ کروائے۔

مؤمن کلمہ گو جنت میں جائیگا

(حدیث ۱۰) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَبْشِرُوا وَبَشِّرُوْا مَنْ وَرَاءَ کُمْ اَنَّهٗ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ—(حم، طب) عن ابی موسی—(صح)(۱۰)

(ترجمہ) خوش ہوجاؤ اور اپنے بعد والوں کو خوشخبری سنادو کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کی سچے دل سے گواہی دی وہ اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی سچے دل سے ایمان کی گواہی دے کر فوت ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۔ (الجامع الصغیر: ۳۰۶۴) ــــ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن الزبیر بن العوام وعن جبیر بن مطعم وَخرجه الطبرانی باللفظ المزبور

۱۰۔ (الجامع الصغیر: ۵۱) ــــ حدیث صحیح 'مسند احمد (۴۰۲)' طبرانی کبیر۔

اگر چہ دیگر گناہوں کی وجہ سے جہنم میں سزا پا کر ہی کیوں نہ جائے بالآخر جنت میں ضرور داخل ہوگا اور جنت کی نعمتوں کا حقدار بنے گا اور اگر اللہ چاہے تو اس کو اپنے فضل سے بخش دے اور جہنم میں سزا نہ دے اور اس کے خلاف استغاثہ کرنے والوں کو از خود انعام دے کر راضی کر دے۔

ایمان اور کلمہ گو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام ایمانیات کا دل و زبان سے اقرار کرے۔ اگر کسی بھی عقیدہ میں کمی یا انکار کا مرتکب ہوا تو وہ کافر ہوگا اور آخرت میں اس کو وہی سزا بھگتنا پڑے گی جو دیگر کفار کو بھگتنا ہوگی۔

آج کل صرف کلمہ گو کو مسلمان کہا جاتا ہے چاہے اس کا عقیدہ کوئی بھی ہو حتیٰ بعض لوگ قادیانیوں کو بھی مسلمان کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے۔

مؤمن کو دنیا و آخرت میں انعام ملے گا

(حدیث ۱۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَایَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَۃً یُعْطٰی عَلَیْھَا فِی الدُّنْیَا وَیُثَابُ عَلَیْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ، وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا، حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ تَکُنْ لَہٗ حَسَنَۃٌ یُعْطٰی بِھَا خَیْرًا۔ (حم، م) عن انس۔ (صح). (۱۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی کوئی نیکی کم نہیں کریں گے (بلکہ) اس پر اس کو دنیا میں بدلہ دے گا اور آخرت میں بھی انعام و اکرام اور کافر کی حالت یہ ہے کہ اس کو دنیا میں ہی اس کی نیکیوں کا بدلہ دیدیا جاتا ہے جب یہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی نہیں بچی ہوگی جس پر اس کو کوئی انعام دیا جا سکے۔

(لطائف و معارف)

انسان کا ایمان ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو آخرت میں اپنے نیک اعمال کے

۱۱۔ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۳) ــــ رواہ احمد ومسلم فی التوبۃ

اجر کا مستحق بناتا ہے اسی بناء پر مؤمنین آخرت میں جنت کا انعام پائیں گے اور چونکہ کافر کے پاس ایمان کی دولت نہیں ہے اس لئے اس کے اچھے کام (مثلاً رفاہی کام یا اچھے اخلاق) کا بدلہ دنیا میں عزت، شہرت، دولت اور جنسی آوارگی کی شکل میں دے دیا جاتا ہے آخرت میں اس کو کفر کی سزا میں دوزخ کا ابدی ٹھکانا ملے گا۔ اگر وہ دنیا میں کفر کے علاوہ دیگر محرمات کا ارتکاب کرتا تھا مثلاً زمین میں فساد کرنا، مسلمانوں سے جنگ کرنا، نقصان پہنچانا اس کا کام تھا تو ایسے کاموں کی سزا میں اس پر جہنم کے عذاب کا مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔ مشرک کا بھی یہی حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو شرک سے اور ایمان کے ضائع ہو کر کفر میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

مؤمن پر روز قیامت کی تخفیف

(حدیث ۱۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُخَفِّفُ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ طُولَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَوَقْتِ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ۔ (هب) عن أبي هريرة۔ (ح). (۱۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں گے روز قیامت کی طوالت کو فرض نماز کے وقت کی مقدار جتنا کم کر دینگے۔

(لطائف ومعارف)

ان بندوں سے مراد مؤمنین ہیں۔ مقدار نماز سے مراد صبح کی نماز کے وقت کے برابر ہے اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں آتا ہے اور یہ جلدی کی تمثیل ہے اور اس سے مراد ایسا لمحہ ہے جس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ ایک حدیث میں یوں بھی وارد ہے کہ بعض حضرات کو میدان محشر میں پیش ہی نہیں کیا جائے گا۔

---

۱۲ (الجامع الصغير: ۱۹۰۲) ـــ رواه البيهقي في شعب الايمان وفيه نعيم بن حماد اورده الذهبي في الضعفاء وقال احمد ثقة وقال النسائي غير ثقة وقال ابن عدي والازدي قالوا كان يضع الحديث.

آدمی کی اچھی یا بری تقدیر

(حدیث ۱۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِی بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً نُطْفَةً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِکَ، ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِکَ: ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَیْهِ مَلَکًا، وَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ، وَیُقَالُ لَهٗ: اُکْتُبْ عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ، وَاَجَلَهٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ، ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ، فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَایَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ، فَیَدْخُلُ النَّارَ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (ق ۴) عن ابن مسعود۔ (صح). (۱۳)

(ترجمہ) تم میں سے ہر ایک کی تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک تخم انسانی کی شکل میں رکھا جاتا ہے پھر وہ اتنے ہی عرصہ میں جما ہوا خون بنتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں اور اس کو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق، اس کی عمر اور اس کا نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھ دے (چنانچہ یہ فرشتہ اللہ کے بتلانے کے مطابق اس پیدا ہونے والے بچے کی یہ چاروں چیزیں لکھ دیتا ہے) پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، پس ایک آدمی تم میں سے اہل جنت والا عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن اس پر لکھی ہوئی تقدیر سبقت لے جاتی ہے اور وہ دوزخیوں والا عمل کرتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے اور ایک

۱۳؎ (الجامع الصغیر: ۲۱۷۹) ــــ رواہ البخاری (۴: ۱۳۵، ۸: ۱۵۲) ومسلم فی القدر (۱) والنسائی وابو داؤد والترمذی (۲۱۳۷) وابن ماجة و احمد (۱: ۳۸۲).

شخص دوزخیوں والا عمل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن اس پر تقدیر سبقت لے جاتی ہے اور وہ جنتیوں والا عمل کرتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث اپنے اندر دقیق مباحث کو لئے ہوئے ہے اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ خیر وشر کی تقدیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جیسا کہ ہم ایمان مفصل میں اس کا اقرار کرتے ہیں "وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى" کہ خیر وشر کی تقدیر من جانب اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ملکیت میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے اور یہ سب انصاف اور درست ہے۔ "لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ" (وہ جو کچھ کرے اس سے باز پرس نہیں)۔

اس تمہید کے بعد یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو قبول حق اور اس کی اتباع کے لئے مستعد دیکھتے ہیں اور اس کو خیر کا اہل سمجھتے ہیں اور صالحیت کے اسباب اس کی طرف متوجہ ہیں، وہ اس کو سعادت مندوں میں داخل کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ صالح اعمال لکھ دیتے ہیں جو اس کے لئے مناسب ہوں۔ اور جس کو خشک، سخت دل اور حق سے دور دیکھتے ہیں۔ اس کو ہلاک ہونے والے بدبختوں کے رجسٹر میں لکھ دیتے ہیں اور اس کے لئے وہ شر اور گناہ جن کی اس سے امید ہو لکھے جاتے ہیں۔ یہ اس وقت ہے جب اس کی آخری حالت کے بدلنے کا امکان نہ ہو اور اگر اس کی آخری حالت درست ہونے کا امکان ہو تو اسی کے مطابق اس کو سعادت مند لکھ دیا جاتا ہے کیونکہ سعادت اور بدبختی کا مدار انسان کے خاتمہ پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کو پیدا ہونے سے پہلے نیک بخت یا بدبخت لکھنا اپنے اس علم کے مطابق ہے کہ اس سے زندگی بھر میں اچھے یا برے جس طرح کے اعمال صادر ہوں گے ان کا اللہ تعالیٰ کو اپنے علم ازلی کے مطابق علم ہے اور اللہ کا علم غلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اللہ نے جو کچھ اپنے علم کے مطابق لکھ دیا وہی کچھ ہوگا۔

حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ انسان کے لئے سعادت یا بدبختی لکھ

دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مجبور محض ہو کر نیک بخت یا بد بخت ہو جاتا ہے۔

مثلاً فرعون کے جادوگر جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا ساری زندگی کفر میں گزاری تھی چونکہ ان میں قبول حق کی استطاعت تھی۔ اس لئے جیسے ہی انہوں نے حق دیکھا ایمان لے آئے اور ابلیس کو دیکھو جس کو علم بھی دیا گیا اور عبادت کی قوت بھی، ہزاروں سال عبادت کرنے کے بعد اپنے اندر چھپی ہوئی خود پسندی اور تکبر کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کے حکم کا انکار کیا اور کافر ہو گیا۔

یہی حالت بلعام بن باعور کی ہوئی۔ ساری زندگی اس نے عبادت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا اسم اعظم بھی عطا کیا مگر اخیر عمر میں موسیٰ علیہ السلام پر بد دعا کرنے کی وجہ سے مردود ہوا۔

پس جاننا چاہئے کہ نیکیاں اور گناہ قبولیت کی علامات ہیں۔ جنت یا جہنم کو واجب کرنے والی نہیں، بلکہ ان اعمال کے انجام کی حالت کا پتہ خاتمہ پر معلوم ہوتا ہے۔

پس اگر ساری عمر برے عمل کئے اور آخری عمل اچھا ہوا تو جنت مل گئی اور اگر ساری عمر اچھے عمل کئے اور اخیر میں برے عمل پر خاتمہ ہوا تو جہنم میں گیا، پس نجات کا مدار سابقہ اعمال پر نہیں بلکہ اس عمل پر ہے جس پر موت واقع ہوئی۔ اس لئے آدمی کو ہر وقت نیک اعمال کرتے رہنا چاہئے۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ ایک عمل اس کی اخیر عمر کا ہو لیکن اس کو پتہ نہ چل سکے کہ میری عمر اخیر ہو گئی ہے اور خود پسندی اور اپنے کردار پر مغرور نہیں ہونا چاہئے معلوم نہیں کہ آدمی کے ساتھ انجام کار کیا ہونے والا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کوئی کسی کو جنتی یا جہنمی کہہ سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ملک میں جو چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، اس کے سب کام عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔

تقدیر کے معاملہ میں سکوت اختیار کرو علم نجوم میں نہ پڑو

صحابہؓ کے اختلاف میں نہ پڑو

(حدیث ۱۴) حضرت ابن مسعودؓ حضرت ثوبان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا ، وَإِذَا ذُكِرَتِ النُّجُومُ فَأَمْسِكُوا ، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوا -(طب) عن ابن مسعود (عد) عنه، وعن ثوبان (عد) عن عمر (ح). (۱۴)

(ترجمہ) جب میرے صحابہ (کے اختلافات) کا ذکر آئے تو (طعن وغیرہ سے) رک جاؤ اور جب نجوم (کے احکام، دلالت اور تاثرات) کا ذکر آئے تو (ان میں بھی غور وخوض کرنے سے) رک جاؤ اور جب تقدیر کا ذکر آئے تو بھی خاموش رہو۔

(لطائف ومعارف)

تقدیر اللہ کا راز ہے، جس پر نہ تو کسی فرشتہ کو اطلاع دی گئی ہے نہ کسی نبی مرسل کو، نہ ہی اس میں غور وخوض جائز ہے اور نہ بحث کرنا درست ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو دو فریق میں تقسیم کیا (۱) ''اہل یمین'' جن کو اپنے فضل سے جنت کیلئے پیدا کیا (۲) ''اہل شمال'' جن کو اپنے عدل کیساتھ جہنم کیلئے پیدا کیا۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اے امیر المؤمنین! مجھے تقدیر کے متعلق بتایئے تو آپؓ نے فرمایا: ایک تاریک راستہ ہے تم اس پر سفر نہ کرنا، اس نے پھر سوال دہرایا تو آپؓ نے فرمایا: گہرا سمندر ہے تم اس میں نہ گھسنا، اس نے پھر اعادہ کیا تو فرمایا: ''اللہ کا راز ہے جو تجھ پر مخفی رکھا گیا ہے تم اس کی تفتیش میں نہ پڑو، حضور ﷺ نے تقدیر میں غور وخوض سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو شخص بھی اس میں بحث کرے گا وہ یا تو منکر تقدیر بنے گا یا مجبور محض، اس لئے آپؐ نے اس میں پڑنے سے شدت سے منع کیا ہے ترمذی کی حدیث میں ہے ''عزمت عليكم ان لاتنازعوا فيه، انما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا فى هذا الامر'' (میں تمہیں قسم دیتا ہوں تم اس میں نہ جھگڑنا، تم سے پہلے بھی لوگ اس وقت ہلاک ہوئے جب اس مسئلہ میں جھگڑنے لگے)۔

(حکایت) حضرت ابن قانع بلال بن ابی بردہ کے محل میں گرمی کے دن میں داخل

---

۱۴ (الجامع الصغير: ۶۱۵) ـــ رواه الطبرانى فى الكبير عن ابن مسعود وابن عدى فى الكامل عنه وعن ثوبان وابن عدى عن عمرؓ، قال ابن رجب روى من وجوه فى اسانيدها كلها مقال وبه يعرف مافى رمز السيوطى لحسنه تبعالا بن صصرى و لعله اعتضد.

ہوئے وہ برف کے پاس باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلال نے کہا: آپ کو ہمارا محل کیسا لگا ہے؟ فرمایا: اعلیٰ ہے مگر جنت اس سے بھی اعلیٰ ہے اور جہنم کی یاد ایسے محل سے بے توجہ کر دیتی ہے۔ اس نے کہا: آپ تقدیر کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم قبر میں پہنچنے والے پڑوسیوں کی فکر کرو ان کو اس قسم کے مسئلہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس نے کہا: میرے لئے دعا کریں؟ فرمایا: تم میری دعا کا کیا کرو گے تمہارے دروازے پر بہت سے لوگ جمع ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے ان پر ظلم کیا ہے۔ ان کی بددعا میری دعا سے پہلے پہنچی ہوتی ہے؟ تم ظلم کرنا چھوڑ دو میری دعا کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی۔

جنت اور نعمت کی قیمت

(حدیث ۱۵) حضرت انسؓ سے مرفوعاً اور حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَمَنُ الْجَنَّةِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔—(عد) وابن مردویه عن انس، عبد بن حمید فی تفسیره عن الحسن مرسلا— (صح). (۱۵)

(ترجمہ) جنت کی قیمت لا الہ الا اللہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور دل سے اس کا یقین اور اعتقاد رکھے اور تصدیق کرے تو ایسا شخص جنت کا مستحق ہوگا۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اگر مستوجب جہنم اعمال نہیں ہوں گے تو سیدھا جنت میں جائے گا ورنہ ان کی سزا بھگت کے اس کلمہ اور ایمان کی برکت سے جنت میں جائے گا۔

محدث دیلمیؒ نے اس حدیث کے آگے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے "وثمن النعمة الحمد لله" اور نعمت کی قیمت الحمد للہ ہے یعنی جو شخص اللہ کی نعمت کو استعمال کر کے اس پر اللہ کی تعریف اور شکر ادا کرے گا قیامت کے دن اس سے اس نعمت کے بارے میں حساب نہیں

۱۵ (الجامع الصغیر: ۳۵۶۰) ـــ رواه ابن عدی فی الکامل وابن مردویه فی التفسیر عن انس بن مالک ورواه عنه الدیلمی ایضا و عبدبن حمید فی تفسیره عن الحسن البصری مرسلا۔

لیا جائے گا کیونکہ اس نے اس نعمت کے استعمال کی قیمت حمد کیساتھ دنیا میں ادا کردی ہے۔

حیاء اور ایمان کا باہمی تلازم

(حدیث ۱۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَیَاءُ وَالْاِیْمَانُ قُرِنَا جَمِیْعًا، فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْآخَرُ — (حل، ک، ھب) عن ابن عمر — (صح). (۱۶)

(ترجمہ) حیاء اور ایمان ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں، جب ایک اٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ایک کے اٹھ جانے سے دوسرے کے اٹھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کا بعض حصہ یا مکمل حصہ اٹھ جاتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ حیاء قبیح چیزوں سے انقباض نفس کا نام ہے اور یہ انسان کی خصوصیات میں سے ہے۔

حضور ﷺ سے کامل محبت جزو ایمان ہے

(حدیث ۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ — (حم، ق، ن، ہ). (۱۷)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں

---

۱۶ (الجامع الصغیر: ۳۸۶۱) — رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم فی المستدرک فی کتاب الایمان (۱: ۲۲) والبیھقی فی شعب الایمان وقال الحاکم علی شرطھما واقرہ الذھبی، حلیۃ الاولیاء (۴: ۲۹۷)

۱۷ (الجامع الصغیر: ۹۹۳۹) — رواہ أحمد (۳: ۲۵۷) والبخاری (۱: ۱۰) ومسلم فی الایمان (۱۴: ۷۰) والنسائی وابن ماجۃ (۶۷) مستدرک حاکم (۲: ۴۸۶).

اس کو اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(لطائف و معارف)

محبت دو قسم کی ہے ایک طبعی ہے اور ایک اختیاری ہے۔ اختیاری اور ایثاری محبت حضور ﷺ کی تقاضائے عقل کے مطابق باقی سب مخلوق سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ احترام، اکرام اور اجلال بھی آپ ﷺ کا زیادہ ہو۔ اگرچہ کسی اور کی محبت طبعی طور پر حضور ﷺ کی محبت سے زیادہ ہو جیسا کہ اولاد کی، ماں باپ کی، میاں بیوی کی محبت بعض دفعہ دل میں مرکوز ہوتی ہے یہ طبعی محبت ہے۔ اس کو حضور ﷺ کی اختیاری محبت پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کی محبت، آپ کی اطاعت کا ارادہ اور آپ کی مخالفت کا چھوڑ دینا ہے اور یہ واجبات اسلام میں سے ہے۔

اور یہ حدیث جوامع کلم میں سے ہے کیونکہ تینوں قسم کی محبت، ''محبت اجلال'' جو اصلی محبت ہے اور ''محبت شفقت'' جو اولاد کی محبت ہے اور ''محبت مجانست'' جو سب لوگوں کی محبت ہے اس میں مذکور ہے۔ حضور ﷺ سے کامل محبت کا شاہد صدق یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اپنے نبی کی رضا میں مصروف رکھے۔

صحابہؓ پر سبّ کرنا

(حدیث ۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِی فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(طب) عن ابن عباس — (ح). (۱۸)

(ترجمہ) جس شخص نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

۱۸؎ (الجامع الصغیر: ۸۷۳۴) — رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۲: ۱۴۲) ورمز السیوطی لحسنه وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۱۰: ۲۱) فیه عبدالله بن خراش وهو ضعیف.

(لطائف ومعارف)

یہ لعنت اس لئے ہے کہ صحابہ دین کی تبلیغ میں خوب محنت کرنے والے تھے حتیٰ کہ انہوں نے اسلام کی اشاعت میں جنگوں میں اپنے جان ومال کو قربان کیا پس ان کو برا بھلا کہنا کبیرہ گناہ ہے اور ان کی گمراہی یا کفر کی طرف نسبت کرنا کفر ہے۔ اگر کسی نے انفرادی طور پر ایسے صحابی کو کافر کہا جس کا ایمان دلائل قطعیہ سے ہم تک نہیں پہنچا تو اس کو کافر نہیں کہیں گے بلکہ فاسق فاجر کہیں گے۔

مسلمانوں کا کفار سے تشبہ اختیار کرنا

(حدیث ۱۹) حضرت ابن عمر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ—(د)عن ابن عمر(طر) عن حذيفة—(ح).(۱۹)

(ترجمہ) جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص صالحین کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ ان کے متبعین میں سے ہوگا اس کی بھی ویسی ہی عزت کی جائے گی جیسی ان کی کی جائے گی اور جو فاسقین اور بدکار لوگوں کی مشابہت کرے گا اس کی اہانت اور رسوائی کی جائے گی اور جو شخص اپنے لئے شرف کی علامت مقرر کرے گا اس کی عزت ہوگی اگرچہ اس میں شرف موجود نہ ہو۔

۱۹۔ (الجامع الصغير: ۸۵۹۳) ـــ رواه احمد (۲:۵۰، ۹۲) مصنف ابن ابی شیبة(۵:۳۱۳)رواه ابو داؤد عن ابن عمر فی اللباس (۴۰۳۱)وقال الزرکشی فیه ضعف وقال السیوطی فی الدرر سنده ضعیف وقال السخاوی سنده ضعیف لکن له شواهد وقال ابن تیمیة سنده جید وقال ابن حجر فی الفتح سنده حسن ورواه الطبرانی فی الأوسط عن حذیفة بن الیمان قال الحافظ العراقی سنده ضعیف وقال الهیثمی رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه علی بن غراب وثقه غیر واحد وضعفه جمع وبقیة رجاله ثقات ۱ه. وبه عرف ان سند الطبرانی أمثل من طریقة ابی داؤد

اس حدیث میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے جو جن سانپوں کی شکل اختیار کرلیں گے اور لوگوں کے سامنے آجائیں گے اور ان کو قتل کردیا جائے تو ان پر قصاص نہیں ہوگا۔

جو لوگ لباس میں، چال ڈھال میں گفتار میں، رہن سہن میں، خوراک میں یورپ اور امریکہ کی تقلید کریں گے یا فاسقین وفاجرین کا طرز اختیار کریں گے جس درجہ کا ان کا تشبہ ان کے ساتھ ہوگا اس درجہ کے گنہگار ہوں گے قرآن کریم میں ہے: وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (اور جو تم میں سے ان (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ دوستی کرے گا، بے شک وہ انہیں میں سے ہوگا)

(اس مسئلہ کی تفصیل کیلئے مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی کتاب ''التشبہ فی الاسلام'' کی طرف رجوع کیا جائے)۔

تنبیہ:۔ آج کل کے لوگ عموماً ٹی وی اور اخبارات میں کثرت سے یورپ اور امریکہ کا میڈیا دیکھنے سے ان کے عادات واطوار اپنا رہے ہیں اور مسلمانوں کا طریقہ زندگی چھوڑ رہے ہیں ان کو اس آیت سے نصیحت لینی چاہئے۔

مرتد واجب القتل ہے

(حدیث ۲۰) حضرت عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ ارْتَدَّ عَنْ دِيْنِهٖ فَاقْتُلُوْهُ-(طب)عن عصمة بن مالک -(صح). (۲۰)

(ترجمہ) جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے اس کو قتل کردو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے مراد وہ شخص ہے جو اسلام سے کسی دوسرے مذہب کی طرف پھر جائے، چاہے زبانی کلامی یا کسی کفریہ عمل سے اس سے اولاً توبہ کرائی جائے، اگر توبہ نہ

۲۰ (الجامع الصغیر: ۸۳۹۲) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۷: ۱۴۶) وقال الهيثمي فيه الفضل بن المختار وهو ضعيف ورمز السيوطي لصحته، مصنف عبدالرزاق (۱۸۵۶۳)

کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اگر مرد مرتد ہو تو اس کے قتل پر اجماع ہے اور اگر عورت مرتد ہو تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ بھی واجب القتل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: کہ عورت اگر مرتد ہو تو اس کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ اس کو قتل سے بچانے والی صفت انوثت (عورت ہونا) موجود ہے۔ اور حضور ﷺ نے عورتوں کے قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرتد عورت کا قتل ممنوع ہے لیکن اس کو اسلام سے پھرنے کی سزا معاف نہیں ہے۔ قتل سے کم درجہ کی اس کو سزا دی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا

(حدیث نمبر ۲۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ لله عَزَّوَجَلَّ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، هُوَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، الْمَلِكُ ، الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيْمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيْفُ، الْخَبِيْرُ، الْحَلِيْمُ، الْعَظِيْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّكُوْرُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيْرُ، الْحَفِيْظُ، الْمُقِيْتُ، الْحَسِيْبُ، الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ، الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ، الْحَكِيْمُ، الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيْدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيْلُ، الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ، الْحَمِيْدُ الْمُحْصِی، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيْدُ الْمُحْيِی، الممیت ، الحی الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْاَوَّلُ، الْاٰخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِیْ الْمُتَعَالِی، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّءُوْفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ الْغَنِیُّ، الْمُغْنِی، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْهَادِیْ، الْبَدِيْعُ، الْبَاقِی، الْوَارِثُ، الرَّشِيْدُ، الصَّبُوْرُ. (۲۱)

۲۱ (الجامع الصغیر: ۲۳۶۷) ــــ رواه الترمذی فی الاموات وابن حبان والحاکم والبیهقی وقال النووی فی الاذکار انه ای حدیث الترمذی هذا حدیث حسن.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو یاد رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا (ان ناموں کا ترجمہ یہ ہے)۔ وہی اللہ ایسا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا مہربان، نہایت رحم والا، بادشاہ، پاک، سلامتی دینے والا، امن دینے والا، محافظ، غالب، زبردست، بڑائی والا، پیدا کرنیوالا، بنانے والا، صورت بنانے والا، نہایت بخشنے والا، زور والا، بڑا دینے والا، روزی دینے والا، فیصلہ دینے والا، جاننے والا، بند کرنے والا، کھولنے والا، پست کرنے والا، اونچا کرنیوالا، عزت دینے والا، ذلت دینے والا، سننے والا، دیکھنے والا، فیصلہ دینے والا، منصف، باریک دان، خبردار، بردبار، بزرگ، پردہ پوش، قدردان بلند، بڑا، نگہبان، قوت دینے والا، کافی، عظیم الشان، کرم کرنے والا، نگہبان، قبول کرنے والا، کشادہ رحمت، حکمت والا، دوست دار، بزرگ، اٹھانے والا، گواہ، حق، ضامن، زبردست، مضبوط، دوست، ستودہ، گھیرنے والا، نیا پیدا کرنیوالا، لوٹانے والا، زندہ کرنیوالا، مارنے والا، زندہ، تھامنے والا، موجود کرنیوالا، بزرگی والا، اکیلا، تنہا، بے نیاز، قدرت والا، قدرت دینے والا، سب سے پہلے، سب سے پیچھے، اول، آخر، کھلا ہوا، پوشیدہ، وارث، برتر، نیک، توبہ قبول کرنیوالا، بدلہ لینے والا، معاف کرنے والا، بڑا مہربان، سب ملکوں کا مالک، بزرگی اور بخشش والا، انصاف کرنے والا، جمع کرنے والا، بے پرواہ، آسودہ کرنیوالا، روکنے والا، بگاڑنے والا، نفع دینے والا، روشنی والا، راہ دکھانے والا، پیدا کرنے والا، ہمیشہ رہنے والا، وارث، نیک راہ بتانے والا، صبر والا۔

اللہ - اللہ

لطائف ومعارف:

ایسی جامع صفات الوہیت ذات جو اوصاف ربوبیت سے متصیف ہو۔ یہ نام گرامی ''اسم اعظم'' بھی ہے

اللہ کا وہ نام جو معبود برحق پر دلالت کرتا ہے اور تمام اسماء حسنیٰ کے معانی اور مفاہیم

کو جامع ہے۔(التعریفات:۳۴ مادہ اللہ)

معبود برحق کا نام۔(جلالین:سورۃ فاتحہ ص ۱)

اصل میں سریانی لفظ ''لاھا'' سے ماخوذ ہے پھر اس کو عربی میں استعمال کیا گیا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عربی ہی ہے اللہ کا یہ ذاتی نام ہے اور کسی غیر کیلئے اسکا استعمال جائز نہیں ہے۔(فیض القدیر ۲/۳۸۳، تحت حدیث اسماء حسنی (حدیث نمبر ۲۳۶۷)

اذا وقع فی الھانیة الرب لم یجد احدا یا خذ بقلبه هو فعلانیة من الإ لاهية وهی عظمة الله من اله یا له اذا تحریر یداذاوقع العبد فی عظمة الله وجلاله وغیر ذلک من صفات الربوبیة وصرف همه الیها ابغض الناس حتی لا یسلو قلبه الی احد. (التفسیر الکبیر امام رازی ۱ / ۹۴)

الرحمٰن - بڑا مہربان

لطائف ومعارف:

رحمت کے لفظ سے ماخوذ ہے اور رحمت کا معنی رقت ہے جو شخص اللہ کی ذات کیلئے رقت کا اظہار کرے اللہ تعالیٰ اس پر انعام واکرام فرمائیں گے، اللہ کی رحمت کے دو معنی ہیں۔(۱) یا انعام کا ارادہ کرنا اور نقصان کو دور کرنا (۲) یا محض انعام اور دفع ضرر رحمت تام محتاجوں کو خیر پہنچانا اور ان کی فکر کرنا ہے، اور رحمت عام مستحق اور غیر مستحق کو شامل ہے اور اللہ کی رحمت عام بھی ہے اور تام بھی، تام اس اعتبار سے کہ وہ محتاجوں کی حاجات کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ان کو پورا بھی کرتا ہے اور عام اس اعتبار سے کہ اس کی رحمت مستحق اور غیر مستحق دونوں کے لئے ہے اور دنیا اور آخرت دونوں میں ہوگی پس وہ بجا طور پر رحیم مطلق ہے۔ ''رحمٰن'' بندوں پر از خود مہربانی کرنا اور اس کے بعد ایمان کی ہدایت اور اسباب سعادت کا ایصال کرنا ہے اور پھر آخرت میں سعادت سے ہمکنار کرنا ہے اور پھر اپنے دیدار سے مشرف کرنا ہے۔ بندے کا اس اسم مبارک میں حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غافل بندوں پر رحمت کر کے ان کو اپنے سے غفلت سے لطف، وعظ ونصیحت کے ساتھ دور کرتا ہے

خاصیات

۱۔ عارف کیلئے اس اسم مبارک میں یہ نعمت ہے کہ وہ ہو کامل طور پر بارگاہ خداوندی میں متوجہ ہو کر اس پر توکل کرے اور جس چیز کی طلب ہو اس کی اس کے سامنے التجاء کرے اور اپنے خیال کو اس کی یاد میں مشغول رکھے تا کہ غیر اللہ سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو، نیز اللہ کے بندوں پر رحم کا معاملہ کرے مظلوم کی مدد کرے اور ظالم کو اس کے ظلم سے اچھے طریقے سے دور کرے، اور خدا سے غافل انسان کو بیدار کرے اور گناہگار کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے گری ہوئی نظر سے مت دیکھے۔

۲۔ جو شخص اس کا ورد کرے گا یا اس کو اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے ناپسندیدہ چیزوں سے محفوظ رکھیں گے۔

۳۔ جو شخص اس کو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ خلوت اور جلوت میں پڑھے گا وہ غفلت اور نسیان سے نکل جائے گا۔

۴۔ ''اربعین ادریسیہ'' میں ہے کہ جو شخص ''یَا رَحْمٰنَ کُلِّ شَیْءٍ وَرَاحِمَهٗ'' کو مشک آلود زعفران کے ساتھ لکھے گا اور بد اخلاق آدمی کے گھر میں دفن کرے گا تو اس کی طبیعت بدل جائے گی، اس میں حیاء، رحمت، نرمی اور مسکنت ظاہر ہوگی۔

الرحیم - نہایت رحم والا

لطائف ومعارف:

جو تشریح اور خاصیات اسم مبارک ''رحمٰن'' میں ہیں وہ رحیم میں بھی ہیں بس یہ فرق ہے کہ ''رحمٰن'' میں مؤمن و کافر سب کیلئے اس کی رحمت ہوگی لیکن ''رحیم'' میں اللہ کی رحمت صرف مؤمنین کیلئے ہے جو ان کو دنیا میں بھی حاصل ہوگی اور آخرت میں بھی، لیکن کافر کیلئے آخرت میں کوئی رحمت نہ ہوگی۔ قرآن شریف میں ہے ''وکان بالمؤمنین رحیما'' (اللہ تعالیٰ مؤمنین کے ساتھ نہایت رحم کا معاملہ کرنے والا ہے) کافر کے ساتھ دنیا میں نرمی

اور دولت کی فراوانی اس کو مزید سرکش کرنے کیلئے ہے قرآن شریف میں ہے "انما نملی لھم لیزدادوا" (ہم ان کو ڈھیل دے رہے ہیں تا کہ وہ اور سرکش ہو جائیں) پس مؤمن کی امداد رحمت ہے اور کافر کی انتقام۔

اس اسم مبارک میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ وہ محتاج کی حاجت کو چھوڑتا نہیں مگر اس کی طاقت کے بقدر پورا کرتا ہے اور اپنے قرب و جوار اور علاقے میں کسی فقیر کو نہیں چھوڑتا مگر اس کا خیال رکھتا ہے اور اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے یا تو مال کے ساتھ یا عزت افزائی کے ساتھ یا غیر کے سامنے اس کے لئے سفارش کی کوشش سے اگر یہ شخص ان تمام چیزوں سے عاجز آجائے تو دعا کے ساتھ اور اپنی ضرورت کے سبب اظہار غم کی مدد کرتا ہے گویا اللہ کی ذات اس کی تنگدستی میں اس کی معاون ہے۔

خاصیت

۱۔ اس کی خاصیت دلوں کی رقت اور مخلوق پر رحمت ہے، پس جو شخص روزانہ سو مرتبہ اس کا ورد کرے گا اس کیلئے لوگوں کے دلوں میں رقت اور رحمت پیدا ہوگی اور یہ خود بھی رحم دل اور رقیق القلب ہوگا، جو شخص ہر ناپسندیدہ چیز سے بچنا چاہے اس کو چاہئے کہ وہ "یَارَحِیْمَ کُلِّ شَیْءٍ وَرَاحِمَهٗ" کا ورد کرے، اور اس کو اپنے پاس رکھے۔

۲۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ جب اس (رحیم) کو لکھ کر پانی میں گھول کر درخت کی جڑ میں پلٹ دیا جائے تو اس میں برکت ظاہر ہوگی۔

۳۔ اور یہ بھی شیخ نے لکھا ہے کہ جو اس کا پانی پئے گا اس کے لکھنے والے کا مشتاق ہوگا۔

۴۔ اور وہ خاصیات بھی اسم مبارک کی ہیں جو اسم "رحمٰن" کے تحت مذکور ہیں۔

المَلِک: حکومت والا

لطائف و معارف:

اس سے مراد ایجاد و اختراع کی قدرت ہے جس کے اللہ تعالیٰ مالک ہیں یا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کی تخلیق و ابداع اور زندگی اور موت دینے کے مالک ہیں۔

ملک کا یہ معنی بھی ہے کہ اللہ کی ذات والا صفات مخلوقات میں اپنے فیصلوں کی خود مختار بھی ہے اور بغیر کسی کے محتاج ہونے اور شریک ہونے کے تدبرات کی مالک بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں وصف عظمت وجلال بھی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مَلِکِ حق وہ ہے جس کی طرف تمام آرزوئیں منتہی ہوتی ہوں اور تمام امور صرف اسی کی طرف پلٹتے ہوں۔

خاصیات

۱۔ دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ اور غناء حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ سربراہی حاصل ہوتی ہے۔

پس جو شخص روزانہ زوال کے وقت اس کو سو مرتبہ پڑھے گا اس کا دل صاف ہوگا اور کدورت چھٹ جائے گی۔

اور جو شخص اس کو نماز فجر کے بعد ایک سو بیس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے غنی کر دیں گے۔

القدوس - پاک

لطائف ومعارف:

ہر وہ چیز جس کا حس ادراک کر سکتی ہے یا خیال تصور کر سکتا ہے یا وہم ہو سکتا ہے ان سب سے اللہ کی ذات پاک ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ کی ذات عیوب سے پاک ہے کیونکہ یہ تعبیر خلاف ادب ہے، یہ ادب نہیں ہے کہ یوں کہا جائے کہ شہر کا حکمران کپڑا نہیں بنتا۔

تمام طرح کے نقائص سے اور موجبات حدوث سے منزہ ومبرا۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قدوس کی حقیقت تغیر کو قبول کرنے سے منزہ ہونا ہے، ارض مقدسہ بھی اسی معنی میں ہے کہ کافر کی ملک میں چلے جانے کے بعد بھی وہ ارض مقدسہ ہی رہے گی دوسری اراضی کی طرح اس کی حقیقت اور ملکیت تبدیل نہیں ہوگی لہٰذا قدوس، وہ ذات ہے جس کی نہ تو ذات میں نقص ہو سکتا ہے نہ وصف میں، نہ فعل میں اور نہ اسم میں، اس

وجہ سے وہ مالک الملک کی صفت کے ساتھ علی الاطلاق موصوف ہے، اس اسم مبارک کو ''اَلْمَلِک'' کے بعد ذکر کیا ہے تا کہ اس پر تنبیہ ہو کہ اللہ کی طرف سے مملوک میں احوال کا تغیر مثلاً ان پر ظلم وزیادتی وغیرہ نہیں ہوسکتی۔

خاصیت

نماز جمعہ کے بعد ایک روٹی پر ''سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوحِ'' لکھو پھر اپنے مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس کو کھاؤ، اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کے دروازے کھول دیں گے اور آفات سے محفوظ کردیں گے۔

اَلسَّلَامُ - سلامتی دینے والا

لطائف ومعارف:

اس کا معنی ہے وہ ذات کہ گزشتہ حالات میں بھی جس کی ذات صحیح سلامت رہی ہو اور اس کے کام شر سے سلامت رہے ہوں۔ اگر سلام کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا دل کینہ، حسد، اور کھوٹ سے پاک ہے۔

اپنے بندوں کو مقامات ہلاکت میں سلامتی عطاء کرنے والا، جنت میں ان پر سلام پیش کرنے والا جب کہ قرآن شریف میں ہے کہ ''سلام قولا من رب رحیم'' (ان کو رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا)

خاصیت

اس کی خاصیت مصائب وآلام کو پھیرنا ہے حتی کہ اگر اس کو مریض پر ایک سو اکیس مرتبہ پڑھا جائے اور اس کا اجل نہ پہنچا ہو تو وہ اس مرض سے صحت یاب ہوگا یا اس کا مرض ہلکا ہو جائے گا۔

اَلْمُؤْمِنُ - امن دینے والا

لطائف ومعارف:

دلائل صدق کے ساتھ اپنے رسولوں کی تصدیق کرنے والا، مخلوقات کو اسباب

امان پیدا کر کے امن دینے والا اور خوف کے سب ذرائع مسدود کر دینے والا، اور ان آلات سے فائدہ پہنچانے والا جن سے مضرتوں کو دفع کیا جاتا ہے، نیک لوگوں کو قیامت کی پیشی میں بڑی گھبراہٹ سے امن بخشنے والا۔

وہ ذات جس کی طرف کوئی چیز پناہ لے کر محفوظ ہو جائے اور لوگوں میں سے مؤمن بندے وہ ہیں جو اللہ کی امان میں ہوں۔

خاصیت

۱۔ اس کے پڑھنے سے امانتداری اور صدق وتصدیق حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ اگر کوئی خوفزدہ شخص اس کو (۳۶) مرتبہ پڑھے تو اس کی جان اور مال محفوظ ہو جائے گا اور اسکی قوت بڑھ جائیگی اور کمزوری کم ہو جائے گی۔

اَلْمُهَيْمِنُ - محافظ

لطائف ومعارف:

نگران، محافظ، جس طرح سے پرندہ اپنے پر پھلا کر اپنے بچے کی حفاظت کرتا ہے، عالم، ہر نفس کے اعمال سے باخبر، اگر اس کی اصل ''مؤیمن'' ہو تو اس کا معنی ہے امین، صادق، اپنی مخلوق کے اعمال، روزیوں اور زندگیوں کا نگہبان، اور یہ ایسا اسم مبارک ہے جو علم اور کلام کے تمام معانی کو جامع ہے۔

اللہ کی ذات اپنی سب مخلوقات سے اور ان کے رزق سے اور اس کی عمر سے واقف ہے۔ اللہ کا یہ نام سابقہ کتب میں بھی ہے۔

خاصیت

اس کے وظیفہ کرنے سے آدمی کو باطن کا شرف اور عالی ہمت ہونے کے ساتھ عزت اور شان حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ یہ شخص غسل کر کے نماز پڑھ کے خلوت میں اپنے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے خیال کو قابو میں رکھ کر اس کا سو مرتبہ وظیفہ کرے۔

اَلعَزِیزُ - غالب

لطائف ومعارف:

عزت والا، بلند، نفیس، عدیم النظیر اور قول وفعل کے ساتھ تمام ممکنات پر حاوی امام الحرمین ابن الجوینی نے العزیز کا معنی غالب کیا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا معنی اپنی قدرت کے زور سے احکام کا جاری کرنے والا اور اسم الملک کے تقاضا کے مطابق حکمتِ ترتیب کے ساتھ علم کا احاطہ کرنے والا ہے، چنانچہ یہ اسم قدرت کے تمام معانی کا جامع ہے۔

کوئی شخص اللہ کے امر کو اپنے ادراک غالب کے ساتھ نہیں پا سکتا، "خلق کے اوصاف سے بلند پس جو شخص یہ جان لیتا ہے کہ اللہ کی ذات العزیز ہے اس کی قوت خیال مخلوق سے بلند ہو جاتی ہے یعنی اس کی توجہ مخلوق کی طرف نہیں رہتی، عارف مرسی فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے عزت کو مخلوقات سے خیال کو ہٹا لینے میں ہی دیکھا ہے۔

خاصیت

جو شخص چالیس روز تک روزانہ چالیس مرتبہ العزیز کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیں گے، اس کو عزت دیدیں گے اور کسی کا محتاج نہیں کریں گے، یہ غناء اور عزت، حقیقی شکل میں ہوگی یا معنوی شکل میں یا صورۃً ہوگی۔

الجبار - زبردست

لطائف ومعارف:

۱۔ زبردستی سے شئ کی اصلاح کرنیوالا اور کمی کوتاہی کو درست کرنیوالا، جیسے عربی میں کہتے ہیں "یَا جَابِرَ کُلِّ کَسِیرٍ" (اے ہر کوتاہی کے پر کرنیوالے)

۲۔ قہار

۳۔ اپنی حسب منشاء اپنی مخلوق کے امور کی اصلاح کرنیوالا چاہے وہ امور اخلاق

سے متعلق ہوں یا اعمال سے یا رزق سے یا عمر سے،

۴۔ اس سے بہت بلند کہ اس کو کفار کی سازش سے نقصان پہنچ سکے۔

۵۔ اپنے احکام کو نافذ کرنے والا۔

خاصیت

اگر کوئی شخص اس کو صبح شام کچھ مقدار میں پڑھ لیا کرے تو وہ ظالموں کے ظلم سے اور زیادتی کرنے والوں کی زیادتیوں سے سفر میں بھی محفوظ رہے اور وطن میں بھی۔

اَلْمُتَکَبِّرُ - بڑائی والا

لطائف ومعارف:

کبریائی والا، وہ ذات جو اپنی نسبت سے اپنے غیر کو حقیر جانے اور اپنے غیر کو ایسے دیکھے جیسے مالک اپنے غلام کو دیکھتا ہے اس معنی میں یہ لفظ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہی ہر چیز کی بنسبت ہر لحاظ سے عظمت و کبریائی کے ساتھ منفرد ہے، اسی لئے اس کو غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں کیا جاتا مگر مذمت کے موقع میں۔

امام الحرمین ابن الجوینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اسم مبارک تنزیہ کے تمام معانی کو جامع ہے

خاصیت

اس کی خاصیت جلالت اور برکت ہے حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو اپنی بیوی کے پاس جانے کی رات میں دخول کے وقت صحبت سے پہلے دس مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک لڑکا عطاء کریں گے۔

اَلْخَالِقُ - پیدا کرنے والا

لطائف ومعارف:

''خالق'' کا لفظ ''خَلْق'' سے مشتق ہے اس کا اصل معنی بہترین طریقہ سے تخلیق کرنا ہے قرآن کریم کی آیت ''فتبارک اللہ احسن الخالقین'' اس کے معنی میں

ہے، یہ اسم مبارک نئے سرے سے اور بغیر کسی اصل سے بنانے کے ایجاد کرنے کے معنی بھی دیتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "خلق السموات والارض" (اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی اصل سے بنانے کے ایجاد کیا) جیسا کہ انسان کو نطفہ سے بنایا پس اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اصل سے بھی پیدا کرتا ہے اور بغیر اصل کے بھی ایجاد کرتا ہے وہی کائنات کا موجد ہے اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور اسی کے دم سے کائنات کی بقاء ہے تخلیق کا معنی ممکن کی ایجاد ہے اور عدم سے وجود میں لانا ہے۔

خاصیت

جو شخص رات کے درمیانی حصہ میں اس اسم مبارک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو اس کا دل اور چہرہ منور ہو جائے۔

اَلْبَارِئُ - بنانے والا

لطائف ومعارف:

مخلوق کو پیدا کرنے والا، کامل نظام کے ساتھ بعض اشکال کو بعض سے جدا کرتے وقت تفاوت وتنافر سے بری۔

خاصیت

جو شخص لگاتار سات دن تک روزانہ سو مرتبہ اس کا ورد کرے گا وہ سب آفات سے محفوظ رہے گا۔

اَلْمُصَوِّرُ - صورت بنانے والا

لطائف ومعارف:

اپنی ایجادات کی صورتوں کی تخلیق کرنے اور ان کو اپنی حکمت سے مزین کرنے والا، یہ تین اسماء "الخالق، البارئ، المصور" ایسے نام ہیں کہ تخلیق میں کسی کا اختیار اور تدبیر نہیں چلتی "وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ" (اور آپ ﷺ کا رب جس چیز کو جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ان لوگوں کی پسند کا اس میں کوئی دخل نہیں

ہوتا) چاہے کسی کو مرد بنائے کسی کو عورت، کسی کو کالا کسی کو گورا، کسی کو انسان کسی کو حیوان وغیر ذلک۔ ایسی چیزوں میں کسی کی مرضی اور پسند کو کوئی دخل نہیں ہے۔

اَلْخَالِقُ، اَلْبَارِئُ، اَلْمُصَوِّرُ

پیدا کرنے والا۔ بنانے والا۔ صورت بنانے والا

لطائف ومعارف:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تین نام ایک ہی معنی دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، پھر فرمایا تعمیر عمارتی سامان کی ضرورت مند ہوتی ہے، پھر شکل و صورت کی پھر حسن وصورت کی محتاج ہوتی ہے امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ایک روٹی جو دسترخوان پر رکھی جاتی ہے اس کو تین سو ساٹھ کاریگر تیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی کاریگری میں غیر کا محتاج نہیں کبھی کاریگری کو موجد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کا خالق بنتا ہے اور کبھی اختراعی چیز کو تصویر کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اس کا مصور کہلاتا ہے اور کبھی اس کو زینت کی ضرورت ہے تو وہ اس کا مزین کہلاتا ہے تب جا کر کے ایک چیز مکمل حالت تک پہنچتی ہے۔

خاصیت

اس کی خاصیت صنائع عجیبہ میں اور ظہور ثمرات میں اعانت کرنا ہے حتی کہ کوئی بانجھ عورت جب روزانہ (اکیس مرتبہ) روزہ کی حالت میں غروب آفتاب کے بعد اور افطاری سے پہلے ورد کرے اور اس کے بعد صرف پانی سے روزہ افطار کرے، اس کا بانجھ پن ختم ہو اور اس کے رحم میں بچے کی صورت بنے گی۔

اَلْغَفَّارُ - بڑا بخشنے والا

لطائف ومعارف:

''غفار'' غفر سے مشتق ہے اور غفر کا معنی کسی چیز کو ایسی شے سے ڈھانپنا جو اس کی

حفاظت کر سکے، پس اس کا معنی یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ برائیوں اور گناہوں کو دنیا میں پردہ ڈال کر چھپا دیتی ہے اور آخرت میں اس پر مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ اس کو معاف کر دیا جائے گا، غفار کا معنی اپنے بندوں کو کثرت سے معاف کرنے والا بھی ہے۔

خاصیت

جو شخص اس اسم مبارک کو نماز جمعہ کے بعد سو مرتبہ پڑھے گا اس کے سامنے آثار مغفرت کھل کر سامنے آجائیں گے۔

اَلْقَهَّارُ : اَلْقَاهِرُ

بہت طاقت ور - زور والا

لطائف ومعارف:

جو کچھ بھی موجود ہے وہ سب اس کی قدر کے سامنے مقہور اور اس کی قضاء وقوت کے سامنے مسخر ہے، یا اس اسم مبارک کا یہ معنی ہے کہ وہ ذات جس نے بڑے بڑے سر کشوں کو جھکا دیا اور ان کو ہلاک کر کے ان کی کمر توڑ دی۔

خاصیت

اس کے ورد سے دنیا کی محبت چلی جاتی ہے اور اس طرح سے اس کے دل سے ماسوی اللہ کی عظمت بھی اور تعلقات دنیویہ سے اس کا نفس ضعیف پڑ جاتا ہے، پس جو شخص اس کا کثرت سے ذکر کرے گا اس کو یہ بھی حاصل ہوگا اور اس کے دشمن پر نصرت کے آثار بھی ظاہر ہوں گے۔

اَلْوَهَّابُ - بہت دینے والا

لطائف ومعارف:

بڑی نعمتوں والا، دائمی عطاء والا۔ بغیر سبب بغیر استحقاق، بغیر مقابلہ اور بغیر بدلہ کے عطیہ دینے والا، اور ان عطاؤں میں مبالغہ کرنے والا

خاصیت

۱۔ جو شخص اس کا چاشت کی نماز میں سجدہ کی حالت میں دواماً ذکر کرے گا اسکو غنا، لوگوں میں قبولیت اور لوگوں میں اس کی ہیبت اور بزرگی قائم ہوگی۔

۲۔ اگر "الکریم، ذِی الطَّول، اَلْوَهَّابُ" سب کو ملا کر پڑھا کرے گا اس کو مال وعزت کی فراوانی ہوگی۔

اَلرَّزَّاقُ - روزی دینے والا

لطائف ومعارف:

ہمہ اقسام کے رزق واسباب جن سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے اور ہر وہ چیز جس سے فائدہ لیا جاسکتا ہے سب رزق کے معنی میں شامل ہے چاہے وہ کھانے پینے سے متعلق ہو یا رہائش ولباس کے یا علم وعمل کے ان رزقوں کو حلال طریقہ سے استعمال کرنا حلال اور حرام کے طریقہ سے استعمال کرنا حرام ہے۔

پس وہ رزاق تعالیٰ شانہ ہر چیز کی صورت ومادہ کی اس چیز کے ساتھ امداد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کی حفاظت کی جاسکے پس اجسام کی امداد غذا سے کرتا ہے اور عقول کی علم اور دل کی فہم سے اور روح کی تجلیات سے۔

خاصیت

جو شخص اس کو نماز فجر سے پہلے گھر کے ہر کونہ میں دس مرتبہ پڑھے گا اور اس عمل کو داہنی طرف سے قبلہ رخ سے شروع کرے گا اور اگر ممکن ہو تو ہر کونہ میں قبلہ رو ہو کر پڑھے گا تو اس کے رزق میں فراخی پیدا ہوگی۔

اَلْفَتَّاحُ - مشکلات دور کرنے والا

لطائف ومعارف:

۱۔ مخلوقات کے درمیان فیصلہ کرنیوالا یا فتح کی ابتداء کرنیوالا، صاحب کشاف نے کشاف میں لکھا ہے کہ فتح کا معنی حاکم ہے کیونکہ وہ مشکل اور مغلق چیز کو کھولتا ہے

۲۔ اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ ہر قسم کی مخلوقات پر رحمت کے خزانے کھولتا ہے۔
۳۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ سختی اور تنگی کی حالت میں فتح ونصرت کی تخلیق وابداع کرتا ہے

خاصیت

دل پاک ہوگا، رزق وسیع ہوگا

اس کی خاصیت کاموں کا آسان ہونا، دل کا منور ہونا، فتح کے اسباب پر فائز ہونا، پس جو شخص اس اسم کو نماز فجر کے بعد (۷۱) مرتبہ پڑھے گا اور اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے گا اس کا دل پاک ہوگا۔ اس کا بھید منور ہوگا، اس کا معاملہ آسان ہوگا اور اس میں رزق کے آسان ہونے کا بھید بھی ہے۔

اَلْعَلِیْمُ - جاننے والا

لطائف ومعارف:

ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا، پس اللہ تعالیٰ کا علم تمام معلومات کو محیط ہے اور ان کے موجود ہونے سے بھی پہلے ان کا علم رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر وہ علم معلوم ہے جو اس کی ذات کیلئے واجب ہے اور ہر وہ علم بھی معلوم ہے جس کا غیر خدا کو معلوم ہونا درست ہے اور وہ علم بھی معلوم ہے جس کا غیر اللہ کو معلوم ہونا محال ہے۔

خاصیت

جو شخص اس اسم مبارک کو اپنا لازمی وظیفہ بنالے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے لائق اپنی معرفت عطاء فرمائیں گے، اور اس کا وظیفہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ اس کو علم بھی نصیب کریں گے۔

اَلْقَابِضُ - بند کرنے والا

لطائف ومعارف:

جس پر چاہے رزق کو تنگ کردے، روح کو جسم سے نکال دے، اغنیاء سے زکوۃ

وصدقات کو وصول کرے، فقراء سے رزق کو تنگ کردے،

خاصیت

اس کے وظیفہ کرنے سے کشادگی سے تنگی کی طرف حالت بدل جاتی ہے

اَلْبَاسِطُ - کھولنے والا

لطائف ومعارف:

وہ ذات جو جس کیلئے چاہے وسعت پیدا کردے، اور اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ موت کے وقت اجسام سے ارواح کو قبض کرتا ہے اور حیات کے وقت اجسام میں روح کو پھیلا دیتا ہے۔

خاصیت

اس کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کو پڑھا جائے تو رزق میں کشادگی ہوتی ہے اور اگر کسی مشکل میں آدمی پھنسا ہوا ہو تو وہ مشکل دور ہوتی ہے اور کاروبار کی ترقی کیلئے بھی بہت مفید چیز ہے۔

اَلْقَابِضُ، اَلْبَاسِطُ بند کرنے والا - کھولنے والا

لطائف ومعارف:

وہ دلوں کو خوف کی وجہ سے منقبض کرتا ہے اور امید کے ساتھ کشادہ کرتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے کیا، جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی یہ بات صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمائی کہ "اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے اے آدم! (محشر کے اس مجمع سے) دوزخیوں کا گروہ الگ کردو، تو وہ عرض کریں گے کتنے آدمی نکالوں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے"۔ تو یہ ارشاد سن کر صحابہ کرام کے دل منقبض ہوگئے جب حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی یہ حالت دیکھی تو ان کے دلوں کی کشادگی کے لئے ارشاد فرمایا تمہاری مثال سب اُمتوں میں ایسی ہے جیسے میاہ بیل کی جلد پر سفید بال۔

امام رازی رحمہ اللہ نے آیت "الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل" یعنی جب صحابہؓ سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے لئے لشکر تیار کیا ہے تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور بڑھا اور بولے ہمیں اللہ کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

اَلْخَافِضُ - پست کرنے والا

لطائف ومعارف:

نیچا کرنے والا یعنی اللہ کی ذات کفار ومشرکین اور اپنے دشمنوں کو پست اور چھوٹا بھی کرتی ہے۔

خاصیت

اپنے دشمنوں اور دشمنان دین کو پست کرنے کیلئے اس کا وظیفہ کیا جاتا ہے۔

اَلرَّافِعُ - بلند کرنے والا

لطائف ومعارف:

بلند کرنے والا جو اپنے مؤمنین کو نصرت اور اعزاز کے ساتھ اونچا کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرنے اور اپنے سے دور کرنے کے ساتھ نیچا کرتا ہے اور اپنے دوستوں کو تقرب اور سعادت عطاء کر کے بلند کرتا ہے۔

خاصیت

بلند مراتب، قرب خداوندی، سعادت دنیوی واخروی، اور لوگوں کی نگاہوں میں بلند اور مرتبہ کے حصول کیلئے خاص اوقات میں اس کو کثرت سے پڑھا جائے۔

اَلْمُعِزُّ: عزت دینے والا

لطائف ومعارف:

(وہ ذات جو جس کو چاہے لوگوں کے نزدیک پسندیدہ شخصیت بنا دے، اور حقیقی

اعزاز عطاء فرمائے۔ اور حقیقی اعزاز یہ ہے کہ آدمی کو حاجت اور اتباع خواہشات کی ذلت سے چھٹکارا مل جائے اور اپنے معاملہ میں غالب اور اپنے نفس پر قاہر ہو جائے۔

خاصیت

اس کے وظیفہ کرنے سے آدمی کو من جانب اللہ عزت حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے لوگ بھی اس کی عزت کرتے ہیں۔

اَلْمُذِلُّ - ذلت دینے والا

لطائف ومعارف:

ذلت دینے والا ذلیل کرنے والا (یعنی وہ ذات جو کسی سے لوگوں کو متنفر کردے دور کردے) حقیقتاً ذلیل کردے کہ کہیں سے پھر اسکو عزت نہ مل سکے۔

خاصیت

متکبر اور مغرور اور ظالم فسادی کے شر سے بچنے کیلئے اگر اس اسم پاک کو فرض نمازوں کے بعد کثرت سے پڑھا جائے تو انشاء اللہ مقصود حاصل ہوگا۔

اَلسَّمِیْعُ - سننے والا

لطائف ومعارف:

سننے والا (یعنی ہر موجود چیز اسکی صفت سماع کے سامنے منکشف ہے اور ہر سنی جانے والی چیز چاہے وہ کلام ہو یا کوئی اور آواز وغیرہ اس کا بھی اس کو ادراک ہوتا ہے)

اَلْبَصِیْرُ - دیکھنے والا

لطائف ومعارف:

بذات خود ہر موجود کو دیکھنے والا

خاصیت

توفیق کا حاصل ہونا پس جو شخص اسکو نماز جمعہ سے پہلے سو مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ

اسکی بصیرت کی آنکھ کھول دیں گے اور اسکو نیک قول وعمل کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

اَلْحَکَمُ - منصف

لطائف ومعارف:

ایسا حاکم جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے حکم کا کوئی تعاقب کرسکتا ہے اور فیصلہ کا مرجع وہی ہے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے بھی اور شقی وسعید کے عذاب یا ثواب کی تمیز کرنے میں بھی

خاصیت

اگر کوئی شخص اس اسم مبارک کو حق و باطل کے امتیاز کیلئے یا شقاوت سے بچ کر سعادت کے حصول کیلئے ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے گا تو انشاء اللہ اس کا یہ مقصد پورا ہوگا

اَلْعَدْلُ - انصاف کرنے والا

لطائف ومعارف:

عادل، انتہاء درجہ کا عدل کرنے والا

خاصیت

اپنے مقدمہ میں حق کا فیصلہ کرانے کیلئے روزانہ صبح کے بعد ایک سو ایک مرتبہ حق کے فیصلہ کے تصور کے ساتھ پڑھا جائے۔

اَللَّطِیْفُ - باریک داں

لطائف ومعارف:

لطف والا: مخفی امور اور ان کے دقائق کو جاننے والا، وہ محسن جو منافع تک رفق سہولت کے ساتھ پہنچادے اور خود ادراک سے مخفی ہو۔

علامہ حرالیؒ فرماتی ہیں کہ لطیف لطف سے مشتق ہے اور لطف کا معنی ہے امور کو ان کے اضداد کی صورتوں میں چھپانا، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو غلامی کے لباس میں

لے جا کر حکومت تک پہنچا دیا یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا "اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ" (بلاشبہ میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کرتا ہے)

خاصیت

اس کی خاصیت درد وغم کو مٹانا ہے۔ جس نے (۱۶۰) مرتبہ اس کا ورد کیا تو وہ مقام میں اثر اور جلالت دیکھے گا، اور جس نے روزانہ (۱۰۰) مرتبہ یا (۱۳۰) مرتبہ یا (۸۰) مرتبہ اس کا ذکر کیا اس پر جس قسم کی تنگی ہوگی اس میں کشادگی ہو جائے گی۔ اس سے لوگ نرمی سے پیش آئیں گے۔

اَلْخَبِیْرُ - خبردار

لطائف ومعارف:

از خود امور کے حقائق کو جاننے والا، ان دقائق امور کو جاننے والا جن کو کوئی نہیں جان سکتا سوائے کسی کے بتلانے کے یا کسی حیلہ کے۔

خاصیت

ہر چیز کے متعلق اس کی وجہ سے خبر حاصل ہو جاتی ہے جو سات دن تک اس کا ذکر کرتا رہے اس کے پاس روحانی حضرات ہر طرح کی خبر لائیں گے جس کا اس نے پڑھتے وقت ارادہ کیا ہو چاہے بادشاہوں کے حالات ہوں یا زمانوں کے یا دلوں کے اور جو شخص کسی کے پاس اذیت میں مبتلا ہو تو وہ اس اسم مبارک کو کثرت سے پڑھے۔

اَلْحَلِیْمُ - بردبار

لطائف ومعارف:

جس کو غصہ مضطرب نہ کرے، اور غیظ وغضب عقوبت میں ڈالنے کیلئے جلدی میں مبتلا نہ کرے، اور فوری انتقام نہ لے

خاصیت

کسی کے غصہ اور انتقام سے بچنے کیلئے، اور اللہ تعالیٰ کے انتقام سے بچنے کیلئے اس

کی کثرت کی جائے تو انشاء اللہ حفاظت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے نیک اعمال کی توفیق بھی عطا فرمائیں گے تاکہ آدمی کے گناہ اللہ کے انتقام کا سبب نہ بنیں

اَلْعَظِیْمُ - بزرگ

لطائف ومعارف:

یہ لفظ عظیم جسم والے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جیسے ہاتھی اور اونٹ یا بڑے جسم کیلئے جس کے تمام اقطار واطراف کا نگاہ احاطہ نہ کر سکے جیسے آسمان وزمین، پھر یہ لفظ مرتبہ کے لحاظ سے کبیر القدر کیلئے بھی استعمال ہوا وعلی ہذا القیاس عظیم مطلق جو مراتب عظمت کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہو اور عقل اس کا تصور نہ کر سکے اور نہ ہی اسکی حقیقت کا احاطہ کر سکے یہ اللہ کی ذات ہے اور اللہ کی ذات ہی علی الاطلاق (مطلقاً) عظیم ہے اس کے اس وصف کے سامنے ہر شے حقیر ہے۔

خاصیت

جس کی موت کا ابھی وقت نہ آیا ہو اور وہ اس اسم مبارک کا کثرت سے ورد رکھے اس کو اس کی مرض سے شفاء حاصل ہوگی اور عافیت نصیب ہوگی۔

اَلْغَفُوْرُ - پردہ پوش

لطائف ومعارف:

کثرت سے بخشنے والا، اور بخشش کا مطلب یہ ہے کہ بندے کو اپنے انتقام سے بچانا اور اس کے گناہ سے درگذر کرنا، اَلْغَفُوْرُ : اَلْغَفْرُ سے مشتق ہے اور اَلْغَفْرُ کا معنی ہے کسی چیز پر کچھ اوڑھ دینا جس سے اس کو غبار تک نہ پہنچے، بعض علماء نے اَلْغَفَّارُ میں بخشش کا معنی زیادہ بیان کیا ہے اور بعض نے کہا ہے غفور میں جہت کیفیت میں مغفرت کا مبالغہ ہے اور اَلْغَفَّارُ میں جہت کمیت میں مغفرت کا مبالغہ ہے اور یہ مبالغے بھی من جانب اللہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اَلْغَفُوْرُ : بھی اَلْغَفَّارُ کے معنی میں ہے لیکن غفار زمانوں اور افراد کیلئے عموم رکھتا ہے اور غفور کثرت مغفرت میں مبالغہ کا معنی رکھتا ہے۔

خاصیت

اس سے درد والم دور ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر بخار والے کیلئے تین مرتبہ لکھ کر اسکو پلایا جائے تو اچھا ہو جائے۔

سید الاستغفار کا فائدہ

اور اگر سید الاستغفار (جو کہ نماز حنفی میں لکھا ہوا ہے اور ہر بچہ کو یاد ہے) کو لکھ کر اس شخص کو پلایا جائے جو موت کی سختی اور شدت میں مبتلاء ہو اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو اور اس کی موت آسان ہو اس کو علامہ بلائیؒ نے ذکر کیا اور اس کا تجربہ کیا ہے۔

اَلشَّکُوْرُ - قدر دان

لطائف ومعارف:

معمولی سے نیک عمل پر کثرت سے انعام واکرام اور جزا دینے والا اپنے فرمانبرداروں کی اچھی تعریف کرنے والا، ان کے شکر کی جزا دینے والا۔

خاصیت

اس سے رزق وغیرہ میں وسعت ہوتی ہے اور بدن وغیرہ میں عافیت ملتی ہے عافیت کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ جس کو ضیق النفس اور بدن میں تھکاوٹ اور جسم میں بوجھ ہو تو وہ اس اسم مبارک کو لکھ کر اس پر ہاتھ پھیرے اور اس کو پانی میں ڈال کر اس کا پانی پیتا رہے۔

اَلْعَلِیُّ - بلند

لطائف ومعارف:

یہ اسم مبارک عربی کے لفظ "عُـلُـوّ" سے نکلا ہے معنی اس کا یہ ہے "وہ ذات جو علو مرتبہ میں اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہو جس سے اوپر کوئی رتبہ نہ ہو بلکہ ہر رتبہ اس سے کم تر ہو وہ ذات جو عقلوں کے ادراک سے بالا ہو ذات میں صفات میں اور افعال میں اس کی ذات کی طرح کوئی ذات نہیں، اس کی صفت کی طرح کوئی صفت نہیں اس کے نام کی

طرح کوئی نام نہیں اس کے کام کی طرح کوئی کام نہیں۔

خاصیت

سطحی امور سے اعلیٰ مدارج تک پہنچنا اس کی خاصیت ہے اس کو چھوٹی چیز پر (انگلی یا سیاہی سے) لکھو تو وہ بڑی ہوگی، بڑھے گی، پردیسی پر لکھو تو اس کی ضروریات پوری ہوں گی، فقیر پر لکھو تو اس کو غناء حاصل ہوگا۔

اَلْکَبِیْرُ - بہت بڑا

لطائف ومعارف:

یہ صغیر کی ضد ہے، کبیر وصغیر عموماً اجسام میں استعمال ہوتے ہیں ان کے مقادیر کے اعتبار سے پھر اس کا استعمال عالی رتبہ کیلئے ہوا اللہ تعالیٰ اس دوسرے معنی کے اعتبار سے کبیر ہیں، یا تو وہ تمام موجودات میں اکمل واشرف ہیں یا مشاہدہ حواس اور ادراکِ عقول میں آنے والے نہیں اس کے ذکر کے سامنے ہر چیز چھوٹی اور اس کی کبریائی کے سامنے حقیر ہو جاتی ہے۔

خاصیت

۱۔ جو شخص کثرت سے اس اسم مبارک کو یاد کرے اس کیلئے علم اور معرفت کا دروازہ کھل جائے گا۔

۲۔ اگر اس کو کھانے پر پڑھا جائے اور میاں بیوی اس کو کھالیں تو ان کے درمیان اتفاق اور صلح پیدا ہوگی۔

اَلْحَفِیْظُ - نگہبان

لطائف ومعارف:

موجود کو زوال اور اختلال سے محفوظ رکھنے والا جتنا عرصہ اس کی حفاظت کرنا چاہے خلائق کا مدبر اور ان کو ہلاکتوں سے بچانے والا یا تمام معلومات کو اس طرح سے جاننے

والا کہ اس میں کوئی تغیر اور زوال نہیں آتا۔

خاصیت

جو شخص اس کو اپنے پاس رکھے گا اور کسی جگہ اس کو یاد کرے گا تو فوراً اس کی برکت محسوس کرے گا حتی کہ اگر کوئی شخص اس نام مبارک کو اپنے اوپر لٹکا کر درندوں کے درمیان بھی سو جائے گا تو وہ اسکو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

اَلْمُقِیْتُ - صاحب اقتدار

لطائف ومعارف:

بدنی اور روحانی غذاؤں کا خالق اور ان کو اجسام وارواح تک پہنچانے والا صاحب اقتدار، اشیاء کا محافظ اور ان کا نگہبان۔

خاصیت

۱۔ اس کو پڑھنے سے روزی اور طاقت حاصل ہوتی ہے اگر کوئی روزہ دار اسکو پڑھے گا اور خاک پر لکھ کر اس کو تر کرے گا پھر اسکو سونگھے گا تو اس کی کمزوری میں قوت آجائے گی۔

۲۔ اور جو شخص سات مرتبہ لوٹے پر اس کو پڑھے گا اور اس پر اس کو لکھے گا اور سفر میں اس سے پانی پیئے گا تو سفر کی وحشت سے محفوظ ہوگا خصوصاً جب اس کے ساتھ صبح وشام سورۂ لا یلف قریش کو بھی ملا لے گا۔

اس کے فائدے علامہ مناویؒ کے نزدیک مجرب ہیں۔

اَلْحَسِیْبُ - کفایت کرنے والا

لطائف ومعارف:

تمام امور میں کفایت کرنے والا یا قیامت کے دن تمام مخلوقات کا حساب لینے والا حسیب بمعنی شریف بھی ہے جیسا کہ حسب کا معنی شرف ہے۔

خاصیت

اس اسم مبارک کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی مشکلات میں کفایت کرتے ہیں اور قیامت میں بھی اس کا حساب آسان فرمائیں گے اور دنیا و آخرت میں شرف بخشیں گے

اَلْجَلِیْلُ - عظیم الشان

لطائف و معارف:

صفت جلال کی تمام صفات تنزیہ کے ساتھ موصوف (امام رازی) جلیل، کبیر اور عظیم میں فرق ہے کہ کبیر ذات میں کامل ہو جلیل صفات میں کامل ہو اور عظیم ذات اور صفات دونوں میں کامل کو کہتے ہیں

خاصیت

اس کے پڑھنے سے آدمی کو جلالت شان حاصل ہوگی اور اس کا حکم چلے گا۔

اَلْکَرِیْمُ - کرم کرنے والا

لطائف و معارف:

بغیر سوال اور بغیر وسیلہ کے اپنے فضل سے عطا کرنے والا بغیر سزا دئے درگذر کرنے والا نقائص و عیوب سے پاک، رفیع القدر، عظیم الشان، سوال سے پہلے دینے والا اور بلا حد و حساب دینے والا اور ایسی نعمت دینے والا جس کا زوال نہ ہو ایسی ذات اللہ کی ہو سکتی ہے اور صفات اور فعل بھی اسی کے ہو سکتے ہیں۔

خاصیت

اس سے کرم اور اکرام حاصل ہوتا ہے جو اس کو سونے کے وقت ہمیشہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کا اکرام ڈال دے گا۔

اَلرَّقِیْبُ - نگہبان

لطائف و معارف:

چیزوں کی نگہداشت رکھنے والا زمین و آسمان میں کوئی بھی ایسا ذرہ نہیں جو اس کی

نگہداشت سے باہر ہو نہ وہ غافل ہوتا ہے نہ اس کو ذہول ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر غفلت اور ذہول کا اطلاق جائز ہے نہ تو وہ کسی مدبر کا محتاج ہے اور نہ کسی توجہ دلانے والے کا۔

خاصیت

گمشدہ چیزیں ملتی ہیں اہل و مال کی حفاظت ہوتی ہے اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ کثرت سے اس اسم مبارک کا ذکر کرے تو وہ مل جائے گی۔

اگر ماں کے پیٹ میں بچہ کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو اس کو سات مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے تو وہ ضائع نہ ہوگا۔

جو شخص سفر میں جانے کا ارادہ کرے اور اس کو اپنے گھر والوں یا اولاد میں سے کسی پر اس کے خلاف خواہش کام کرنے کا ڈر ہو تو اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ کر سات مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھے تو اس سے محفوظ رہے گا۔

اَلْمُجِیْبُ - قبول کرنے والا

لطائف و معارف:

مانگنے والے کی دعا کو قبول کرنے والا اور اس کے حال یا مستقبل کی ضروریات کو پورا کرنے والا اور جو اس کے لائق ہو اس کی لیاقت اور استعداد کے مطابق دینے والا۔

خاصیت

اگر دعا میں اس نام کو ذکر کیا جائے تو دعا جلدی قبول ہوتی ہے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے نام "اَلسَّمِیْعُ" کے ساتھ۔

نوٹ: اصل کتاب میں "سمیع" کی بجائے "صریع" لکھا ہوا تھا تلاش کے باوجود اللہ کے نام میں "صریع" نہیں ملا غالب گمان یہی ہے کہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے سمیع کی بجائے صریع لکھا گیا ہے اس لئے ہم نے "صریع" کی بجائے "سمیع" کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

الواسع - کشادہ رحمت والا

لطائف و معارف:

یہ سعۃ سے مشتق ہے اور سعۃ کی نسبت علم اور رزق کی طرف ہے پس جب ہم اللہ

کے علم کی طرف دیکھتے ہیں تو اس کے بحر معلومات کا کوئی کنارہ نہیں ملتا، اور اگر اس کی نعمتوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کی کوئی انتہاء نہیں ملتی۔

ایسا غنی جس کا غناء وسیع ہو جو اپنے بندوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہو اور اس کا رزق اس کی تمام مخلوق کی ضروریات سے بھی وسیع ہو یا وہ ذات جس کا علم ہر چیز کو محیط ہو۔

خاصیت

اس کے ورد سے آدمی کے رزق اور علم میں بے پناہ وسعت ہوتی ہے

اَلْحَکِیْمُ - حکمت والا

لطائف ومعارف:

حکمت والا کمال علم، عمل کو بہترین طریقہ اور بھروسے سے نباہنے والی ذات، بمعنی علیم، محکم، اشیاء کو اپنے علم اور ارادۂ قضا وقدر کے ساتھ محکم طریقہ سے وجود میں لانے والا تمام اشیاء کی بہتری کا جاننے والا۔ سب علوم سے افضل اللہ کو پہچاننا ہے اس سے ادراک ہوا کہ وہ حکیم ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

رأس الحکمة مخافة الله اعلیٰ درجہ کی دانائی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے

خاصیت

اس کا فائدہ مصیبتوں کو دور کرنا اور باب حکمت کو کھولنا ہے

اَلْوَدُوْدُ - دوست دار

لطائف ومعارف:

جو تمام مخلوقات کیلئے خیر کو پسند کرے، تمام حالات میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے دوستوں سے محبت رکھے، انتقام کو موڑ دے اور نقصان سے دور کردے

خاصیت

اس سے محبت حاصل ہوتی ہے خصوصاً میاں بیوی کے درمیان جو شخص اس کو ہزار مرتبہ کھانے پر پڑھ کر دم کرے اور اس کو اپنی بیوی کے ساتھ کھائے تو بیوی پر اس کی

محبت غالب ہوگی اور اس کی فرمانبرداری کے سوا کوئی کام نہیں کرے گی۔

اَلْمَجِیْدُ - بزرگ

لطائف ومعارف:

وسیع کرم والا، شرف کامل والا، وسیع ملک والا جس کی کوئی انتہاء نہ ہو اور اس پر اضافہ نہ ہوسکے۔ اپنی ذات میں شریف، اپنے اعمال میں جمیل اور اپنی عطاء میں فیاض ہے۔

خاصیت

جلالت شان، بزرگی اور طہارت ظاہری و باطنی حاصل ہوتی ہے حتی کہ بدن میں بھی اور شکل وصورت میں بھی مشہور ہے کہ جب برص زدہ آدمی چاند کی تیرہ، چودہ، پندرہ کو روزہ رکھے اور ہر دن افطار کے وقت کثرت سے اس نام کا ورد کرے تو وہ سبب سے یا بلا سبب اس بیماری سے نجات پائے گا۔ کہا جاتا ہے برص کو جب پچاس سال گزر جائیں تو آدمی کو صحت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اچھی طرح سرایت کر جاتی ہے۔

اَلْبَاعِثُ - پھر سے زندہ کرنے والا

لطائف ومعارف:

قبروں میں موجود لوگوں کو قیامت کے دن اٹھانے والا یا لوگوں تک ان کی روزیاں پہنچانے والا انبیاء اور رسل کو مبعوث کرنے والا، ہمہ وقت قائم' قائم دائم رکھنے والا اور ہر وقت بیدار رہنے والا۔

خاصیت

جو شخص اپنے سونے کے وقت سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کے اس اسم مبارک کو سو مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کریں گے اور علم وحکمت عطا فرمائیں گے۔

اَلشَّهِیْدُ - گواہ

لطائف ومعارف:

موجود، اشیاء کے ظاہر کو جاننے والا جس طرح سے کہ وہ خبیر ہے بھی یعنی اشیاء

کے باطنی حالات کو جاننے والا۔ شاہد (بمعنی گواہ) کا مبالغہ یعنی قیامت کے دن مخلوق پر گواہی دینے والا، حاضر جس سے کوئی معلوم، دیکھی جانے والی اور سنی جانے والی چیز غائب نہیں ہوسکتی اس کے سامنے کسی چیز کی پہچان کرانے کی ضرورت نہیں بلکہ وہی ہر چیز کو پہچان دیتا ہے۔

اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ

خاصیت

اس کے ورد سے باطل سے حق کی طرف رجوع نصیب ہوتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ جب کسی نافرمان اولاد کے پیشانی کے بال پکڑ کر اس پر اس کو پڑھا جائے ایسے ہی نافرمان بیوی پر اسی طریقہ پر اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھا جائے تو وہ درست ہوجائیں گے۔

اَلْحَقُّ - حق

لطائف ومعارف:

ثابت۔ اس کے بالمقابل باطل ہے باطل کا معنی معدوم ہے یا حق کا معنی حق کو ظاہر کرنے والا حق اپنے ایسے وجود کے ساتھ ثابت ہے کہ زوال، عدم اور تغیر کو قبول نہیں کرتا اللہ کے مقابلہ میں اس معنی میں ہر چیز باطل ہے کیونکہ اس کے سامنے کسی چیز کی کوئی حقیقت نہیں نہ ذات میں نہ غیر ذات میں کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے،

الا کل شئ ما خلا اللّٰہ باطل اللہ کے سوا ہر چیز بے حقیقت ہے

خاصیت

چار کونے والے کاغذ کے ہر کونے پر یہ نام لکھا جائے اور اس کو سحری کے وقت اپنی ہتھیلی میں رکھا جائے اور پھر اس ہتھیلی کو آسمان کی طرف بلند کر دیا جائے اللہ تعالیٰ اس شخص کے مشکل کام کی کفایت فرمائیں گے۔

اَلْوَکِیْلُ - ضامن

لطائف ومعارف:

بندوں کے معاملات کو قائم رکھنے والا، اور ان کی ضروریات کا کفیل، صاحب تدبیر

خاصیت

اس سے محتاجی دور ہوتی ہے اور جس شخص کو آندھی یا کڑک کا خوف ہو (اور کھیت یا کسی چیز کے نقصان کا خوف ہو) تو وہ اسم مبارک کی کثرت کرے اس سے وہ آندھی، بجلی، کڑک اس سے مڑ جائے گی اور خیر اور رزق کے دروازے کھل جائیں گے۔

اَلْقَوِیُّ - طاقت ور

لطائف ومعارف:

وہ ذات جس کی نہ ذات میں کمزوری ہو نہ صفات میں نہ اقوال میں نہ اس کو تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے نہ کھیل کود اور اس کو قصور لاحق ہوتا ہے نہ کمزوری وہ کمال کی حد تک قدرت تامہ رکھتا ہے اس پر کبھی بھی عاجزی غالب نہیں آسکتی سب کاموں کا بنانے والا وہی ہے یہی معنی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں۔ تمام کام اللہ کے سپرد ہیں قوی میں قدیر سے بھی زیادہ معنی پایا جاتا ہے۔

خاصیت

اگر کسی شخص پر کوئی ظلم کرے یا کوئی کام نہ بنتا ہو تو اس نام کے ورد سے اس کو ظالم پر قوت حاصل ہوگی اس کا حق ملے گا اور قوت حاصل ہوگی۔

اَلْمَتِیْنُ - مضبوط

لطائف ومعارف:

ایسی کمال قدرت والا کہ اس کے مقابل، مشارک اور قریب کوئی قوت نہیں ہوسکتی اس کی قوت میں ضعف نہیں آتا وہ ایسا غالب ہے کہ اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی وہ اپنی قوت میں مادے اور کسی سبب کا محتاج نہیں۔

خاصیت

اس کا ورد رکھنے والے کو اپنے کاموں میں بے پناہ قوت حاصل ہوگی اور مخالف کے مقابلہ میں ضعف پیدا نہ ہوگا۔

اَلْوَلِیُّ - دوست

لطائف ومعارف:

مددگار محب، مخلوقات کے کاموں کا متولی، اپنے خاص بندوں کے کاموں کا متولی اللہ ولی المتقین الآیۃ (اللہ متقین کا دوست ہے) اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور الآیۃ (اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے ہیں وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے) اپنے دشمنوں پر قاہر۔

خاصیت

اگر کوئی شخص اس نام مبارک کو پڑھا کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی دائمی دوستی نصیب ہوگی حتیٰ کہ اس کا حساب آسان لیا جائے گا اور اس کے کام آسان ہو جائیں گے۔

حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس اسم مبارک کو ہر جمعہ ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کو اس کا مقصود مل جائے گا۔

اَلْحَمِیْدُ - مستحق تعریف

لطائف ومعارف:

مستحق تعریف، محمود، ان صفات عالیہ سے موصوف جن کے ساتھ کسی اور کی حمد بجا لانا صحیح نہیں۔ جو ازل سے اپنی ذات کی خود حمد کرے، اور اس کے بندے ابد تک اس کی حمد بجا لائیں، وہ حمد کرنے والوں کی حمد سے بھی پہلے محمود ہے۔

خاصیت

اس کے پڑھنے سے افعال، اخلاق اور اقوال میں آدمی کو تعریف حاصل ہوتی ہے

اَلْمُحْصِیْ - گھیرنے والا

لطائف ومعارف:

ایسا عالم جو تمام معلومات کا احاطہ اور شمار رکھتا ہے، قدرت والا

اَلْمُبْدِئُ - نیا پیدا کرنے والا

لطائف ومعارف:

عدم سے وجود میں لانے والا کائنات کو عدم غیبی سے وجود غیبی کی طرف ظاہر کرنے والا بغیر سابقہ مثال کے قبل از وجود اشیاء کو پیدا کرنے والا

خاصیت

حاملہ عورت کے پیٹ پر سحری کے وقت انتیس مرتبہ پڑھا جائے تو اس کے پیٹ میں جو کچھ ہوگا محفوظ ہو جائے گا ضائع نہیں ہوگا۔

اَلْمُعِیْدُ - لوٹانے والا

لطائف ومعارف:

معدوم کو لوٹانے والا نیست ونابود ہو جانے کے بعد پھر سے لوٹانے والا

خاصیت

اگر کوئی شخص کسی چیز کو کہیں رکھ کر بھول گیا یا کوئی یاد کی ہوئی چیز اس کو بھول گئی تو کئی دفعہ اس کو دہرائے خصوصاً جب المبدئ ، المعید اکٹھے دہرائے گا تو اس کو بھولی ہوئی چیز یاد آ جائے گی۔

اَلْمُحْیِیُ - زندہ کرنے والا

لطائف ومعارف:

حیات کا خالق مالک جس کو چاہے زندگی دے

خاصیت

اس کو توجہ سے پڑھنے سے الفت حاصل ہوتی ہے پس جس کو جدائی یا قید کا ڈر ہو تو وہ اپنے بدن پر پڑھ کر دم کرے۔

اَلْمُمِیْتُ - مارنے والا

لطائف ومعارف:

خالقِ موت جس پر چاہتا ہے موت کو مسلط کرتا ہے حقیقت حیات ظہور میں کامل کرنا ہے اور حقیقت موت غیب کی طرف موڑ دینا ہے جس طرح چاہتا ہے زندوں پر موت کو مسلط کرتا ہے جب چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے چاہے کسی سبب کے تحت موت کو وارد کرے یا بغیر سبب کے ۔دلوں کو نور معرفت کے ساتھ زندگی بخشتا ہے جس طرح سے اجسام کو ارواح کے ساتھ زندگی دیتا ہے اور دلوں کو غفلت کے پیش آنے سے موت دیتا ہے۔

خاصیت

جو شخص گنہگار ہو یا اس کا نفس نیکی میں اس کی فرمانبرداری نہ کرے تو وہ اس اسم مبارک کی کثرت کرے

اَلْحَیُّ - زندہ

لطائف ومعارف:

ایسی زندگی کے ساتھ موصوف جس پر فنا یا موت نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کو کوئی قصور اور عجز لاحق ہوتا ہے نہ اس کو نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔

خاصیت

ہر چیز میں ثبوت حیات اس کی خاصیت ہے

اَلْقَیُّوْمُ - تھامنے والا

لطائف ومعارف:

بذات خود قائم اور دوسرے کو اپنی طاقت وقدرت کے ساتھ قائم کرنے والا۔وہ ذات جو بذات خود قائم ہو اور ہر چیز اس کی وجہ سے قائم ہو۔میں نے امام بیہقی کی کتاب الأسماء

والصفات میں دیکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ سے پوچھا کیا ہمارا رب سوتا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر تم مؤمن ہو تو اللہ سے ڈرو (ایسی بات مت کہو)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ دو پیالے لو اور ان کو پانی سے بھر کر کھڑے ہو جاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا آپ کو (کچھ وقت کے بعد) اُونگھ آئی تو دونوں پیالے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے تھاما ہوا ہے اگر میں سو جاؤں تو یہ تباہ ہو جائیں گے۔

خاصیت

ذات، وصف اور قول و فعل کے اعتبار سے قیام اور قیومیت کا حصول پس جو شخص تنہا اس اسم مبارک کو پڑھا کرے گا اس کو نیند نہیں آئے گی۔

اَلْوَاجِدُ - موجود کرنے والا

لطائف و معارف:

وہ ذات جو جو چاہے اور جس چیز کی طلب کرے اس کو پالے۔ کوئی چیز اس سے نہ چوکے۔

اَلْمَاجِدُ - بزرگی والا

لطائف و معارف:

بزرگی والا اس کی بنسبت اسم "مجید" میں بزرگی کا معنی زیادہ ہے۔

خاصیت

اس میں قریب قریب اسم "المجید" والی خصوصیات ہیں

اَلْوَاحِدُ - اکیلا

لطائف و معارف:

حصہ حصہ ہونے سے بالاتر نہ تو اس کی ذات تعدد کو قبول کر سکتی ہے نہ کسی سے اشتراک کو کیونکہ وہ ترکیب سے منزہ ہے وہ اپنی ذات صفات اور افعال میں یکتا ہے وہ

کسی چیز کے مشابہ نہیں نہ کوئی چیز اس کے مشابہ ہے وہ اپنے افعال میں تنہا ہے اس کا کوئی شریک اور نظیر نہیں۔

خاصیت

جو شخص اس کو روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کے دل سے لوگوں کا خوف نکل جائے گا۔

اَلْاَحَدُ - تنہا

لطائف ومعارف:

اپنے معنی میں یکتا، وہ ذات جس کا تقسیم ہونا محال ہو علامہ اقلیشی احد اور واحد کے درمیان فرق یہ ہے کہ واحد کا معنی ہے وہ ذات جو تقسیم ہونے کی نہیں اس لئے یہ عین ذات کیلئے بولا جاتا ہے جس میں اس کی ذات سے سلب کثرت ہوتا ہے اور احد وصف ذات کیلئے بولا جاتا ہے جس میں سلب نظیر اور شریک ہوتا ہے۔

علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں احد ابلغ اور اعم ہے جیسا کہ عربی میں مقولہ ہے ان مافی الدار احد ا (گھر میں کوئی بھی نہیں ہے) بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات ،صفات، اقوال میں واحد ہے اور اپنی وحدانیت میں احد ہے کہ وہ کسی تغیر کو اور کسی حال میں تشبہ کو قبول نہیں کرتا علامہ بغوی فرماتے ہیں ان دونوں ناموں میں کوئی فرق نہیں ہے اور علامہ قرطبی اپنی کتاب شرح الأسماء میں فرماتے ہیں اور اللہ اسم ذات ہے اور واحد اس کی صفت ہے امام غزالیؒ نے اپنی کتاب المقصد الأسنی میں اسم احد کا ذکر نہیں کیا کیونکہ بعض روایات میں یہ اسم مذکور نہیں۔

اَلصَّمَدُ - بے نیاز

لطائف ومعارف:

سردار جس کے سامنے تمام حاجات پیش کی جاتی ہوں اور مرغوبات حاصل کی جاتی ہوں۔

زجاجؒ فرماتے ہیں کہ صمد کا معنی سردار ہے جس پر سرداری ختم ہو اس سے اوپر کوئی

سردار نہ ہو۔

خاصیت

کامیابی اور صلاحیت کا حصول اس اسم مبارک کا خاصہ ہے جس شخص نے سحری کے وقت ایک سو پچیس مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کو پڑھا اس پر صدق اور صدیقیت کے آثار نمایاں ہوں گے، جس شخص نے یہ پہچانا کہ اللہ کی ذات صمد ہے وہ کسی اور کا محتاج نہ ہوگا تمام حالات میں وہ اللہ کی طرف سے بری ہوگا۔

اَلْقَادِرُ - قدرت والا

لطائف ومعارف:

بغیر کسی عمل دخل اور واسطہ کے اپنے کام پر حاوی علامہ حرالیؒ فرماتے ہیں اسم قادر لفظ قدرت سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے اشیاء کا وجود میں ظاہر ہونا تو قادر کا معنی ہوگا اشیاء کو وجود میں ظاہر کرنے والا۔

اَلْمُقْتَدِرُ - قدرت دینے والا

لطائف ومعارف:

ہر وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کچھ حصہ دیا ہے اس پر غالب ہونے والا، صاحبِ اقتدار۔

خاصیت

اپنے مولیٰ کی طرف سے تدبیر کا حاصل ہونا اور جس شخص نے اپنی نیند سے بیداری کے وقت اس کو دیکھ کر پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے ارادے کی خود تدبیر فرمائیں گے کہ اس کو تدبیر کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اَلْمُقَدِّمُ : اَلْمُؤَخِّرُ سب سے پہلے - سب سے پیچھے

لطائف ومعارف:

بعض اشیاء کو بعض پر مقدم کرنے والی ذات جیسا کہ بعض چیزوں کو یا تو ذات کے

اعتبار سے مقدم کرنے والی ہے جیسا کہ بسیط چیزوں کو مرکب چیزوں پر مقدم کیا یا وجود کے اعتبار سے مقدم کرنے والی ہے۔ جیسے اسباب کو مسببات پر مقدم کیا یا شرف کے اعتبار سے مقدم کرنے والی ذات جیسا کہ انبیاء اور صلحاء کو مقدم کیا اور اپنے دشمنوں کو پیچھے کیا یا ترتیب اشیاء میں بعض کو بعض سے مضبوط کیا۔

خاصیت

جو شخص اعلیٰ مراتب حاصل کرنا چاہے اور لوگوں سے آگے بڑھنا چاہے تو ان ناموں کا ورد کرے۔

اَلْاَوَّلُ - اول

لطائف ومعارف:

سب سے اول وہ ذات جس کے وجود کا افتتاح بھی نہیں اور اس کے وجود کا کوئی افتتاح کرنے والا بھی نہیں۔

خاصیت

ضروریات کا حصول پس جو مسافر ہر جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اس کو پڑھے گا اس کے کام پورے ہو جائیں گے۔

اَلْآخِرُ - آخر

لطائف ومعارف:

سب سے آخر اس کے وجود کا کوئی اختتام کرنے والا بھی نہیں کیونکہ اس کی قدامت ثابت ہے اور عدم محال ہے اسی سے ہر چیز کی ابتداء ہوئی اور اسی کی طرف ہر چیز نے لوٹ کر جانا ہے۔

خاصیت

غیر اللہ سے باطن کی صفائی پس جو شخص روزانہ سو مرتبہ اس کے پڑھنے کی عادت بنائے گا اس کے دل سے ماسوا اللہ نکل جائے گا۔

یہ دو نام ہیں پہلے میں یہ ہے کہ وہ اول کو ہر اول سے پہلے احاطہ کرنے والا ہے اور آ

خر کو بھی ہر آخر کے بعد احاطہ کرنے والا ہے اسی سے ابتداء ہے اور اسی سے انتہا ہے نہ اس سے پہلے کوئی چیز ہے اور نہ اس کے بعد بلکہ وہی ابتداء دینے والا ہے اور وہی انتہاء کو انتہاء دینے والا ہے۔ اسی سے ابتداء ہوئی اور اسی کی طرف لوٹیں گے۔

اَلظَّاهِرُ - کھلا ہوا

لطائف ومعارف:

اس کا وجود اس کی نشانیوں اور دلائل کی وجہ سے آسمان وزمین میں ظاہر ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین میں ہر ذرہ اپنے مدبر کا محتاج ہے جو اس کی تدبیر کر رہا ہے اور اس کی تقدیر کر رہا ہے اور جہت تعریف کے اعتبار سے ظاہر ہے۔

خاصیت

اس کے پڑھنے والے کے دل اور بدن پر نورِ ولایت حاصل ہوتا ہے۔

اَلْبَاطِنُ - پوشیدہ

لطائف ومعارف:

اپنی ذات کے اعتبار سے عقل کی نظر سے اپنے کبریائی کے پردوں میں پوشیدہ ہے اور یہ معنی بھی ہے کہ وہ کیفیت کی جہت سے پوشیدہ ہے۔ اسی نے ہر چیز کو ظاہر کیا ہے کیونکہ وہ باطن ہے اور ہر چیز کے وجود کو اس نے لپیٹا ہے کیونکہ وہ ظاہر (غالب، قدرت والا)، جس کی کنہ حقیقت کو خود اس کے سوا کوئی نہ جان سکے۔

خاصیت

جو شخص روزانہ تین مرتبہ اس کو پڑھے گا تو اس کو انس حاصل ہوگا بشرطیکہ روزانہ ان تین مرتبہ پڑھنے کا وقت ہر مستقل گھڑی میں ہو۔

فائدہ: ہر دن میں چوبیس گھڑیاں ہوتی ہیں تو دن میں جب بھی اس اسم کو زبان پر لائے تو وہ نئی گھڑی میں ہو۔

اَلْوَالِیُ - وارث

لطائف ومعارف:

اپنی خلقت کے امور کی تدبیر کرنے والا، تمام امور کا ذمہ دار، سب کا مالک۔

خاصیت

اس کی خاصیت "اَلْوَالِیُ" میں دیکھیں۔

اَلْمُتَعَالِیُ - برتر

لطائف ومعارف:

بلندی میں سب سے آگے نقائص سے بالاتر، اپنی کبریائی، عظمت اور بزرگی میں بلند تر جس کی کبریائی وغیرہ کا کوئی ادراک نہیں کرسکتا، نہ ہی کوئی اس کے اوصاف خلق سے اس کو سمجھ سکتا ہے، بمعنی عَلِیٌّ اس سے مراد علو جلال وسلطان ہے نہ کہ جہت ومکان کی بلندی مراد ہے۔

خاصیت

رفعت اور اصلاح حال کا حصول حتیٰ کہ اگر کوئی حائضہ عورت ایام حیض میں اس کو پابندی سے پڑھے گی اللہ تعالیٰ اس کے حال کی اصلاح فرمادیں گے۔

اَلْبَرُّ - نیک

لطائف ومعارف:

وہ محسن جو اپنے لطف واحسان کے ساتھ کسی تک اچھائیاں پہنچائے اس میں اسم رب کے تقاضا کے مطابق تربیت کے کامل اکتفاء کا معنی بھی ہے۔

خاصیت

اس کے ورد سے اللہ تعالیٰ اپنے لطف واحسان سے آدمی کی ضروریات پوری فرمائیں گے۔ (انور)

اَلتَّوَّابُ - توبہ قبول کرنے والا

لطائف ومعارف:

ہر وہ گنہگار جس نے گناہ پر اصرار کو چھوڑ دیا ہو اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کیا ہو اس پر انعام کرنے والا اور اس کی توبہ کو قبول کرنے والا۔

وہ ذات جو گنہگاروں کو توبہ کی توفیق دیتی ہے۔

خاصیت

اس کے ورد سے اللہ تعالیٰ پکی سچی توبہ کی توفیق دیتے ہیں۔(انور)

اَلْمُنْتَقِمُ - بدلہ لینے والا

لطائف ومعارف:

نافرمانوں پر ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب ڈالنے والا۔علامہ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کا بھی اثر ہے، اور ان کے اثر کا نہ ہونا محال ہے

خاصیت

مظلوم، ظالم سے انتقام لینے کیلئے اگر المنتقم کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ چکادیں گے۔(انور)

اَلْعَفُوُّ - معاف کرنے والا

لطائف ومعارف:

گناہوں کو مٹانے والا اور ان سے درگزر کرنے والا الغفور کی بنسبت اس میں مغفرت کا معنی زیادہ ہے کیونکہ غفران کا معنی ہے پردہ پوشی کرنا اور عفو کا معنی ہے مٹانا اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے گناہ کو اس طرح مٹاتا ہے کہ پھر اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا (حتی کہ اس کا گناہ کراما کاتبین سے بھی بھلوادیا جاتا ہے) کامیابی اور لیاقت کا حصول پس جو شخص اس کا کثرت سے ورد کرے گا اس کیلئے رضائے الٰہی کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔

اَلرَّءُوْفُ - بڑا مہربان

لطائف ومعارف:

شدید مہربان یہ الرحیم سے ایک گنا زیادہ اور راحم سے دوگنا شدت رحمت کے اعتبار سے زیادہ ہے رؤف رأفت سے مشتق ہے اور رأفت باطنی رحمت کو کہتے ہیں اور رحمت کا معنی ضرر دور کرنے اور تکلیف کو سہولت سے دفع کرنے کا ہے۔

خاصیت

جو شخص غصہ کے وقت اس کو دس دفعہ پڑھے گا اور دس دفعہ حضور اکرم ﷺ پر درود پڑھے گا تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے غصہ کو دفع کرنا چاہے تو وہ بھی اسی مقدار پر اس اسم مبارک کو اور درود شریف کو پڑھ لے۔

مَالِكُ الْمُلْكِ - سب ملکوں کا مالک

لطائف ومعارف:

اپنی مرضی سے ملک میں کام کرنے والا، وہ ذات جس کو اپنے ملک میں تصرف مطلق حاصل ہو کوئی اس کو روک ٹوک نہ سکتا ہو اس کو اپنے حکم کے نافذ کرنے میں کوئی تردد نہ ہوتا ہو اس کے حکم کے نافذ کرنے میں کوئی مستثنیٰ نہ ہو اور نہ ہی کسی پر حکم نافذ کرتے وقت اس کو تردد ہوتا ہو۔

ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - بزرگی اور بخشش والا

لطائف ومعارف:

ہر قسم کے شرف اور کمال کا مالک اور ہر قسم کی عزت اور شان دینے والا وہ ذات جس کے سامنے کوئی جلال وکمال کا مالک نہ ہو ہر قسم کا شرف ونعمت اسی سے حاصل ہوتا ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما بكم من نعمة فمن الله: (ترجمہ) تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها. (ترجمہ) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے۔

خاصیت

عزت، شان اور بزرگی پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔

اَلْمُقْسِطُ - انصاف کرنے والا

لطائف ومعارف:

ظالموں سے مظلومین کو انصاف دلانے والا اور کمزوروں سے ظالموں کی ایذاء کو ہٹانے والا

خاصیت

اس کے ورد سے کمزوروں اور مظلوموں کو اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ (انور)

اَلْجَامِعُ - جمع کرنے والا

لطائف ومعارف:

حقائق مختلفہ کی منافرت کو دور کر کے الفت پیدا کرنے والا گرمی اور سردی، نمی اور خشکی کو حیوانات میں جمع کرنے والا، اور لوگوں کو اس دن جمع کرنے والا جس دن کے قائم ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

خاصیت

اس کے ورد سے باہمی نفرت کرنے والوں میں الفت حاصل ہوتی ہے۔ (انور)

اَلْغَنِیُّ - بے پرواہ

لطائف ومعارف:

اپنی ذات، صفات، افعال میں ہر چیز سے مستغنی کیونکہ نہ تو اس کو نقص لاحق ہوتا ہے نہ کوئی عارضہ پیش آتا ہے۔

خاصیت

ہر چیز میں عافیت کا وجود پس جو شخص اس کو اپنے بدن میں یا کسی غیر کے متعلق بیماری اور مصیبت پر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس سے دور کر دیں گے۔ اس میں دولت مند ہونے کا راز بھی ہے اور جو لوگ اسم اعظم کے اہل ہوں ان کیلئے اس میں اسم اعظم بھی ہے۔

اَلْمُغْنِیُ - آسودہ کرنے والا

لطائف ومعارف:

ہر چیز کی حاجت پوری کرنے والا۔

خاصیت

اس سے غنا حاصل ہوتا ہے جو شخص لوگوں سے ناامید ہو چکا ہو وہ روزانہ ہزار مرتبہ اس کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیں گے اور جو شخص اس کو دس جمعوں میں ہر شب جمعہ میں دس ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اس پر دس جمعوں میں غنا کا اثر ظاہر ہو جائے گا۔

اَلْمَانِعُ - روکنے والا

لطائف ومعارف:

بدن اور دین داری میں اسباب ہلاکت کو دفع کرنے والا یا اپنے دوستوں سے اسباب ہلاکت کو دور کرنے والا۔

اَلضَّارُّ - نقصان پہنچانے والا

لطائف ومعارف:

اس کو ضرر پہنچانے والا، بالواسطہ یا بلاواسطہ جو ضرر کا مستوجب ہو۔

خاصیت

ظالم کو نقصان پہنچانے کیلئے مؤثر ہے (انور)

اَلنَّافِعُ - نفع پہنچانے والا

لطائف ومعارف:

اپنے دوستوں اور جس کو چاہے نفع پہنچانے والا بلاواسطہ یا بالواسطہ

خاصیت

تجارت اور عبادت میں نفع کے حصول کیلئے اس کا پڑھنا مؤثر ہے (انور)

اَلنُّوْرُ - روشن کرنے والا

لطائف ومعارف:

خود ظاہر اور دوسری چیزوں کو عدم سے وجود میں ظاہر کرنے والا امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں نور وہ ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے ظاہر ہو اور دوسرے کو روشنی دیتا ہو۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فرشتوں کے دلوں کو اتنا منور کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرنے لگے، اور انبیاء ورسل کے دلوں کو منور کیا تو انہوں نے اس کی معرفت پائی، اور مؤمنین کے دلوں کو منور کیا تو اس کی توحید بجالانے لگے۔

خاصیت

اس کے ذکر کرنے والے کا دل اور اعضاء منور ہوتے ہیں غم اور فکر سے بچ جائے گا۔

اَلْهَادِیْ - ہدایت دینے والا

لطائف ومعارف:

ہر چیز کی تخلیق کے بعد اس کو ہدایت دینے والا لوگوں کو معاملات کی رہنمائی کرنے والا اور توفیق دینے والا۔ الذی اعطی کل شئی خلقه ثم هدی اللہ تعالیٰ کی معرفت ذات کیلئے اس کی مصنوعات کی معرفت حاصل کرو۔ تمہیں اس سے معرفت ذات الٰہیہ اور معرفت صفات الٰہیہ کی اس کی مخلوقات میں دلیلیں ملیں گی۔

خاصیت

لکھ کر اپنے پاس رکھنے اور اس کا ورد کرنے والے کو دل کی ہدایت حاصل ہوگی اور اس کا ذکر کرنے والے کو شہروں میں حکمرانی ملے گی۔

اَلْبَدِیْعُ - از سر نو کرنے والا

لطائف ومعارف:

وہ کام کرنے والا کہ اس سے پہلے اس کو کسی نے نہ کیا ہو اور اس طرح کا بھی کسی

نے نہ کیا ہو از سر نو ایجاد کرنے والا وہ ذات جس سے پہلے کوئی شے نہ ہو بلکہ وہی ہر شے سے پہلے ہو (اور ہر وہ چیز جو موجود ہو وہ اس کی ایجاد سے ہو)

خاصیت

جو شخص اس اسم مبارک کو کثرت کے ساتھ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ یَا لْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ کی صورت میں پڑھے گا اس کا ہر مقصد حل ہوگا۔

اَلْبَاقِیُ - ہمیشہ رہنے والا

لطائف ومعارف:

دائم الوجود جو فنا کو قبول نہ کرے۔

خاصیت

کسی بھی چیز میں نقصان اور ہلاکت سے بچنے کیلئے اس کا ورد موثر ہے۔

جو شخص اس کو ہزار مرتبہ پڑھے گا تو وہ اپنے دشمن سے اور غم اور فکر سے بچ جائے گا۔

اَلْوَارِثُ - وارث

لطائف ومعارف:

لوگوں کی فناء کے بعد باقی رہنے والا مالکوں کے فناء ہو جانے کے بعد ان کے املاک کا مالک بننے والا۔

خاصیت

اس کے کثرت ورد سے اللہ تعالیٰ نرینہ اولاد عطا فرمائیں اگر حاملہ کے پیٹ پر پڑھ کر دم کیا جائے تو امید ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ (انور)

اَلرَّشِیْدُ - نیک راہ بتانے والا

لطائف ومعارف:

جس کی تدبیر انتہا درجہ کی مضبوط اور صحیح ہو اس میں وہ کسی مشورے اور رہنمائی کا

محتاج نہ ہو مخلوق کو ان کی مصلحتوں کی رہنمائی کرنے والا ہو۔

خاصیت

کوئی بھی مشکل کام ہو اس میں رہنمائی کیلئے اس کو سو مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، اس سے درست جانب کی طرف ذہن متوجہ ہو جائے گا۔ (انور)

اَلصَّبُوْرُ - صبر والا

لطائف ومعارف:

جو نافرمانوں کو پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا کام میں نزاع میں عجلت نہیں کرتا، جو کسی شے کے متعلق اس کے وقت آنے سے پہلے جلد بازی نہیں کرتا۔

خاصیت

مصیبت پر صبر حاصل کرنے کیلئے یہ اسم مبارک بڑا اثر رکھتا ہے۔ (انور)

نوٹ: یہ سب مضامین علامہ عبد الرؤف مناوی کی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر سے لئے گئے جن کو انہوں نے عموماً حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب فتح الباری شرح بخاری سے لیا ہے اور بعض معانی اسماء حسنیٰ علامہ صفوری کی نزہۃ المجالس ص ۱۳۸ تا ۱۴۱ سے لئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم

(حدیث ۲۲) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِی إِذَا دُعِیَ بِهٖ أَجَابَ. فِی ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ : فِی الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ وَطٰهٰ. (ه، طب، ک) عن ابی أمامة (صح). (۲۲)

(ترجمہ) اللہ کا وہ اسم اعظم جس سے جب دعا کی جائے قبول ہوتی ہے قرآن کریم

---

۲۲ (الجامع الصغیر: ۱۰۳۱) ــــ رواه ابن ماجة، والطبرانی فی الکبیر والحاکم وصححه السیوطی ولکن فیه هشام بن عمار مختلف فیه.

کی تین سورتوں میں موجود ہے۔ سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ طہٰ میں۔

(فائدہ) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسم اعظم کو ان سورتوں میں تلاش کیا تو الحي القيوم کو پایا۔ امام رازی نے بھی اسی کو تقویت دی ہے۔

حضرت ابوشامہ فرماتے ہیں میں نے سورۃ بقرہ میں اسم اعظم کو تلاش کیا تو آیۃ الکرسی میں اللّٰہ لا اله الا هو الحي القيوم میں ملا اور آل عمران میں بھی اللّٰہ لا اله الا هو الحی القیوم میں ملا اور سورۃ طہٰ میں وعنت الوجوه للحی القیوم میں ملا۔ (کذا فی الفردوس)

حضرت ابوشامہ کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ الحي القيوم ہی اللہ کا اسم اعظم ہے۔

اسم اعظم کی ایک اور حدیث

(حدیث ۲۳) حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِسْمُ اللهِ الْاَعْظَمُ فِی هَاتَیْنِ الْآیَتَیْنِ : (وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) وَفَاتِحَةُ آلِ عِمْرَانَ وَالٓمّٓ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ)—(حم'د'ت'ہ) عن اسماء بنت یزید (صح). (۲۳)

(ترجمہ) اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ .

اور سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیت الٓمّٓ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ .

اسم اعظم کی ایک اور حدیث

حضرت ابوالدرداءؓ اور ابن عباسؓ کی حدیث

(حدیث ۲۴) حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

۲۳ (الجامع الصغیر: ۱۰۳۲) ــــ رواه احمد وابوداود' والترمذی وابن ماجة وحسنه الترمذی ورمز السیوطی لصحته مع ان فیه کما قال قاضی القضاة یحی المناوی وغیره عبدالله بن ابی الزناد والقدالح فیه لین وقال ابوداود احادیثه مناکیر وضعفه ابن معین والله اعلم.

اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ فِیْ هٰذِهِ الْآیَة "قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ الی قوله بغیر حساب". (۲۴)

(ترجمہ) اللہ کا اسم اعظم کہ جب اس کے ساتھ اللہ کو پکارا جائے تو وہ مانگنے والے کی دعا کو سنتا ہے اس آیت میں ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ. (سورۃ آل عمران: ۲۶، ۲۷)

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے اے اللہ اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے خیر تیرے ہی قبضہ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اسم اعظم کی ایک اور حدیث

لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

(حدیث ۲۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الا ادلکم علی اسم اللّٰه الاعظم دعاء یونس فقال رَجل هل کانت لیونس خاصة؛ فقال الاتسمع قوله ونجیناه من الغم و کذلک ننجی المؤمنین. (۲۵)

(ترجمہ) میں تمہیں اللہ کا اسم اعظم نہ بتاؤں؟ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہی اسم اعظم ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کیلئے خاص ہے (یا سب مسلمانوں کیلئے عام ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا (ترجمہ) ہم نے یونس کو بھی غم سے نجات دی اور اسی طرح سے مؤمنین کو بھی نجات دیں گے۔

---

۲۴ معجم طبرانی کبیر، مجمع الزوائد (الجامع الصغیر حدیث ۱۰۳۳ و ضعفه)

۲۵ (حاکم)

حضرت ابن ابی وقاصؓ کی حدیث

(حدیث ۲۶) امام ابن جریر طبری حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِی اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی دَعْوَةُ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی. (۲۶)

(ترجمہ) اللہ کا وہ اسم اعظم جس سے جب دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اور جب مانگا جائے تو عطا کیا جاتا ہے حضرت یونس علیہ السلام کی (یہ) دعا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

(ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے تیرے تیری ذات پاک ہے میں ہی حد سے نکلنے والوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن

(حدیث ۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ—(حم، ت، ک) عن ابی هریرة—(صح). (۲۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا اللہ تعالیٰ کی بہترین عبادت میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

اللہ سے حسن ظن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اس کو معاف کردے گا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو شخص اللہ کی عبادت میں حسن ادب نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ سے یہ حسن ظن رکھتا ہے وہ دھوکہ میں ہے "ولا یغرنکم باللہ الغرور"۔

---

۲۶ تفسیر ابن جریر، (الجامع الصغیر ۱۰۳۴ و ضعفه)

۲۷ (الجامع الصغیر: ۲۲۶۳) ــــ رواه احمد (۲: ۳۰۴) والترمذی والحاکم فی التوبة (۴: ۲۴۱) وقال علی شرط مسلم واقره الذهبی۔

اللہ کے ساتھ حسن ظن

(حدیث ۲۸) حضرت واثلہ بن الاسقع ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُولُ: اَنَاعِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ، وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔(طس، حل) عن واثلة۔(صح). (۲۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اگر اس کا گمان (میرے متعلق) خیر کا ہوتا ہے تو میں اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کرتا ہوں اور اگر شر کا ہوتا ہے تو میں اس کے ساتھ شر کا معاملہ کرتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی میں اس کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جس طرح کی توقع رکھتا ہے میں ویسا ہی کرتا ہوں۔ پس اس کو چاہئے کہ وہ مجھ سے اچھی امید رکھے یا یہ معنی ہے کہ جس طرح کا اس کا گمان ہوتا ہے مجھے اس کی قدرت ہے کہ میں اس کے ساتھ ویسا معاملہ کروں۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں: کہ اللہ کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا گناہ اس کے ساتھ بدظنی رکھنا ہے کیونکہ اس کے ساتھ بدگمانی ایسا گمان ہے جو اس کے کمال قدس کے خلاف ہے اور یہ گمان اس کے اسماء وصفات کے مناقض ہے۔ لہٰذا اس پر بھی وہی وعید کی گئی جو دوسرے بڑے گناہوں پر کی گئی اور فرمایا:

علیهم دائرة السوء وغضب الله علیهم ولعنهم واعد لهم جهنم

(انہی پر بری گردش ہے اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا اور ان پر لعنت کی اور ان کیلئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے)۔

---

۲۸ (الجامع الصغیر: ۱۹۳۳) ــــ رواه الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیة ورمز السیوطی لحسنه.

اور ارشاد فرمایا:

وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم ارداکم

(اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا تمہیں برباد کیا)۔

اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ امید کو خوف پر ترجیح دے۔

حضرت ابن عطاء اللہ اسکندریؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کافی ہے اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ اس کا احسان کردے، پس جس شخص کو یہ حسن ظن باللہ حاصل ہوگیا وہ کسی قسم کی خیر سے محروم نہ ہوگا اور جس نے اس حسن ظن کو کھو دیا اس کو کچھ نہ ملا، حسن ظن سے مفید کوئی چیز نہ ہوگی۔

وسعت رحمتِ خداوندی

(حدیث ۲۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الرَّحْمَةَ یَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَاَمْسَکَ عِنْدَهٗ تِسْعًا وَتِسْعِیْنَ رَحْمَةً، وَاَرْسَلَ فِیْ خَلْقِهٖ کُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ یَیْاَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یَاْمَنْ مِنَ النَّارِ — (ق) عن ابی هریرة — (صح). (۲۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت کو پیدا کیا تو سو رحمتیں پیدا کیں، پھر ننانوے رحمتیں اپنے پاس روک لیں اور ایک رحمت اپنی ساری مخلوق کی طرف روانہ کی، پس اگر کافر اللہ کے پاس کی تمام رحمت کو جان لے تو جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مؤمن اللہ کے پاس موجود عذاب کو دیکھ لے تو جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

رحمت کا معنی انعام کا ارادہ کرنا اور اکرام کا کام کرنا ہے۔

۲۹ (الجامع الصغیر: ۱۷۳۹) — رواہ البخاری و مسلم

علامہ مظہرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں کثرت سزا اور کثرت رحمت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے تاکہ مؤمن اس کی رحمت سے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو کہ اس کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگے اور علامہ علائیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ آدمی کی حالت امید وخوف کے درمیان درمیان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ زندگی میں آدمی اپنے اوپر خوف کو غالب رکھے اور موت کے وقت اللہ سے امید کو غالب رکھے۔

حقیقی طبیب ''اللہ'' ہے

(حدیث ۳۰) حضرت ابو رمثہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللّٰہُ الطَّبِیبُ — (د) عن ابی رمثة — (صح). (۳۰)

(ترجمہ) حضرت ابو رمثہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے والد نے آنحضرت ﷺ کی پشت پر کوئی چیز (مہر نبوت) دیکھی تو عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا علاج کردوں کیونکہ میں طبیب ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ہی طبیب ہے (وہی حقیقی معالج ہے) کیونکہ طبیب وہ ہے جو دوا اور بیماری کی حقیقت کو جانتا ہو اور صحت اور شفاء پر بھی قادر ہو اور یہ صفت سوائے اللہ کے اور کسی میں نہیں اس لئے جب صحت کی دعا کرنی ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ تو ہی معالج ہے تو ہی طبیب ہے یوں نہیں کہنا چاہئے کہ اے طبیب! جیسا کہ کہا جاتا ہے اے حکیم!۔ کیونکہ کسی کو طبیب کہنے کا جواز من جانب اللہ علم پر موقوف ہے۔

مال، جان، دین اور اہل خانہ کی حفاظت میں مرنیوالا شہید ہے

(حدیث ۳۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۳۰ (الجامع الصغیر: ۱۴۴۵) ــــ رواہ ابو داؤد والنسائی.

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (حم، ۳، حب) عن سعید بن زید۔ (ح). (۳۱)

(ترجمہ) جو شخص مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے دین کی حفاظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے (اہل خانہ سے مراد بیوی اور اس سے قریبی خواتین ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

جو شخص کسی مسلمان عورت کی جان وآبرو بچاتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ یہ شہادت آخرت کے اعتبار سے ہوگی، دنیا کے اعتبار سے نہیں ہوگی یعنی اس کو شہید کا ثواب ملے گا اور یہ حکماً شہید ہوگا اور حقیقی اور حکمی شہید کے ثواب میں بھی بڑا فرق ہے۔

آدمی قیامت میں اپنی پسندیدہ شخصیت کیساتھ ہوگا

(حدیث ۳۲) حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ (حم، ق، ۳) عن انس۔ (ق) عن ابن مسعود۔ (صح). (۳۲)

(ترجمہ) (ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں کے ساتھ محبت کرتا ہو لیکن ان کو مل نہ سکا ہو تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا): آدمی اس شخص کے

---

۳۱ (الجامع الصغیر: ۸۹۱۷) ــــ رواہ أحمد و ابو داؤد والنسائی والترمذی وابن حبان والقضاعی وقال السیوطی وھو حدیث متواتر.

۳۲ (الجامع الصغیر: ۹۱۹۰) ــــ رواہ احمد (۱: ۳۹۲) والبخاری (۸: ۴۸) ومسلم فی البر والصلة (۱۶۵) و ابو داؤد (۵۱۲۷) والنسائی والترمذی عن انس بن مالک وبخاری ومسلم عن ابن مسعود وقال العلائی الحدیث مشهور او متواتر لکثرة طرقه وعده السیوطی فی الاحادیث المتواتره.

ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

بلند سوچ رکھنے والے نفوس، بلند سوچ والی شخصیات اور ان کے افکار کو اپنے ذہن میں قبول کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں اور انہی جیسے کردار نبھانے کی کوشش کرتے ہیں اور گھٹیا درجہ کے لوگ گھٹیا قسم کے نچلے درجے کے لوگوں کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ پس جو شخص علم دین کی طرف رغبت کرے گا تو وہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ ہوگا اور جو گھٹیا چیزوں کی طرف رغبت کرے گا تو وہ گھٹیا لوگوں کے ساتھ۔ جیسے آج کل بہت سے لوگ بڑے بڑے علماء اور اولیاء کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ ان کے عادات واخلاق اپناتے ہیں یہ دنیا میں بھی ان کے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور جو لوگ گھٹیا چیزوں کو اور گھٹیا باتوں کو پسند کرتے ہیں جیسے ٹی وی دیکھنے کو پسند کریں تو ان کا حشر بھی قیامت کے دن ٹی وی وغیرہ کے اداکاروں کے ساتھ ہوگا اور ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کا ہوگا۔ اس لئے کہ جیسی چیزوں کو پسند کریں گے عمل میں بھی انہی چیزوں کا اظہار کریں گے ان کی سوچ بھی بری اور ان کا عمل بھی برا ان کا حشر بھی برا اور انجام بھی برا، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو پاکیزہ سوچ اور پاکیزہ صحبت نصیب کرے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے جب یہ حدیث ارشاد فرمائی تو مسلمان (صحابہؓ) جتنا اس حدیث کو سن کر خوش ہوئے اتنا کسی چیز سے خوش نہیں ہوئے (کیونکہ وہ حضور ﷺ سے محبت کرتے تھے اور قیامت میں ان کو اس حدیث کی وجہ سے حضور ﷺ کی رفاقت نصیب ہوگی)۔

اس حدیث کے ضمن میں یہ ترغیب موجود ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ محبت کی جائے تاکہ جنت میں ان کا ساتھ مل جائے اور جہنم سے اور ظالم اور جابر لوگوں کے قرب سے خلاصی حاصل ہو جائے اور اس حدیث میں صرف اللہ کیلئے لوگوں سے محبت، مسلمانوں سے محبت کی ترغیب اور مسلمانوں کے درمیان بغض وعناد سے ترہیب بھی موجود ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ کفار سے محبت کرنا جہنم میں ان کے ساتھ رہنے پر منتج ہوگا جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم دنیا میں مزے اڑالو

تمہارا انجام جہنم ہی ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عالم کفر کی شخصیات چاہے وہ کیسی ہی کیوں نہ ہوں ان کو اپنا دوست اور آئیڈیل نہ بنائیں۔ حتیٰ کہ کافر حکماء اور دانشوروں کے اقوال بھی پسند کر کے قرآن وحدیث اور مسلم شخصیات کے اقوال کے ساتھ تقریری، تحریری طور پر خطاب اور اخبارات وغیرہ میں نقل نہ کریں۔

مؤمن کی نیت عمل سے افضل ہے

(حدیث ۳۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ—(هب) عن انس— (ض). (۳۳)

(ترجمہ) مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بندے کو ہمیشہ جنت میں داخل کرنا اس کے عمل کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ اس کی نیت کی وجہ سے ہے کیونکہ اگر انسان کے عمل کے بقدر جنت میں داخلہ ہوتا تو اس کی مدت عمل کے بقدر ہوتی یا اس سے کئی گنا زیادہ ہوتی لیکن ہمیشہ کے لئے جنت میں رکھنا اس کی نیت حسنہ کے بدلہ میں ہے کیونکہ اگر اس کی نیت ہمیشہ کے لئے یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی عبادت کرے گا تو جب اس کی موت آئے گی تو اس کی جزاء بھی اس کی اس نیت کے بقدر ہوگی اور اسی طرح سے کافر کا معاملہ ہے کہ اگر اس کو اس کے عمل کی بنیاد پر سزا دی جاتی تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق نہ بنتا مگر بقدر کفر کی مدت کے لیکن چونکہ اس نے دائمی طور پر کفر پر رہنے کی نیت کی تھی، اس لئے اس کو سزا بھی نیت کے مطابق دی جائے گی۔

---

۳۳ (الجامع الصغیر: ۹۲۹۵) ـــ رواه البيهقي في الشعب والقضاعي في مسند الشهاب وابن عساكر في أماليه وقال غريب ورواه الطبراني في الكبير (۶:۲۲۸) أيضا كذلك والحاصل أن له عدة طرق تجبر ضعفه وضعفه السيوطي في الدرر تبعاً للزركشي (۱۶۶)

علامہ کرمانیؒ نے اس حدیث کا یہ معنی کیا ہے کہ نیت اس عمل سے بہتر ہے جو بغیر نیت کے کیا جائے۔

یا یہ معنی ہے کہ نیت دل کا عمل ہے۔ اشرف حصہ کا عمل بھی اشرف ہوتا ہے یا اطاعت کا ارادہ دل کو منور کر دیتا ہے اور دل کا منور ہونا عمل سے افضل ہے کیونکہ عمل نیت کی صفت ہے ابن کمالؒ فرماتے ہیں یہ معنی دل کے عمل کو اعضاء کے عمل پر ترجیح دے رہا ہے۔

یا یہ معنی ہے کہ عمل کا شمار ممکن ہے اور نیت کا نہیں کیونکہ ایمان لانے سے یہ نیت متحقق ہو جاتی ہے کہ وہ جب تک زندہ رہے گا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا اور اگر وہ اس کو مار دے پھر زندہ کر دے اور اسی طرح سے بار بار ہوتا رہے تب بھی وہ مؤمن رہے گا اور اس کی فرمانبرداری کرتا رہے گا اور یہ ایسا اعتقاد ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ اسی لئے اس پر ایسی جزاء مرتب کی گئی جو اس کی نیت کے تقاضا کے مطابق تھی۔

اور بعض حضرات نے ایک اور حدیث کی تشریح میں جس کے لفظ یہ ہیں **مَن نوی حسنة فلم یعملها کتبت له حسنة فإن عملها کتبت له عشر حسنات** (جس شخص نے نیکی کی نیت کی پھر اس کو عمل میں نہ لایا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نے اس پر عمل کر لیا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی) فرمایا ہے کہ اس حدیث کے اعتبار سے عمل نیت سے بہتر معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بات پہلی حدیث کو رد نہیں کرتی بلکہ ان دونوں حدیثوں کے مجموعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کبھی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے اور کبھی عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے لیکن یہ اور بات ہے کہ دائمی ایمان اور دائمی عمل صالح کی نیت آدمی کو دائمی طور پر جنت کا مستحق کر دیتی ہے اور دائمی کفر اور فسق کی نیت آدمی کو دائمی جہنم کا مستحق کر دیتی ہے۔

وہ نیات جو اس درجہ کی نہیں ہیں بلکہ وقتاً فوقتاً نیک اعمال کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں اس وقت کبھی نیت عمل سے بڑھ جاتی ہے اور کبھی عمل نیت سے بڑھ جاتا ہے یا یوں کہیں کہ جب عمل کا فائدہ زیادہ ہو اور اس کی شان زیادہ ہو تو عمل زیادہ ہے اور اگر نیت کے اثرات زیادہ ہوں تو وہ عمل سے اعلیٰ ہے۔

مؤمن اور منافق کی نیت کی حالت

(حدیث ۳۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ، وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَيْرٌ مِنْ نِيَّتِهٖ، وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهٖ: فَاِذَا عَمَلَ الْمُؤْمِنُ عَمَلًا ثَارَ فِي قَلْبِهٖ نُوْرٌ — (طب) عن سهل بن سعد. (۳۴)

(ترجمہ) مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر ایک اپنی نیت کے مطابق عمل کر رہا ہے اور مؤمن جب عمل صالح کرتا ہے تو اس کے دل میں نور بلند ہوتا ہے (پھر اس کے اعضاء پر بکھر جاتا ہے)۔

(لطائف ومعارف)

نیت کی یہ حالت ہے کہ وہ خیر وشر میں نیت کرنے والے کو ایسے درجہ تک پہنچا دیتی ہے جہاں تک اس کا عمل بھی نہیں پہنچا سکتا۔ بس اس شخص کی نیت کا کیا مقام ومرتبہ ہے جو علم دین کو سیکھتا ہے پھر سکھاتا ہے ایسے شخص پر تو اللہ بھی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے بھی دعا کرتے ہیں اور جنگل کے جانور اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اس کے لئے استغفار کرتی ہیں اور جو شخص علم دین کو حصول دنیا کی نیت سے حاصل کرے تو اس کے اور پچھلے طالب علم دین کے مراتب میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور یہ فرق کیوں نہ ہو کہ جو شخص علم دین کے حصول میں اللہ کی رضا، اللہ کا دیدار، اللہ کے کلام کا سماع اور اللہ کا سلام، جنت عدن میں سننے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو شخص علم کے حصول کے بعد خسیس دنیا کی طلب کا ارادہ رکھتا ہو ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

نیت کیا ہے؟

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں: نیت دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہے، نیت

---

۳۴ (الجامع الصغیر: ۹۲۹۶) — رواه الطبرانی فی الکبیر (۶:۲۸۸) وقال الهیثمی رجاله موثقون إلا حاتم بن عباد بن دینار لم أر من ذکره له ترجمة وأطلق الحافظ العراقی أنه ضعیف من طریقه.

سے خیال پیدا ہوتا ہے خیال سے مشیئت پیدا ہوتی ہے' مشیئت سے ارادہ پیدا ہوتا ہے 'ارادہ سے عمل کی بیداری ہوتی ہے اور عمل کی بیداری سے اللہ کا وصال حاصل ہوتا ہے اور اس نیت کے ساتھ اس کی عقل' اس کا علم' اس کا ذہن' اس کی ہمت' اس کا عزم سب ساتھ دے رہے ہوں تب نیت مکمل ہوتی ہے۔ اس کے بعد اعمال کی باری آتی ہے اور وہ اعمال اعضاء سے ظاہر ہوتے ہیں اور جب عزم صحیح ہوتا ہے تو ریاء' فخر' تکبر تمام اعمال سے نکل جاتا ہے اور آدمی اقویاء کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

نوٹ: حدیث مذکور میں مؤمن کے مقابلہ میں جس منافق کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد کافر ہے۔ چاہے وہ کافر ہو' منافق ہو' مشرک ہو کسی قسم کا بھی کافر کیوں نہ ہو۔ اگر وہ کسی سے کوئی اچھا برتاؤ کرتا ہے تو وہ اس کی نیت سے بہتر ہوتا ہے لیکن بغیر نیت کے چونکہ عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **إنما الأعمال بالنیات** اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) اس لئے اس کا کوئی بھی نیک عمل آخرت کے لئے قبول نہیں ہوتا کیونکہ آخرت کے لئے وہی عمل قابل قبول ہے جو نیت کے ساتھ ہو اور نیت سے مراد یہاں ایمان ہے اور منافق میں ایمان ہے نہیں اس لئے اس کا کوئی عمل صالح نہیں' جس کا آخرت میں بدلہ دیا جائے۔ اس لئے اس کے بعض جو اچھے عمل ہوتے ہیں ان کا بدلہ اس کو اسی دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔ چاہے دنیاوی شہرت کے ساتھ یا دولت کے ساتھ یا صحت وغیرہ کے ساتھ۔

موت کے وقت کلمہ پڑھنے والا جنت میں جائیگا

(حدیث ۳۵) حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (حم ،د، ک) عن معاذ۔ (صح). (۳۵)

۳۵ (الجامع الصغیر: ۸۹۶۵) ــــ رواہ احمد (۵: ۲۳۳) وابو داؤد فی الجنائز و الحاکم فیها (۱: ۳۵۱) وقال صحیح. لکنه أعله ابن القطان بصالح بن ابی عریب فإنه لا یعرف حاله ولا یعرف من روی عنه غیر عبدالحمید وتعقب بأن ابن حبان ذکره فی الثقات وانتصر له التاج السبکی وقال حدیث صحیح.

(ترجمہ) جس شخص کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ کلمہ طیبہ ایک شہادت ہے جو اس نے موت کے وقت ادا کی ہے جبکہ اس کی تمام خواہشات مر چکی تھیں اور موت کی ہولناکی سے اس کا نفس ہر گناہ کو بھلا چکا تھا اور اس کی حرص ورغبت مٹ چکی تھی اور اخلاق سیئہ کا وجود میں آنا رک گیا تھا' اس نے اپنے رب کے سامنے انکساری اور اتباع کا اظہار کیا اور اس کا ظاہر اس کے باطن کے برابر ہوگیا' اس لئے اس گواہی کی صداقت کی بنیاد پر اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

بدعتی کی تعظیم گناہ ہے

(حدیث ۳۶) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَام —(طب)عن عبدالله بن بسر—(ض). (۳۶)

(ترجمہ) جس شخص نے بدعتی کی توقیر وتعظیم کی بے شک اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ بدعتی سنت کا مخالف ہے اور سنت کے مخالف کی توقیر سنت کا انہدام ہے۔ گویا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے بدعتی کی عزت کی اس نے سنت کی توہین کی اور جس نے سنت کی توہین کی اس نے اسلام کی توہین کی اور جس نے اسلام کی توہین کی اس نے اسلام کے گرانے میں بدعتی کی مدد کی۔

اور جس شخص نے صاحب سنت کی توقیر کی اس نے اسلام کو مضبوط کرنے اور اس کی عمارت کو بلند کرنے میں مدد کی۔

---

۳۶ (الجامع الصغیر: ۹۰۸۲).— رواه الطبرانی فی الکبیر وابونعیم والبیهقی فی الشعب وقال الحافظ العراقی وأسانیدها کلها ضعیفة وتاریخ دمشق لابن عساکر (۴:۲۸۳) الکامل لابن عدی (۲:۷۳۶).

بدعتی سے ہر وہ گروہ مراد ہے جس کا مسلک خلافِ سنت ہو۔ چاہے اس کی بدعت کفر کے ساتھ لاحق ہو یا معصیت کے ساتھ اس لئے اہل حق کے علاوہ دیگر فرقوں کے لوگوں کی تعظیم کرنا گناہ اور انہدام اسلام میں اعانت ہے۔

اللہ کی ذات میں فکر نہ کرو

(حدیث ۳۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَفَكَّرُوْا فِي كُلِّ شَيْءٍ، وَلَا تَفَكَّرُوْا فِي ذَاتِ اللهِ تَعَالٰى، فَإِنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ إِلٰى كُرْسِيِّهٖ سَبْعَةَ آلَافِ نُوْرٍ، وَهُوَ فَوْقَ ذٰلِكَ - (ابو الشيخ في العظمة عن ابن عباس). (۳۷)

(ترجمہ) ہر چیز میں غور و فکر کرو مگر اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہ کرو کیونکہ ساتویں آسمان سے لے کر اس کی کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور وہ ان سے بھی اوپر ہے۔ (لطائف و معارف)

علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کا اشارہ ہے کہ جو شخص عظمت باری تعالیٰ کی حقیقت اور جلال تک پہنچنا چاہے وہ حیران و پریشان ہی ہوگا بلکہ اندھا ہوگا کیونکہ جلالِ الٰہیت کا نور بشری عقول کی آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے۔

انسان کی اچھی یا بری تقدیر

(حدیث ۳۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِي بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ: ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ إِلَيْهِ مَلَكًا، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهٗ: اُكْتُبْ عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ، وَأَجَلَهٗ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ

۳۷ (الجامع الصغير: ۳۳۴۵) ــــ رواه ابو الشيخ في العظمة

بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَایَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّاذِرَاع" فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ، فَیَدْخُلُ النَّارَ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاع" فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ،فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ—(ق ۴)عن ابن مسعود—(صح). (۳۸)

(ترجمہ) تم میں سے ہر ایک کی تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک تخم انسانی کی شکل میں رکھا جاتا ہے' پھر وہ اتنے ہی عرصہ میں جما ہوا خون بنتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں اور اس کو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل' اس کا رزق' اس کی عمر اور اس کا نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھ دے (چنانچہ یہ فرشتہ اللہ کے بتلانے کے مطابق اس پیدا ہونے والے بچے کی یہ چاروں چیزیں لکھ دیتا ہے) پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے' پس ایک آدمی تم میں سے اہل جنت والا عمل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن اس پر لکھی ہوئی تقدیر سبقت لے جاتی ہے اور وہ دوزخیوں والا عمل کرتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے اور ایک شخص دوزخیوں والا عمل کرتا رہتا ہے' حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن اس پر تقدیر سبقت لے جاتی ہے اور وہ جنتیوں والا عمل کرتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث اپنے اندر دقیق مباحث کو لئے ہوئے ہے۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ خیر وشر کی تقدیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جیسا کہ ہم ایمان مفصل میں اس کا اقرار کرتے ہیں۔ "وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی" کہ خیر وشر کی

۳۸ (الجامع الصغیر: ۲۱۷۹) ـــ رواہ البخاری (۴:۱۳۵، ۸:۱۵۲) و مسلم فی القدر (۱) والنسائی وابو داؤد والترمذی (۲۱۳۷) وابن ماجة واحمد (۱:۳۸۲)

تقدیر من جانب اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ملکیت میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے اور یہ سب انصاف اور درست ہے۔

"لَایُسْأَلُ عَمَّا یَفْعَلُ" (وہ جو کچھ کرے اس سے باز پرس نہیں)۔

اس تمہید کے بعد یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو قبول حق اور اس کی اتباع کے لئے مستعد دیکھتے ہیں اور اس کو خیر کا اہل سمجھتے ہیں اور صالحیت کے اسباب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، وہ اس کو سعادت مندوں میں داخل کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ صالح اعمال لکھ دیتے ہیں جو اس کے لئے مناسب ہوں اور جس کو خشک، سخت دل اور حق سے دور دیکھتے ہیں اس کو ہلاک ہونے والے بدبختوں کے رجسٹر میں لکھ دیتے ہیں اور اس کے لئے وہ شر اور گناہ جن کی اس سے امید ہو، لکھے جاتے ہیں۔ یہ اس وقت ہے جب اس کی آخری حالت کے بدلنے کا امکان نہ ہو اور اگر اس کی آخری حالت درست ہونے کا امکان ہو تو اسی کے مطابق اس کو سعادت مند لکھ دیا جاتا ہے کیونکہ سعادت اور بدبختی کا مدار انسان کے خاتمہ پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کو پیدا ہونے سے پہلے نیک بخت یا بد بخت لکھنا اپنے اس علم کے مطابق ہے کہ اس سے زندگی بھر میں اچھے یا برے جس طرح کے اعمال صادر ہوں گے ان کا اللہ تعالیٰ کو اپنے علم ازلی کے مطابق علم ہے اور اللہ کا علم غلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اللہ نے جو کچھ اپنے علم کے مطابق لکھ دیا وہی کچھ ہوگا۔

حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ انسان کے لئے سعادت یا بدبختی لکھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مجبور محض ہو کر نیک بخت یا بد بخت ہو جاتا ہے۔

مثلاً فرعون کے جادوگر جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا ساری زندگی کفر میں گزاری تھی چونکہ ان میں قبولِ حق کی استطاعت تھی اس لئے جیسے ہی انہوں نے حق دیکھا، ایمان لے آئے اور ابلیس کو دیکھو جس کو علم بھی دیا گیا اور عبادت کی قوت بھی، ہزاروں سال عبادت کرنے کے بعد اپنے اندر چھپی ہوئی خود پسندی اور تکبر کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کے حکم کا انکار کیا اور کافر ہو گیا۔

یہی حالت بلعام بن باعور کی ہوئی۔ ساری زندگی اس نے عبادت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا اسم اعظم بھی عطاء کیا مگر اخیر عمر میں موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرنے کی وجہ سے مردود ہوا۔

پس جاننا چاہئے کہ نیکیاں اور گناہ قبولیت کی علامات ہیں۔ جنت یا جہنم کو واجب کرنے والی نہیں بلکہ ان اعمال کے انجام کی حالت کا پتہ خاتمہ پر معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر ساری عمر برے عمل کئے اور آخری عمل اچھا ہوا تو جنت مل گئی اور ساری عمر اچھے عمل کئے اور اخیر میں برے عمل پر خاتمہ ہوا تو جہنم میں گیا۔ پس نجات کا مدار سابقہ اعمال پر نہیں بلکہ اس عمل پر ہے جس پر موت واقع ہوئی۔ اس لئے آدمی کو ہر وقت نیک اعمال کرتے رہنا چاہئے۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ ایک عمل اس کی اخیر عمر کا ہو لیکن اس کو پتہ نہ چل سکے کہ میری عمر اخیر ہو گئی ہے اور خود پسندی اور اپنے کردار پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کہ معلوم نہیں آدمی کے ساتھ انجام کار کیا ہونے والا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کوئی کسی کو جنتی یا جہنمی کہہ سکے اللہ تعالیٰ اپنی ملک میں جو چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اس کے سب کام عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔

طویل العمر کی فضیلت

(حدیث ۳۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَاَلْتُ اللّٰهَ فِی اَبْنَاءِ الْاَرْبَعِیْنَ مِنْ اُمَّتِی، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قُلْتُ: فَاَبْنَاءُ الْخَمْسِیْنَ؟ قَالَ اِنِّی قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قُلْتُ: فَاَبْنَاءُ السِّتِّیْنَ؟ قَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قُلْتُ: فَاَبْنَاءُ السَّبْعِیْنَ؟ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اِنِّی لَاَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِیْ اَنْ اُعَمِّرَهٗ سَبْعِیْنَ سَنَةً یَعْبُدُنِیْ لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا اَنْ اُعَذِّبَهٗ بِالنَّارِ، فَاَمَّا اَبْنَاءُ الْاَحْقَابِ، اَبْنَاءُ الثَّمَانِیْنَ وَالتِّسْعِیْنَ، فَاِنِّیْ وَاقِفٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَائِلٌ لَهُمْ: اُدْخُلُوْا مَنْ اَحْبَبْتُمُ الْجَنَّةَ۔ (ابو الشیخ عن عائشة (ض). (۳۹)

۳۹ (الجامع الصغیر: ۴۵۹۹) ــــ رواه ابو الشیخ والدیلمی، کنز العمال (۳۹۰۶۶).

(ترجمہ) میں نے اللہ سبحانہ سے اپنی امت کے چالیس سال کی عمر والوں کے بارے میں سوال کیا تو اللہ نے فرمایا: اے محمد! میں نے ان کو معاف کر دیا ہے پھر میں نے پچاس سال کی عمر والوں کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا: میں نے ان کو بھی معاف کر دیا ہے پھر میں نے ساٹھ سال والی عمر والوں کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: میں نے ان کو بھی معاف کیا ہے' پھر میں نے ستر سال والوں کے متعلق عرض کیا تو فرمایا: اے محمد! میں اپنے بندہ سے حیاء کرتا ہوں کہ اس کو ستر سال کی عمر دوں وہ میری عبادت کرے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور میں اس کو جہنم کا عذاب دوں پھر بڑی عمر والے یعنی اسی اور نوے سال کی عمر والوں کی یہ حالت ہوگی کہ میں قیامت کے دن کھڑے ہو کر ان سے کہوں گا کہ جن جن کو تم پسند کرتے ہو جنت میں داخل کر دو۔

(لطائف و معارف)

اس امت سے مراد وہ امت ہے جس نے اسلام کو قبول کیا ہے۔

قاضی بیضاوی فرماتے ہیں: یہاں پر مغفرت سے مراد چھوٹے گناہوں سے درگزر کرنا ہے اور یہ کہ ان کے گناہوں سے ان کے سینوں کو مسخ نہیں کیا جائے گا (کہ وہ ایمان اور نیک اعمال کے اہل ہی نہ رہیں) یہ مطلب نہیں کہ حضورؐ کی کل امت بخش دی جائے گی اور عذاب نہیں دیا جائے گا یہ معنی اس لئے کیا گیا ہے کہ جو کچھ اس حدیث میں اور باقی کتاب و سنت میں ہے اس میں اس طرح سے مطابقت ہو جائے کہ اہل قبلہ فاسق کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا لیکن ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانے والے نہیں ہوں گے اور ان کو شفاعت حاصل ہوگی' یہ سابقہ امتوں کی طرح نہیں ہوں گے جن میں سے اکثر لوگ اپنے انبیاء کی نافرمانی کی وجہ سے ملعون قرار دئے گئے اور ان کو شفاعت حاصل نہ ہوئی۔

ملعون سے مراد یہ ہے کہ خدا کی رحمت سے دور ہوگا اور خدا کی رحمت جنت میں لے جانے والی ہوگی۔ گویا کہ ایسا ملعون جنت میں نہیں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے

(حدیث ۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءً اوَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءً اوَاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ يُصِيْبَهٗ—(ق)عن ابی هريرة—(صح). (۴۰)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ایک سو حصے پیدا کئے ہیں پھر اپنے پاس ننانوے حصے روک لئے اور زمین میں ایک حصہ اتارا۔ اسی حصہ کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ حتیٰ کہ گھوڑی اپنے کھر کو اپنے بچہ سے اس خوف سے اٹھا لیتی ہے کہ اس کو نہ لگے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں رحمت سے مراد وہ قدرت ہے جو خیر پہنچانے کے معنی میں ہے ورنہ فی نفسہا اللہ تعالیٰ کی قدرت غیر متناہی ہے۔ دنیا میں اس ایک حصہ کی رحمت سے اندازہ لگاتے ہوئے آپ اندازہ لگائیں کہ قیامت کے دن جو سو فیصد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اپنی مخلوق کے لئے اظہار ہوگا تو کتنا بہترین معاملہ ہوگا۔

وسعت رحمت خداوندی

(حدیث ۴۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً، وَاَرْسَلَ فِي خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ

۴۰ (الجامع الصغیر: ۳۵۸۷) — رواه البخاری (۸: ۹)، ورواه مسلم فی التوبة (۱۷) ورواه احمد عن سلمان مسند دارمی (۲: ۳۲۱).

يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَاللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ عِنْدَاللهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ—(ق) عن ابی هريرة—(صح). (۴۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت کو پیدا کیا تو سو رحمتیں پیدا کیں، پھر ننانوے رحمتیں اپنے پاس روک لیں اور ایک رحمت اپنی ساری مخلوق کی طرف روانہ کی، پس اگر کافر اللہ کے پاس کی تمام رحمت کو جان لے تو جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مؤمن اللہ کے پاس موجود عذاب کو دیکھ لے تو جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

رحمت کا معنی انعام کا ارادہ کرنا اور اکرام کا کام کرنا ہے۔

علامہ مظہرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں کثرت سزا اور کثرت رحمت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے تاکہ مؤمن اس کی رحمت سے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو کہ اس کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگے اور علامہ علائیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ آدمی کی حالت امید وخوف کے درمیان درمیان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ زندگی میں آدمی اپنے اوپر خوف کو غالب رکھے اور موت کے وقت اللہ سے امید کو غالب رکھے۔

اللہ تعالیٰ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں

(حدیث ۴۲) حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ—(ک)عن ابن مسعود(عد)عن عبدالله بن جعفر—(صح). (۴۲)

---

۴۱ (الجامع الصغير: ۱۷۳۹) — رواه البخاری (۸:۱۳۳) و مسلم جمع الجوامع (۴۸۲۲)

۴۲ (الجامع الصغير: ۱۷۴۹) — رواه الحاكم عن ابن مسعودؓ وابن عدی عن عبدالله بن جعفرؓ (۵:۲۶۵۹) جمع الجوامع (۱۷۴۹) طبرانی فی الكبير (۹:۱۱۵).

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ گناہوں سے درگزر کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اسماء گرامی اور اپنی صفات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص ان صفات کو اپنائے اس سے بھی محبت کرتے ہیں جیسے مخلوق خدا پر رحم کرنا، درگزر کرنا وغیرہ اور جو شخص ان صفات کے الٹ چلے اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اسی لئے وہ سخت دل، بخیل، بزدل، خسیس اور لئیم سے بغض کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے منقول ہے کہ بارش کی ایک رات میں مجھے تنہا ملتزم پر حاضری کا موقع ملا تو میں نے وہاں پر عرض کیا یَارَبِّ اعْصِمْنِیْ (یارب مجھے گناہوں سے محفوظ کرلے) تو مجھ سے کہا گیا کہ میرے سب بندے مجھ سے یہی طلب کرتے ہیں، پس اگر میں ان کو گناہوں سے محفوظ کردوں تو پھر میں اپنا فضل کس پر کروں گا اور کس کو بخشوں گا؟

امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عفو و درگذر کا نام ہے اور یہ دونوں حلم کی صورتیں ہیں۔ پس عفو گناہ پر مؤاخذہ نہ کرنے اور صفح الزام نہ دینے کو کہتے ہیں۔

کبیرہ گناہ والا بھی جنت میں جائیگا

(حدیث ۴۳) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ : بَشِّرْ اُمَّتَکَ اَنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَایُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ،قُلْتُ : یَاجِبْرِیْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی ، قَالَ: نَعَمْ ، قُلْتُ : وَاِنَ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی، قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی، قَالَ: نَعَمْ وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ- (حم، ت، ن، حب) عن ابی ذر (صح). (۴۳)

۴۳؎ (الجامع الصغیر: ۷۷) ــــ حدیث صحیح مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن حبان.

(ترجمہ) میرے پاس جبریل آئے اور فرمایا: ''اپنی امت کو بشارت سنادیں کہ جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا تھا (۱) وہ جنت میں داخل ہوگا' میں نے کہا: اے جبریل! اگرچہ اس نے چوری کی ہو' زنا کیا ہو؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری کی ہو زنا کیا ہو؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری کی ہو زنا کیا ہو؟ (۲) فرمایا: ہاں۔ اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو۔ (۳)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) حدیث میں شرک نہ کرنے کی شرط اس وجہ سے ہے کہ اس وقت وہاں اس کے علاوہ کوئی بیماری نہیں تھی' مگر اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اجمال کا اجمالاً اور تفصیل کا تفصیلاً' اگر عقائد صحیح نہ ہوئے تو جنت میں داخل بالکل نہ ہوگا۔ جنت میں داخلہ کی ادنیٰ شرط عقائد کا درست ہونا ہے۔ اگر کوئی شخص اجمالی اور تفصیلی عقائد کی معرفت کے بعد یہ عقیدہ رکھے کہ یا اللہ یہ میری ناقص فہم میں ہے اگر کسی عقیدہ میں مجھ سے غلطی یا کوتاہی ہو تو میں ایسے عقیدہ سے براءت کا اظہار کرتا ہوں' میرا عقیدہ وہی ہے جو تیرے نزدیک درست ہے تو انشاء اللہ اخروی نجات حاصل ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں پر مصر ہوگا تب بھی جنت میں داخل ہوگا۔ چاہے سزا بھگتنے کے بعد سہی۔

(۲) حدیث میں کبائر میں سے صرف ان دو ''زنا اور چوری'' کے ذکر پر ہی اکتفا کیا ہے کیونکہ حق یا تو اللہ کا ہوتا ہے یا بندوں کا' زنا کا ذکر کر کے اللہ کے حق کا ذکر کر دیا اور چوری کا ذکر کر کے بندوں کے حق کا ذکر کر دیا اور یہ بیان فرمایا کہ جنت میں داخلہ ان دونوں سے اجتناب پر موقوف نہیں ہے۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ حدیث میں قتل کے بجائے چوری کا ذکر کیا اس لئے کہ چوری کثرت سے ہوتی ہے اور قتل کبھی کبھی۔

جو لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو دائمی جہنمی قرار دیتے ہیں' یہ حدیث ان کی کمر

توڑ رہی ہے، دیکھو! کتنا صراحت سے موجود ہے کہ جس نے ایمان کے بعد صرف شرک نہ کیا وہ جنت میں داخل ہوگا حالانکہ کبیرہ گناہ کتنے زیادہ ہیں۔ اگر ان کی تفصیل دیکھنی ہو تو ابن حجر مکی کی الزواجر، ذہبی کی الکبائر اور ابن نجیم کا رسالہ جو انہوں نے کبائر کی تفصیل میں لکھا ہے اور رسائل ابن نجیم میں مطبوع ہے دیکھ لیں۔

(۳) یہ جملہ اس کبیرہ گناہ کی نحوست و برائی پر دلالت کر رہا ہے کیونکہ عقل میں خلل ڈالتا ہے جو انسان اور حیوان کے درمیان تمیز کا مدار ہے۔

حفاظت نعمت کی دعا

(حدیث ۴۴) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ ، وتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ، وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ—(م،د،ت)عن ابن عمر — (صح). (۴۴)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں آپ کی نعمت کے زائل ہونے سے اور آپ کی عافیت کے پھر جانے سے اور آپ کے اچانک انتقام لینے سے اور تمام قسم کی ناراضگی سے۔

خواتین وحضرات کی سعادت کی چار چیزیں

(حدیث ۴۵) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ: اَنْ تَکُوْنَ زَوْجَتُهٗ صَالِحَةً، وَاَوْلَادُهٗ اَبْرَارًا، وَخُلَطَاؤُهٗ صَالِحِیْنَ، وَاَنْ یَّکُوْنَ رِزْقُهٗ فِیْ بَلَدِهٖ—ابن عساکر(فر) عن علی وابن ابی الدنیا فی کتاب الاخوان عن عبداللّٰه بن الحکم عن ابیه عن جده—(ض). (۴۵)

---

۴۴ (الجامع الصغیر: ۱۴۷۱) ___ رواه مسلم و ابو داؤد والترمذی

۴۵ (الجامع الصغیر: ۹۲۰) ___ المطالب العالیة (۳۱۶۳) السلسلة الضعیفة (۷۵۹) رواه ابن عساکر والدیلمی عن علی، وابن ابی الدنیا فی کتاب الإخوان عن عبدالله بن الحکیم عن ابیه عن جده ابی زیاد الکوفی ورمز السیوطی لضعفه

(ترجمہ) چار چیزیں آدمی کی سعادت میں سے ہیں۔(۱) اس کی بیوی نیک ہو (۲) اس کی اولاد نیک ہو (۳) اس کے احباب صالح ہوں (۴) اس کی روزی اس کے وطن میں ہو۔

(لطائف ومعارف)

اسی طرح سے عورت کی سعادت میں سے بھی یہ ہے کہ اس کا خاوند نیک ہو اس کی اولاد نیک ہو اس کی ہم نشین خواتین نیک ہوں اور اس کی روزی اس کو گھر میں ہی مل جاتی ہو۔

نابیناؤں کا انعام جنت ہے

(حدیث ۴۶) حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال اللہ تعالی: اِذَا سَلَبْتُ مِنْ عَبْدِیْ کَرِیْمَتَیْهِ وَهُوَ بِهِمَا ضَنِیْنٌ لَمْ اَرْضَ بِهِمَا ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ اِذَا حَمِدَنِی عَلَیْهِمَا—(طب، حل) عن عرباض—(صح). (۴۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں اپنے بندہ سے اس کی دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں جبکہ وہ ان کا محتاج تھا' میں ان کے بدلے میں جنت سے کم درجہ کا ثواب دینے پر راضی نہیں ہوں گا۔

(لطائف ومعارف)

آنکھوں کو اس حدیث میں کریمتین کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ان کے دین ودنیا کے بہت سے منافع ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ دونوں آنکھیں انسان کے نزدیک اس کے تمام اعضاء سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ جو چیز اس کو پسند ہے اس کے دیکھنے سے محروم ہے اور جو چیز اس کو بری لگتی ہے اس سے بچنے سے بھی غیر محفوظ ہے پس جنت کا ثواب اس شخص کے لئے جو نابینا ہو اور نیک اعمال کرتا ہو بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! اس غمگین کا کیا صلہ ہے جو

---

۴۶ (الجامع الصغیر: ۶۰۴۶) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیة وقال الهیثمی فیه ابوبکر بن مریم وهو ضعیف' فتح الباری (۱۰: ۱۱۶) اتحاف السادة (۹: ۲۸)

صرف تیری رضا جوئی میں مصیبتیں سہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اس کو ایمان کا لباس پہناؤں پھر کبھی بھی اس سے اس کو محروم نہ کروں۔

حجۃ الاسلام (امام غزالیؒ) اپنی کتاب کشف علم الآخرۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے:

إن أول من يعطيهم الله أجورهم الذين ذهبت أبصارهم ينادى يوم القيامة بالمكفوفين فيقال لهم انتم أحرى أى أحق من أن ينظر إلينا ثم يستحيى الله تعالىٰ منهم ويقول لهم اذهبوا الى ذات اليمين و يعقد لهم راية وتجعل بيد شعيب عليه السلام فيصير امامهم ومعهم من ملائكة النور مالا يحصى عددهم إلا الله يزفونهم كما تزف العروس فيمر بهم على الصراط كالبرق الخاطف .

(سب سے پہلے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر عطاء فرمائیں گے وہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نگاہیں لے لی گئی ہوں گی قیامت کے دن نابیناؤں کو پکارا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم ان لوگوں سے زیادہ حقدار ہو جو ہماری طرف دیکھنے کے مستحق ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے فرمائیں گے جنت کی طرف چلے جاؤ اور ان کے لئے ایک جھنڈا (نشان) مقرر کیا جائے گا اور اس کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا' پس آپ ان کے آگے آگے چلیں گے اور نور کے فرشتے بھی اتنی کثرت سے ان کے ساتھ ہوں گے جن کی تعداد کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا پھر ان کو اعزاز کے ساتھ لے جایا جائے گا۔ جس طرح سے دلہن کو لے جایا جاتا ہے اور ان کو پل صراط سے آسمانی بجلی کی طرح تیزی سے گزار دیا جائے گا)

اور یہ سہولت ان نابیناؤں کو ہوگی جنہوں نے اس مصیبت پر صبر اور برداشت کو اپنایا ہوگا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور امت کے دیگر صابر حضرات۔

شکر نعمت زائل ہونے سے بچاتا ہے

(حدیث ۴۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ عَلَى النِّعْمَةِ اَمَانٌ لِزَوَالِهَا—(فر)عن عمر — (ح). (۴۷)

(ترجمہ) نعمت (کے حصول اور استعمال) پر الحمد للہ کہنا اس نعمت کے زوال سے امان دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ (اگر تم اس کا شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا) اور ارشاد فرماتے ہیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو تو میں تمہارے لئے اپنی نعمتوں کو خوب بڑھاؤں گا) پس مہربان حکمت والے آقا کا طریقہ یہی ہے کہ جب وہ بندے کو اپنی نعمت کے حق کی ادائیگی کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس پر اور احسان کر دیتا ہے اور وہ اس کو اس دوسری نعمت کا اہل سمجھتا ہے جیسا اولیاء اللہ کی عبادت کی نعمت میں لگے ہوئے ہیں اور حق نعمت ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اگلی نعمتوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ اس طرح سے وہ عبادت اور شکر کے ذریعہ نہایت سے نہایت مقامات کی طرف ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کرتے ہیں تو ان کو اگلی نعمت تک جانے کی ترقی نصیب نہیں ہوتی۔

امام الحرمین ابن الجوینی شافعیؒ فرماتے ہیں: دنیا کی سختیاں بھی اس لائق ہیں کہ بندہ ان پر بھی شکر کو اپنے اوپر لازم کر لے کیونکہ یہ سختیاں بھی حقیقت میں نعمت ہیں کیونکہ یہ انسان کو بڑے بڑے انعامات کا مستحق بنائیں گی اور عظیم منافع لائیں گی۔

نعمت پر منعم کا شکر ضروری ہے

(حدیث ۴۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ ، وَتَرْكُهَا كُفْرٌ، وَمَنْ لَا يَشْكُرُ الْقَلِيْلَ لَا يَشْكُرُ الْكَثِيْرَ ، وَمَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ، اَلْجَمَاعَةُ

۴۷ (الجامع الصغیر: ۳۸۳۶) ـــ (رواہ الدیلمی فی الفردوس ' اتحاف السادۃ (۹: ۴۹)

بَرَكَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ۔ (هب)عن النعمان بن بشير. (۴۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنا شکر ہے اور اس کا ترک ناشکری ہے اور جو قلیل پر شکر نہیں کرتا وہ کثیر پر بھی شکر نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا' وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا' جماعت برکت ہے اور فرقہ بازی عذاب ہے۔

(لطائف ومعارف)

شکر کی تین اقسام ہیں (۱) زبان سے شکر یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اظہار کیا جائے (۲) اعضاء کا شکر یہ ہے کہ عبادت میں مستعد ہو جائے (۳) اور دل کا شکر اس بات کا اعتراف کرنا ہے کہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اور جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی طبیعت اور عادت لوگوں کی خیر خواہی کی ناشکری ہو تو اس کی یہ بھی عادت ہوگی کہ وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرے گا اور اس کا شکر کرنا بھی چھوڑ دے گا یا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کا شکر قبول نہیں کرتا جو اس کے احسان پر شکر ادا کرے۔ جب کہ وہ بندہ لوگوں کے احسان کا شکر مند نہ ہوتا ہو' پس چاہئے کہ آدمی میں دونوں صفات ہوں بندوں کے احسان کا بھی شکر ادا کرے اور اللہ کی نعمتوں کا بھی۔

جماعت برکت ہے اور تنہائی عذاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کا اجتماع اور اپنے معاملات کا مل جل کر انتظام کرنا اجر وخیر میں اضافہ کرتا ہے اور ان کا جدا جدا ہونا ان پر فتنوں اور جنگوں اور قتل وغیرہ کے دروازے کھولتا ہے اور یہ دنیا کا سب سے بڑا عذاب ہے۔

محدث ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت وہب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک نبی نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اتنی کرامات دینے کے بعد بلعام سے نعمت ولایت کیوں چھینی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس نے ایک دن بھی اس نعمت پر جو میں نے اسے عطاء کی تھی شکر نہیں کیا تھا۔ اگر اس پر وہ میرا ایک مرتبہ بھی شکر ادا کرتا تو میں اس سے اپنی نعمت نہ چھینتا۔

۴۸؎ (الجامع الصغير: ۳۳۹۸) ــــ رواه البيهقي في شعب الإيمان وفيه ابو عبدالرحمن الشامي أورده الذهبي في الضعفاء وقال الأزدي كذاب ولكن رواه عنه أحمد بسند رجاله ثقاة كما بينه الهيثمي.

کفر - شرک - نفاق

مرتد بدترین کافر ہے

(حدیث ۴۹) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ابْغَضُ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ مَنْ آمَنَ ، ثُمَّ كَفَرَ-تمام عن معاذ. (۴۹)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو ایمان لایا پھر کافر ہوگیا۔

(لطائف ومعارف)

ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے والا مرتد ہوجاتا ہے اور یہ ایک ایسا خبیث اور لعین کام ہے جس کے کرنے سے ہر ذی شعور آدمی بَری ہوتا ہے کہ اس کی طرف اس کی نسبت کی جائے، وہ اس طرح سے کہ اس نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی کو خریدا اور جنت کے بدلہ میں دوزخ کو۔ یہ اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام کافروں سے زیادہ مبغوض ہو۔

کافر کو آخرت میں محرومی ملے گی

(حدیث ۵۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَايَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَةً يُعْطٰى عَلَيْهَا فِى الدُّنْيَا وَيُثَابُ عَلَيْهَا فِى الْآخِرَةِ، وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِهٖ فِى الدُّنْيَا، حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْآخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُعْطٰى بِهَا خَيْرًا-(حم،م)عن انس-(صح). (۵۰)

---

۴۹ (الجامع الصغير: ۵۴) ـــ حديث حسن فوائد تمام' طبرانی' مجمع الزوائد' جمع الجوامع (۱۴۸).

۵۰ (الجامع الصغير: ۱۸۲۳) ـــ رواه احمد ومسلم فى التوبة.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی کوئی نیکی کم نہیں کریں گے (بلکہ) اس پر اس کو دنیا میں بدلہ دے گا اور آخرت میں بھی انعام واکرام اور کافر کی حالت یہ ہے کہ اس کو دنیا میں ہی اس کی نیکیوں کا بدلہ دے دیا جاتا ہے جب یہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی نہیں بچی ہوگی جس پر اس کو کوئی انعام دیا جاسکے۔

(لطائف ومعارف)

انسان کا ایمان ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو آخرت میں اپنے نیک اعمال کے اجر کا مستحق بناتا ہے۔ اسی بناء پر مؤمنین آخرت میں جنت کا انعام پائیں گے اور چونکہ کافر کے پاس ایمان کی دولت نہیں ہے اس لئے اس کے اچھے کام (مثلاً رفاہی کام یا اچھے اخلاق) کا بدلہ دنیا میں عزت، شہرت، دولت اور جنسی آوارگی کی شکل میں دے دیا جاتا ہے۔ آخرت میں اس کو کفر کی سزا میں دوزخ کا ابدی ٹھکانا ملے گا۔ اگر وہ دنیا میں کفر کے علاوہ دیگر محرمات کا ارتکاب کرتا تھا مثلاً زمین میں فساد کرنا، مسلمانوں سے جنگ کرنا، نقصان پہنچانا، اس کا کام تھا تو ایسے کاموں کی سزا میں اس پر جہنم کے عذاب کا مزید اضافہ کردیا جائے گا۔ مشرک کا بھی یہی حال ہوگا، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو شرک سے اور ایمان کے ضائع ہوکر کفر میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

تقدیر کے معاملہ میں سکوت اختیار کرو

علم نجوم میں نہ پڑو صحابہؓ کے اختلاف میں نہ پڑو

(حدیث ۵۱) حضرت ابن مسعودؓ حضرت ثوبان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِي فَاَمْسِكُوْا ، وَإِذَا ذُكِرَتِ النُّجُوْمُ فَاَمْسِكُوْا ، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَاَمْسِكُوْا -(طب) عن ابن مسعود (عد) عنه، وعن ثوبان (عد) عن عمر (ح). (۵۱)

۵۱ (الجامع الصغیر: ۶۱۵) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود وابن عدی فی الکامل عنه وعن ثوبان وابن عدی عن عمرؓ قال ابن رجب روی من وجوه فی اسانیدها کلها مقال وبه یعرف مافی رمز السیوطی لحسنه تبعالابن صصری و لعله اعتضد.

(ترجمہ) جب میرے صحابہ (کے اختلافات) کا ذکر آئے تو (طعن وغیرہ سے) رک جاؤ اور جب نجوم (کے احکام، دلالت اور تاثیرات) کا ذکر آئے تو (ان میں بھی غور وخوض کرنے سے) رک جاؤ اور جب تقدیر کا ذکر آئے تو بھی خاموش رہو۔

(لطائف ومعارف)

تقدیر اللہ کا راز ہے جس پر نہ تو کسی فرشتہ کو اطلاع دی گئی ہے نہ کسی نبی مرسل کو نہ ہی اس میں غور وخوض جائز ہے اور نہ بحث کرنا درست ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو دو فریق میں تقسیم کیا (۱) ''اہل یمین'' جن کو اپنے فضل سے جنت کیلئے پیدا کیا (۲) ''اہل شمال'' جن کو اپنے عدل کے ساتھ جہنم کیلئے پیدا کیا۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا: اے امیر المؤمنین! مجھے تقدیر کے متعلق بتایئے تو آپؓ نے فرمایا: ایک تاریک راستہ ہے، تم اس پر سفر نہ کرنا، اس نے پھر سوال دہرایا تو آپؓ نے فرمایا: گہرا سمندر ہے تم اس میں نہ گھسنا، اس نے پھر اعادہ کیا تو فرمایا: ''اللہ کا راز ہے جو تجھ پر مخفی رکھا گیا ہے تم اس کی تفتیش میں نہ پڑو، حضور ﷺ نے تقدیر میں غور وخوض سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو شخص بھی اس میں بحث کرے گا وہ یا تو منکر تقدیر بنے گا یا مجبور محض، اس لئے آپؐ نے اس میں پڑنے سے شدت سے منع کیا ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے **عزمت عليكم ان لا تنازعو افيه، انما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا فى هذا الامر**'' (میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تم اس میں نہ جھگڑنا، تم سے پہلے بھی لوگ اس وقت ہلاک ہوئے جب اس مسئلہ میں جھگڑنے لگے)۔

(حکایت) حضرت ابن قانعؒ بلال بن ابی بردہ کے محل میں گرمی کے دن میں داخل ہوئے، وہ برف کے پاس باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلال نے کہا: آپ کو ہمارا محل کیسا لگا ہے؟ فرمایا: اعلیٰ ہے مگر جنت اس سے بھی اعلیٰ ہے اور جہنم کی یاد ایسے محل سے بے توجہ کر دیتی ہے۔ اس نے کہا: آپ تقدیر کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم قبر میں پہنچنے والے پڑوسیوں کی فکر کرو ان کو اس قسم کے مسئلہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں پڑی، اس نے کہا: میرے لئے دعا کریں۔ فرمایا: تم میری دعا کا کیا کرو گے تمہارے دروازے پر بہت سے لوگ جمع ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے ان پر ظلم کیا ہے ان کی بددعا میری دعا سے پہلے پہنچی ہوتی ہے۔ تم ظلم کرنا چھوڑ دو میری دعا کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی۔

کسی کو کافر کہنا

(حدیث ۵۲) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَكْفَرَ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا - (م) عن ابن عمر (صح). (۵۲)

(ترجمہ) جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے کوئی ایک اس معصیت کی طرف لوٹ کر رہے گا۔

یعنی اگر کوئی شخص کسی مسلمان بھائی کو کہے تو کافر ہے یا کہے اے کافر یا یہ کہے کہ فلاں کافر ہے تو اگر وہ حقیقۃً کافر ہے پھر تو اس کو اس کا کہنا درست ہوا ورنہ کہنے والے کی بات کا گناہ کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا یا یہ کہ کہنے والا حقیقۃً کافر ہو جائے گا۔ وہ اس وجہ سے کہ جب صحیح عقائد والے کی کوئی شخص تحقیر کرے گا تو وہ حقیقۃً صحیح عقائد کا انکار کر رہا ہے جبکہ ایک عقیدے کا انکار بھی موجب کفر ہے۔

آج کل کچھ لوگوں میں یہ عام عادت چل رہی ہے کہ وہ دوسروں کو کافر کہتے پھرتے رہتے ہیں، اور ان کے کفر کی تشہیر کرتے ہیں، بزرگوں نے اس طریقے سے منع کیا ہے کہ مطلقاً کفر کا فتویٰ لگایا جائے۔ ہاں اگر کسی شخص میں ذاتی طور پر خاص کفریہ عقائد پائے جاتے ہوں تو اس کو اس بناء پر کافر بتایا جا سکتا ہے لیکن اس طرح سے کہ اس کو دین حق سے نفرت نہ ہو بلکہ تمہارے حسن سلوک کی وجہ سے اگر اس کو ایمان کی ہدایت نصیب ہو تو بڑی بات ہے۔

تقدیر کا انکار اور نجوم کی تصدیق

(حدیث ۵۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ خَصْلَتَيْنِ: تَكْذِيْبًا بِالْقَدَرِ، وَتَصْدِيْقًا بِالنُّجُوْمِ - (ع،عد،خط) فی کتاب النجوم عن أنس (ض). (۵۳)

---

۵۲ (الجامع الصغیر: ۴۷۵) ــــ مسلم

۵۳ (الجامع الصغیر: ۲۸۰) ــــ مسند ابو یعلی، کامل ابن عدی، کتاب النجوم خطیب بغدادی وھو حدیث حسن لغیرہ.

(ترجمہ) میں اپنے بعد اپنی امت کے متعلق دو خصلتوں سے فکرمند ہوں۔(۱) تقدیر کو جھٹلانا (۲) اور نجوم کی تصدیق کرنا۔

(لطائف ومعارف)

تقدیر کا انکار اور نجوم کی تاثیر کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ اگر کوئی شخص علم نجوم کی معلومات حاصل کرے تو یہ کفر نہیں ہے لیکن اس کی نحوست عقیدہ کو خراب کر کے ہی چھوڑتی ہے اس لئے اس سے بھی مکمل طور پر احتراز کرنا ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے علم نجوم کے مضر اثرات کے پیش نظر اس سے اپنی امت کے لئے اپنے خوف کا اظہار فرمایا ہے۔

ایک منجم نے حضرت علیؓ کو جبکہ آپؓ نے نہروان کو ارادہ فرمایا تھا منع کیا کہ آپؓ اس گھڑی میں فلاں جگہ کا سفر نہ کریں اور فلاں جگہ کا فلاں وقت میں سفر کریں۔ آپؓ نے جواب میں فرمایا کہ جس کا تم دعویٰ کرتے ہو حضور ﷺ کو اس کا علم نہیں تھا۔ حضورؐ تو فرماتے ہیں: اللھم لاطیر الاطیرک (کوئی فال نہیں مگر تیری طرف سے) حضرت عمرؓ کا بھی کوئی منجم نہ تھا جبکہ آپؓ نے قیصر وکسریٰ کے شہر ومما لک فتح کر ڈالے تھے۔

منافق کی چار علامات

(حدیث ۵۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (حم، ق، ۳) (۵۴)

(ترجمہ) چار خصلتیں ایسی ہیں جو جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو وہ نفاق کی خصلت ہوگی حتیٰ کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

۵۴ (الجامع الصغیر: ۹۱۶) ــــ رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابو داؤد والترمذی وابن ماجة.

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۳) اور جب معاہدہ کرے تو اس میں دھوکہ دے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو حق کی بجائے باطل کی طرف مائل ہو۔

(لطائف ومعارف)

قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں احتمال ہے کہ یہ علامات حضور ﷺ کے زمانہ کے منافقین کی ہوں اور آپؐ نے نور وحی سے ان کے احوال باطنیہ کو جان لیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں منافق سے عرفی منافق مراد ہو اور عرفی منافق وہ ہوتا ہے جس کا باطن ظاہر کے مخالف ہو۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ان چاروں خصلتوں میں سے زیادہ قبیح خصلت جھوٹ بولنے کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے "وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ" فرمایا ہے۔ (یعنی ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دردناک عذاب ہوگا) وعدہ خلافی کا گناہ اس سے کچھ کم ہے۔

شرک سے پاک مؤمن جنتی ہے

(حدیث ۵۵) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ: مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ — (خ) عن ابی ذر — (صح).

(ترجمہ) مجھ سے جبرئیل نے ذکر کیا جو شخص آپ کی امت میں سے فوت ہو گیا اس حالت میں کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی۔ فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی۔

۵۵ (الجامع الصغیر: ۶۰۷۵) — رواہ البخاری (۴:۱۳۸)، کنز العمال (۲۳۹).

(لطائف ومعارف)

اگر کسی شخص نے زنا کیا' چوری کی یا اس طرح کے دیگر کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا اور ان پر مصر تھا اور توبہ نہیں کی اور مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی منشا پر ہے چاہے تو اس کو عذاب دے اور پھر جنت میں داخل کردے اور اگر چاہے تو ابتداءً معاف کردے اور جہنم میں نہ ڈالے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب اگر بغیر توبہ کے مر جائیں تو وہ ہمیشہ جہنم میں جلیں گے اس حدیث میں ایسے لوگوں کا رد بھی موجود ہے۔

سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۵۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَى الْاَعْرَابِيَّةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ۔ (طس) عن ابی سعید۔ (صح). (۵۶)

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ' (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانا' اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا' سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو)' (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دار الکفر اور دار الحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ

---

۵۶ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰) ــــ رواه الطبرانی فی المعجم الأوسط.

گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کے لئے جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کے لئے ذکر کرنا مناسب تھا' اتنا بیان فرمایا اور اوقات کا بھی تفاوت ہوسکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کرلیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے الزواجر عن اقتراف الکبائر میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

علاماتِ قیامت

قیامت کی پانچ علامات

(حدیث ۵۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ ،وَيَفْشُوَ الزِّنَا ،وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ، وَ تَبْقَى النِّسَاءُ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً قَيِّمٌ" وَاحِدٌ" — (حم ،ق ،ت ،ن،ه)عن انس — (صح). (۵۷)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مصاحبین کو ایک دفعہ فرمایا: کیا تمہیں ایسی حدیث نہ سناؤں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ اس حدیث کو میرے بعد تمہیں ایسا کوئی شخص بیان نہیں کرے گا جس نے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوگی' وہ حدیث یہ ہے)

۵۷ (الجامع الصغیر: ۲۴۷۴) — رواہ احمد (۳:۱۷۶، ۲۰۲) والبخاری ومسلم (۲۰۵۶) والترمذی والنسائی وابن ماجة 'مشکوة(۵۴۳۷)' کنز العمال (۳۸۴۲۴)

''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم کو اٹھالیا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی' زنا عام ہو جائے گا اور شرابیں پی جائیں گی' مرد ختم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس' پچاس عورتوں کے لئے ایک ایک شخص ازدواجی ضرورت پوری کرے گا (چاہے حلال صورت میں یا حرام میں)''۔

(لطائف ومعارف)

(۱) علم سے مراد علم دین ہے اور اس کا اٹھایا جانا اکابر علماء کے اُٹھ جانے سے واقع ہوتا ہے اور ایسا ہو چکا ہے کہ اسلاف میں بڑے بڑے اکابر' بڑے بڑے حافظہ والے چلتے پھرتے کتب خانے موجود ہوتے تھے۔ جس کا اندازہ ان کی کتابوں کو دیکھنے سے ہوسکتا ہے آج ویسے علماء نہیں ملتے اور علماء کی بتدریج قلت ہوتی جارہی ہے اور اسی مقدار میں شریعت سے ناواقفیت اور جہالت کا زور ہے۔

(۲) زنا اتنا عام ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں اس کے ارتکاب کو جرم ہی شمار نہیں کیا جاتا۔ باقاعدہ اس کی انجمنیں اور کلب بنے ہوئے ہیں' غیرت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اب رہی سہی کسر ٹی وی' وی سی آر' ڈش انٹینا' کیبل اور انٹرنیٹ نے نکال دی ہے اور تہذیب کے نام پر گھر گھر میں بے حیائی اور فحاشی کا دور دورہ ہے اور انٹرنیٹ وغیرہ کی یہ بے حیائی مسلمان ملکوں میں بھی عام ہو چکی ہے جس سے دیکھنے والوں کے خیالات فاسد ہو گئے ہیں اور برائے نام ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ڈسے ہوئے نہ ہوں اور ان کی آنکھوں نے زنا کی حرکات نہ دیکھی ہوں اور زنا میں ملوث نہ ہوئے ہوں۔ بدنظری تو اس سے بھی زیادہ عام ہے کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی بچتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی نگاہوں اور شرم گاہوں اور قلوب واذہان کو اس لعنت سے محفوظ رکھے۔

(۳) شراب کا عام ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ زنا کا عام ہونا ہے۔

(۴) یہاں مردوں سے مراد یا تو یہ ہے کہ قرب قیامت جنگیں ہوں گی' مرد جنگوں میں کام آجائیں گے اور ان کی عورتیں باقی رہ جائیں گی ان کو اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے جائز طریقہ سے مرد نہیں ملیں گے تو وہ ناجائز طریقوں سے ایک

مرد سے اپنی خواہش کی تکمیل کرائیں گی۔ یا یہ معنی ہے کہ رجال سے مراد متقی حضرات ہیں اور عورتوں سے مراد فاحشہ عورتیں ہیں کہ متقی لوگ تو دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور باقی جو لوگ بچیں گے وہ جنسی طاقت میں بے راہ روی کی وجہ سے کمزور یا نامرد ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے کثرت سے عورتیں گناہ کے لئے مردوں کو تلاش کریں اور ایک ایک مرد کے پاس پچاس پچاس کے قریب عورتیں رجوع کریں گی اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ کثرت سے جنگیں ہوں اور ان جنگوں میں کثرت سے عورتیں باندیاں بنائی جائیں گی اور ایک ایک مرد کے پاس پچاس پچاس عورتیں ہوں گی اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ قرب قیامت میں نرینہ اولاد بہت کم ہوگی اور لڑکیوں کی شرح پیدائش بہت زیادہ ہوگی۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنے کی نبوی پیش گوئی

(حدیث ۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ دَخَلَ جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ، وَحَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ جَامَعَ امْرَاَتَهٗ بِالطَّرِيْقِ لَفَعَلْتُمُوْهُ۔ (ک) عن ابن عباس۔ (صح). (۵۸)

(ترجمہ) تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے کی امتوں کے طریقوں کی بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ پیروی کرو گے حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوا تھا تو تم بھی داخل ہو گے اور اگر ان میں سے کسی نے اپنی اہلیہ سے راستہ میں صحبت کی ہے تو تم بھی اسی طرح سے کرو گے۔

(لطائف و معارف)

حضور ﷺ کی امت میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے فارسیوں کی عادات، سواریاں، ملبوسات اپنائے اور جنگوں وغیرہ میں ان کے طریقہ کار کو اختیار کیا اور

۵۸ (الجامع الصغیر: ۷۲۲۴) ــــ رواہ الحاکم فی الایمان وقال علی شرط مسلم واقرہ الذہبی ورواہ عنہ ایضا البزار قال الہیثمی ورجالہ ثقات.

یہود و نصاریٰ کی طرح مساجد کو مزین کرتے ہیں اور قبروں کی ایسی تعظیم کی کہ عوام ان کی عبادت کرنے لگ گئے اور رشوت عام ہوگئی' کمزوروں پر حدیں جاری کی گئیں اور طاقتوروں کو چھوڑ دیا گیا اور ہاتھ سے سلام کا رواج ہوا' ہفتہ کے دن بیمار کی عیادت چھوڑی گئی' چاند کی پہلی پندرہ تاریخوں میں جمعرات کی خوشی منائی گئی اور حائضہ عورت آٹے کو ہاتھ نہیں لگاتی تھی اور اس طرح سے دیگر بہت سے برے کام اپنا لئے گئے اور یہ وہ رسوم و بدعات ہیں جو آج سے پانچ سو سال پہلے ہوتے تھے اب تو یہود و نصاریٰ کی تہذیب و تمدن اور بے حیائی میں مسلمان عموماً اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ ان کی برابری کرنے لگے ہیں حتیٰ کہ اگر یہود و نصاریٰ نے انبیائے کرامؑ کو قتل کیا تو اس امت میں بھی لوگوں نے مسلمان خلفاء کو شہید کیا اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد حرف بحرف صادق آیا۔

حرالیؒ فرماتے ہیں: یہودیوں کا کفر یہ تھا کہ وہ اپنے علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے' وہ حق کو جانتے تھے لیکن قولاً اور فعلاً اس کی پیروی نہیں کرتے تھے' عیسائیوں کا کفر ان کے عمل کے اعتبار سے ہے کہ وہ بغیر علم کے عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت کے بغیر انواع و اقسام کی عبادات ایجاد کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو وہ نہیں جانتے۔ اسی لئے حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے تھے کہ جو شخص ہمارے علماء میں سے بگڑ گیا تو اس میں یہودیوں کی مشابہت پائی گئی اور جو شخص ہمارے عبادت گزاروں میں سے بگڑ گیا تو اس میں عیسائیوں کی مشابہت پائی گئی۔

قیامت سے پہلے حج موقوف ہو جائیگا

(حدیث ۵۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ — (ع، ک) عن ابی سعید — (صح). (۵۹)

(ترجمہ) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ بیت اللہ کا حج بھی موقوف ہو جائے۔

۵۹ (الجامع الصغیر: ۹۸۵۳) — رواہ ابو یعلی والحاکم فی الفتن.

(لطائف ومعارف)

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ بیت اللہ کا حج جاری رہے گا یہاں تک کہ حبشہ کے کچھ لوگ نکلیں گے جو اس کو ویران کر دیں گے اس کے بعد پھر عمرہ اور حج نہیں ہوگا۔

یہ حبشہ سے بھی بیت اللہ پر تاخت وتاراج کرنے والے لوگ کئی دفعہ نکلیں گے آخری دفعہ میں بیت اللہ میں یہی حالت ہو جائے گی۔

قیامت

دنیا کی اخیر اور قیامت کا قائم ہونا

(حدیث ۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا

﴿ إن اللّٰه لما فرغ من خلق السموات والأرض، خلق الصُّور، فأعطاه إسرافيلَ فهو واضعه على فيه شاخص ببصره إلى العرش ينتظر متى يؤمر، قلت: يارسول اللّٰه! وما الصُّور؟ قال: قرن، قلت: كيف هو؟ قال: عظيم، إن عظم دائرة فيه لعرض السموات والأرض ليُنفخ فيه ثلاث نفخات: الأولى: نفخة الفزع، والثانية: نفخة الصعق، والثالثة: نفخة القيام لرب العالمين، فيأمر اللّٰه إسرافيل بالنفخة الأولى، فيقول: انفخ نفخة الفزع، فيفزع أهل السموات والأرض إلا من شاء اللّٰه، ويأمره تعالى، فيمدها، ويطيلها، ولا يفتر، وهي التي يقول اللّٰه فيها: ﴿وما ينظر هؤلاء إلا صيحة واحدة ما لها من فواق﴾ [ص: ۱۵]. فتسير الجبال سير السحاب فتكون سراباً، وترتج الأرض بأهلها رجّاً، فتكون كالسفينة الموقورة في البحر تضرب بها الأمواج تكفأ بأهلها كالقنديل المعلق بالعرش، ترجحه

الأرواح، وهي التي يقول الله عزوجل: ﴿يوم ترجف الراجفة تتبعها الرادفة﴾ [النازعات: ٦-٧]. فتميد الأرض بالناس على ظهرها، فتذهل المراضع، وتضع الحوامل، وتشيب الوِلدان، وتطير الشياطين هاربة من الفزع، حتى تأتي الأقطار، فتتلقاها الملائكة، فتضرب وجوهها، فترجع، ويولى الناس مدبرين ينادي بعضُهم بعضاً، فهو الذي يقول الله عزوجل: ﴿يوم التناد، يوم تولون مدبرين﴾ [غافر: ٣٢، ٣٣]. فبينما هم على ذلك إذ تصدّعت الأرض، فانصدعت من قطر إلى قطر، فرأوا أمراً عظيماً، ثم نظروا إلى السماء فإذا هي كالمهل، ثم انشقت فانتثرت نجومها، وخسفت شمسُها وقمرها، قال رسول الله ﷺ: والأموات يومئذ لا يعلمون بشيء من ذلك، قلت: يا رسول الله فمن استثنى الله في قوله: ﴿إلا من شاء﴾؟ قال: أولئك الشهداء، وإنما يصل الفزع إلى الأحياء وهم أحيا عند ربهم يرزقون فوقاهم الله شر ذلك اليوم، وأمّنهم منه، وهو عذاب يبعثه على شرار خلقه، وهو الذي يقول الله فيه: ﴿يأيها الناس اتقوا ربكم إن زلزلة الساعةشيء عظيم، يوم ترونها تذهل كل مرضعة عما أرضعت وتضع كل ذات حمل حملها وترى الناس سُكارى وما هم بسكارى ولكن عذاب الله شديد﴾ [الحج: ١، ٢]. فيمكثون في ذلك العذاب ما شاء الله، ثم يأمر الله إسرافيل فينفخ نفخة الصعق، فيصعق أهل السموات والأرض إلا من شاء الله فإذا هم خمدوا، جاء ملك الموت إلى الجبار، فيقول: يا رب .. مات أهل السموات والأرض إلا من شئت، فيقول الله- وهو أعلم بمن بقي-: فمن بقي؟ فيقول: أي رب بقيت أنت الحي القيوم الذي لا يموت، وبقيت حملة العرش، وبقي جبريل وميكائيل، وبقيت أنا، فيقول: فليمت

جبريل وميكائيل، فيموتان، ثم يأتي ملك الموت إلى الجبار، فيقول: قد مات جبريل وميكائيل، فيقول الله تعالى: فليمت حملة العرش فيموتون، ويأمر الله العرش أن يقبض الصور من إسرافيل، ثم يقول: ليمت إسرافيل، فيموت، ثم يأتي ملك الموت إلى الجبار؛ فيقول: ربّ قد مات حملة العرش، فيقول. وهو أعلم: فمن بقي؟ فيقول: بقيت أنت الحي القيوم الذي لا يموت وبقيت أنا، فيقول: أنت خلق من خلقي خلقت لما رأيت، فمت، فيموت، فإذا لم يبق إلا الله الواحد الأحد، طوى السماء والأرض كطي السجل للكتاب، وقال: أنا الجبار، لمن الملك اليوم؟ ثلاث مرات، فلم يجبه أحد، فيقول لنفسه: لله الواحد. القهار، ويبدل الأرض غير الأرض والسموات فيبسطها ويسطحها، ويمدها مد الأديم العكاظي، لا ترى فيها عوجاً ولا أمتاً، ثم يزجر الله الخلق زجرة واحدة، فإذا هم في مثل هذه الأرض المبدلة مثل ما كانوا فيه في الأولى، من كان في بطنها، كان في بطنها، ومن كان على ظهرها، كان على ظهرها، ثم ينزل الله عليهم ماء من تحت العرش، ثم يأمر الله السماء أن تمطر، فتمطر أربعين يوماً، حتى يكون الماء فوقهم اثني عشر ذراعاً، ثم يأمر الله الأجساد أن تنبت فتنبت كنبات البقل، حتى إذا تكاملت أجسادهم فكانت كما كانت، قال الله تعالى: لتحى حملة العرش، فيحيون، ويأمر الله إسرافيل فيأخذ الصور فيضعه على فيه، ثم يقول: ليحي جبريل وميكائيل فيحييان، ثم يدعو الله بالأرواح فيؤتى بها، تتوهج أرواح المسلمين نوراً، والأخرى ظلمة فيقبضها جميعاً، ثم يلقيها في الصور، ثم يأمر الله إسرافيل أن ينفخ نفخة البعث والنشور، فينفخ نفخة البعث، فتخرج الأرواح، كأنها النحل قد ملأت مابين السماء والأرض

فيقول اللّٰه: وعزتي وجلالي ليرجعن كل روح إلى جسده فتدخل الأرواح في الأرض إلى الأجساد؛فتدخل في الخياشيم، ثم تمشي في الأجساد مشى السم في اللديغ، ثم تنشق الأرض عنكم، وأنا أول من تنشق الأرض عنه فتخرجون منها سراعاًإلى ربكم تنسلون، ﴿مهطعين إلى الداع يقول الكافرون هذا يوم عسر﴾ [القمر:٨] حفاة عراة غلفاً غرلاًثم تقفون موقفاً واحداًمقدار سبعين عاماً لا ينظرإليكم ولايقضى بينكم فتبكون حتى تنقطع الدموع، ثم تدمعون دماً، وتعرقون حتى يبلغ ذلك منكم أن يلجمكم أو يبلغ الأذقان فتضجون، وتقولون: من يشفع لنا إلى ربنا ليقضي بيننا؟ فيقولون: من أحق بذلك من أبيكم آدم؟ خلقه اللّٰه بيده، ونفخ فيه من روحه، وكلمه قبلاً، فيأتون آدم فيطلبون ذلك إليه، فيأبى ويقول: ما أنا بصاحب ذلك، فيأتون الأنبياء نبياً نبياً، كلما جاء وا نبياً أبى عليهم، قال رسول اللّٰه ﷺ حتى تأتوني فأنطلق حتى آتي اللحص فأخر ساجداً قال أبو هريرة: يارسول اللّٰه وماالحص؟ قال: موضع قدام العرش، حتى يبعث اللّٰه ملكاً فيأخذ بعضدي،فيقول: يامحمد، فأقول: نعم لبيك يا رب، فيقول: ماشأنك ؟. وهو أعلَم. فأقول: يارب! وعدتني الشفاعة وشفعتنى في خلقك؛ فاقض بينهم. فيقول اللّٰه: قد شفَعتُك أناآتيهم فأقضى بينهم، قال رسول اللّٰه ﷺ: فأرجع، فأقف مع الناس، فبينما نحن وقوف إذا سمعناحِسّاً من السماء شديداً، فينزل أهل السماء الدنيا على مِن في الأرض من الجن والإنس حتى إذا دنوا من الأرض أشرقت الأرض بنورها، وأخذوا مصافهم، وقلنا لهم: أفيكم ربنا؟قالوا: لا، وهوآت، ثم ينزل أهل كل سماء على قدر ذلك من التضعيف، ثم ينزل الجبار تبارك وتعالى ﴿في ظلل

من الغمام والملائكة﴾ [البقرة: ۲۱۰]. ﴿ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية﴾ [الحاقة: ۱۷]. وهم اليوم أربعة، أقدامهم على تخوم الأرض السفلى، والأرض والسموات إلى حجزهم والعرش على مناكبهم، لهم زجل من تسبيحهم، يقول: سبحان ذي العزة والجبروت، سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان الحي الذي لايموت، سبحان الذي يميت الخلائق ولا يموت، سبوح قدوس، سبحان ربنا الأعلى رب الملائكة والروح، سبحان ربنا الأعلى الذي خلق الخلائق ولا يموت، فيضع الله كرسيه، حيث يشاء من أرضه، ثم يهتف فيقول: يامعشر الجن والإنس، إني قد أنصت لكم من يوم خلقتكم إلى يومكم هذا؛ أسمع قولكم ،وأرى أعمالكم، فأنصتوا الَيَّ فإنما هي أعمالكم وصحفكم، تقرأ عليكم، فمن وجد خيراً فليحمد الله، ومن وجد غير ذلك فلا يلومن غير نفسه، ثم يأمر الله جهنم، فيخرج منها عنق ساطع مظلم، ثم يقول الله: ﴿وامتازوا اليوم أيها المجرمون☆ ألم أعهد إليكم يا بني آدم أن لاتعبدوا الشيطان﴾. [يس: ۵۹، ۶۰]. فيميز الله الناس وينادي الأمم، داعياً كل أمة إلى كتابها، والأمم جاثية من الهول، يقول الله تعالى: ﴿وترى كل أمة جاثية☆ كل أمة تدعى إلى كتابها﴾. [الجاثية:۲۸]. فيقضي الله بين خلقه، إلا الثقلين: الجن والإنس، فيقضي بين الوحوش والبهائم، حتى أنه ليقيد الجماء من ذات القرن، فإذافرغ الله من ذلك فلم تبق تبعة عند واحدة للأخرى، قال الله لها: كوني تراباً، فعند ذلك يقول الكافر: ﴿ياليتني كنت تراباً﴾. فيقضي الله بين العباد فيكون أول مايقضي فيه الدماء، فيأتي كل قتيل في سبيل الله ويأمر الله كل قتيل فيحمل رأسه تشخب أوداجه دماً، فيقول: يا رب فيم

قتلني هذا؟ فيقول الله. وهو أعلم. : فيم قتلته؟ فيقول: يا رب! قتلته لتكون العزة لك؛ فيقول الله: صدقت، فيجعل الله وجهه مثل نور السموات، ثم تسبقه الملائكة إلى الجنة، ثم يأمر الله كل قتيل قتل على غير ذلك، فيأتي من قتل يحمل رأسه وتشخب أوداجه دماً فيقول: يارب فيم قتلني هذا؟فيقول الله. وهو أعلم . فيم قتلته؟ فيقول: يارب! قتلته لتكون العزة لي، فيقول الله: تعست ثم ماتبقى نفس قتلها قاتل إلا قتل بها، ولا مظلمة إلا أخذ بها، وكان في مشيئة الله، إن شاء عذّبه، وإن شاء رحمه ،ثم يقضي الله بين من تبقى من خلقه، حتى لا تبقى مظلمة لأحد عند أحد إلا أخذها للمظلوم من الظالم، حتى أنه ليكلف شائب اللبن بالماء أن يخلص اللبن من الماء ، فإذا فرغ الله من ذلك نادى مناديسمع الخلائق كلهم فقال: ليلحق كل قوم بآلهتهم، وما كانوا يَعبدون من دون الله، فلا يبقى أحد عبد شيئاً من دون الله إلا مثلت له آلهته بين يديه فيجعل يومئذ ملكاً من الملائكة على صورة عُزَير، ويجعل الله ملكاً من الملائكة على صورة عيسى ابن مريم، فيتبع هذا اليهود وهذا النصارى ثم تقودهم آلهتهم إلى النار وهم الذين يقول الله ﴿ لو كان هؤلاء آلهة ما وردوها وكل فيها خالدون﴾. [الأنبياء: ٩٩] . فإذا لم يبق إلا المؤمنون، ففيهم المنافقون، جاء هم الله فيما يشاء من هيئة، فقال: يا يها الناس، ذهب الناس، فالحقوا بآلهتكم، وما كنتم تعبدون، فيقولون: والله مالنا إله إلا الله، وما كنا نعبد غيره، فينصرف الله عنهم. وهو الله تبارك وتعالى. فيمكث ماشاء الله أن يمكث ، ثم يأتيهم فيقول: يأيها الناس، ذهب الناس فالحقوا بآلهتكم، وما كنتم تعبدون، فيقولون: والله مالنا إله إلا الله ، وما كنا نعبدغيره، فيكشف عن ساقه، ويتجلى لهم، ويظهر لهم من عظمته، مايعرفون أنه ربهم، فيخرون سجداً على وجوههم، ويخر كل منافق على قفاه ، ويجعل

اللّٰه أصلابهم كصياصي البقر،ثم يأذن اللّٰه لهم فيرفعون رء وسهم، ويضرب اللّٰه الصراط بين ظهراني جهنم، كقدر الشعر أو كحد السيف، عليه كلاليب وخطاطيف وحسك كحسك السعدان دون جسر دحض مزلة، فيمرون كطرف البصر أو كلمح البرق، أو كمر الريح، أو كجياد الخيل، أو كجياد الركاب، أو كجياد الرجال ، فناج سالم، وناج مخدوش، ومكدوح على وجهه في جهنم ،فإذا أفضى أهل الجنة إلى الجنة، قالوا: من يشفع لنا إلى ربنا فندخل الجنة؟ فيقولون: من أحق بذلك من أبيكم آدم، خلقه اللّٰه بيده، ونفخ فيه من روحه، وكلمه قبلاً، وأسجد له ملائكته ، فيأتون آدم فيطلبون إليه ذلك، فيذكر ذنباً، ويقول: ماأنا بصاحب ذلك، ولكن عليكم بنوح؛ فإنه أول رسل اللّٰه فيؤتى نوح فيطلبون إليه ذلك ، فيذكر ذنباً، ويقول: ماأنا بصاحب ذلك ولكن عليكم بإبراهيم فإن اللّٰه اتخذه خليلاً، فيؤتى إبراهيم فيطلبون ذلك إليه ، فيذكر ذنباً، ويقول ما أنا بصاحب ذلك ولكن عليكم بموسى فإن اللّٰه قربه نجياً وكلمه تكليماً، وأنزل عليه التوراة؛ فيؤتى بموسى، فيطلب ذلك إليه فيقول: ماأنا بصاحبكم، ولكن عليكم بروح اللّٰه وكلمته ، عيسى ابن مريم، فيؤتى عيسى، فيطلب ذلك إليه ، فيقول: ماأنا بصاحب ذلك: ولكن عليكم بمحمد ﷺ وقال رسول اللّٰه ﷺ : فيأتوني ، ولي عند ربي ثلاث شفاعات، وعدنيهن ، فأنطلق الجنة فآخذ بحلقة الباب ثم أستفتح فيفتح لي فأحيى ويرحب بي، فإذا دخلت الجنة، فنظرت إلى ربي عزوجل خررت له ساجداً، فيأذن اللّٰه لي من حمده و تحميده وتمجيده بشيء ماأذن به لأحد من خلقه، ثم يقول اللّٰه: ارفع رأسك يا محمد! واشفع تُشَفَّع ، وسل تعط ، فإذا رفعت رأسي، قال اللّٰه . وهو أعلم.: ماشأنك؟ فأقول : يا رب وعدتني الشفاعة؛ فشفعني في أهل الجنة، أن يد خلوا الجنة، فيقول: قد شفعتك فيهم،

وأذنت في دخول الجنة ، فكان رسول الله ﷺ يقول: والذي بعثني بالحق ماأنتم في الدنيا بأعرف بأزواجكم، ومساكنكم من أهل الجنة بأزواجهم، ومساكنهم، فيدخل كل رجل منهم على اثنتين وسبعين زوجة كما ينشئهن الله ، واثنتين آدميتين من ولد آدم لهما فضل على من شاء الله لعبادتهما الله في الدنيا ، فيدخل على الأولى منهما في غرفة من ياقوتة على سرير من ذهب مكلل باللؤلؤ، له سبعون درجة من سندس وإستبرق: ثم يضع يده بين كتفيها ، ثم ينظر إلى يده من صدرها من وراء ثيابها وجلدها ولحمها، وإنه لينظر إلى لحم ساقها كما ينظر أحدكم إلى السلك في قصبة الياقوت، كبده لها مرآة، وكبدها له مرآة، فبينما هوعندها لا يملها ولا تمله مايأتيها من مرة إلا وجدها عذراء ، فبينما هو كذلك إذا نودي: إنا قد عرفنا أنك لا تمل ولا تُمل، إلاأنه لامني ولا منية إلاأن لك أزواجاً غيرها، فيخرج فيأتيهن واحدةواحدة، كلما جاء واحدة قالت: والله ماأرى في الجنة شيئاً أحسن منك، وما في الجنة شيء أحب إليّ منك، فإذا وقع أهل النار في النار وقع فيها خلق كثير من خلق ربك قد أوبقتهم أعمالهم، فمنهم من تأخذه إلى قدميه، لاتجاوز ذلك، ومنهم من تأخذه إلى نصف ساقيه ، ومنهم من تأخذه إلى ركبتيه، ومنهم من تأخذه إلى حقويه ومنهم من تأخذجسده كله، إلا وجهه قد حرم الله صوره عليها. قال رسول الله ﷺ: فأقول: يارب! شفعني فيمن وقع في النار من أمتي، فيقول الله تعالى: أخرجوا من عرفتم فيخرج أولئك حتى لايبقى منهم واحد، ثم يأذن الله لي في الشفاعة، فلايبقى نبي ولا شهيد إلا شفع، فيقول الله: أخرجوا من وجدتم في قلبه زنة الدينار ، فيخرج أولئك حتى لايبقى منهم أحد، فيشفع الله فيقول : أخرج من وجدتم في قلبه إيماناً ثلثي دينار ، ثم يقول: نصف دينار ثم يقول: ثلث دينار ، ثم يقول: ربع دينار ، ثم يقول: قيراطاً، ثم يقول: حبة من خردل

فیخرج أولئک حتی لایبقی منهم أحد، وحتی لا یبقی فی النار من عمل للّٰه خیراً قط، ولایبقی أحد له شفاعة إلاشفع؛ حتی أن إبلیس لیتطاول لمایری من رحمة اللّٰه، رجاء أن یشفع له ثم یقول اللّٰه تعالی: بقیت أنا، وأنا أرحم الراحمین، فیدخل اللّٰه یده في جهنم فیخرج منها مالا یحصیه غیره، کأنهم الحمم علی نهر یقال له الحیاة، فینبتون کما تنبت الحبة في حمیل السیل مایلي الشمس منها أخیضر، وما یلي الظل منها أصیفر، فینبتون کنبات الطراثیث حتی یکونوا أمثال الدر مکتوباً في رقابهم الجهنمیون عتقاء اللّٰه فیعرفهم أهل الجنة بذلک الکتاب، ماعملوا خیراً قط فیمکثون في الجنة ماشاء اللّٰه وذلک الکتاب في رقابهم ثم یقولون: ربنا امح عنا هذا الکتاب فیمحی عنهم.(۶۰)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے فارغ ہوئے تو صور کو پیدا کیا اور حضرت اسرافیل کو دیدیا چنانچہ حضرت اسرافیل اس کو اپنے مونہہ پر رکھے ہوئے ہیں اپنی نگاہ کو عرش کی طرف ٹکائے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کب حکم مل جائے (کہ میں صور پھونکوں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صور کیا ہے؟ فرمایا ایک سینگ ہے میں نے عرض کیا کیسا ہے؟ فرمایا

---

۶۰ تفسیر ابن جریر (۱۷/۱۱۰-۱۱۱) الطبرانی فی المطولات : مسند ابو یعلی البعث والنشور (۶۶۹) ابو الشیخ فی العظمة (۱۳۶-۱۳۷) ابو موسی المدینی فی الطوالات علی بن معبد فی کتاب الطاعة والعصیان، عبدابن حمید (البدور السافرة/۱) تفسیر ابن کثیر (۲/۱۴۶-۱۴۹) ابو الحسن القطان فی المطولات (درمنثور ۵/۳۳۹-۳۴۲) تاریخ بغداد (۴/۱۲۱) الجاسع لاحکام القرآن (۱۳/۲۳۹)، اتحاف السادة المتقین (۱۰/۴۵۱)-۴۵۲) البدایه والنهایه (۱/۲۹)، ابن جریر طبری (۲۰/۱۳-۲۳/۱۰) تفسیر ابن کثیر (۳/۲۷۶، ۲۸۲-۵/۳۸۴) تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/۲۲)، ابن ابی حاتم فی تفسیر القرآن، نهایة البدایه لابن کثیر (۲/۲۲۳-۲۲۴). الترغیب والترهیب منذری، المطالب العالیه (۲۹۹۱)، مسند اسحاق بن راهویه -قال السیوطی قال الحافظ ابو موسی المدني: هذا الحدیث وان کان فی اسناده من تکلم فیه فالذی فیه یروی مفرقا فی اسانید ثابتة وقدا ختلف الناس فی تصحیح هذا الحدیث وتضعیفه فصححه ابن العربی والقرطبی و مغلطائی، وضعفه البیهقی وعبدالحق وصوبهما الحافظ ابن حجر اهـ وقال فی الفتح: وقد صحح الحدیث..... ابو بکر العربی فی سراجه وتبعه القرطبی فی التذکرة وقول عبدالحق فی تضعیفه اولی، وضعفه قبله البیهقی، انظر فتح الباری (۱۱/۳۷۶).

بہت بڑا ہے اس کے مونہہ کے دائرہ کی وسعت آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کے مثل ہے اس میں تین مرتبہ پھونک ماری جائے گی، پہلی پھونک (نفخہ) گھبراہٹ کیلئے ہوگی، دوسری پھونک (نفخہ) موت کیلئے ہوگی، تیسری پھونک اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونے کیلئے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو پہلے نفخہ کا حکم دے کر فرمائیں گے گھبراہٹ کا نفخہ پھونکو، تو اس سے سب آسمانوں اور زمین والے گھبرا اُٹھیں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھنا چاہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیں گے تو وہ اس نفخہ کو طویل کر دیں گے (درمیان میں) کوئی وقفہ نہیں کریں گے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وما ینظر هؤلاء الاصیحة واحدة مالها من فواق (ص/۱۵)﴾ (ترجمہ/اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی پس پہاڑ بادلوں کی طرح چلیں گے حتی کہ سراب ہو جائیں گے اور زمین اپنے باسیوں سمیت خوب حرکت کرے گی اور مثل سمندر میں بھنور کی کشتی کے ہوگی جس کو موجیں تھپیڑے مارتی ہوں جو اپنے اوپر بیٹھنے والوں کو لیکر گھوم رہی ہو، مثل اس قندیل کے جو چھت سے لٹکا ہوا ہو اور اس کو ہوائیں ہلا رہی ہوں) اسی کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں ﴿یوم ترجف الراجفة تتبعها الرادفة/سورة النازعات/۶،۷﴾ (ترجمہ/جس روز ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی، جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی) جب زمین لوگوں کو اپنی پشت پر لیکر گھومے گی تو دودھ پلانے والیاں (اپنے بچوں سے) غافل ہو جائیں گی اور حاملہ چیزوں کے حمل گر جائیں گے، بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین گھبراہٹ سے بھاگنے کیلئے اڑتے پھرتے ہوں گے حتی کہ جب زمین کے کونوں پر پہنچیں گے تو ان کے سامنے فرشتے ملیں گے جو ان کے چہروں کو ماریں گے اور یہ پیچھے کو لوٹیں گے اور لوگ بھی پیچھے کو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے دوڑیں گے، اسی کے متعلق اللہ عزوجل فرماتے ہیں ﴿یوم التناد، یوم تولون مدبرین/سورة غافر/۳۲، ۳۳﴾ (ترجمہ/کثرت سے ندائیں ہوں گی، جس روز پشت پھیر کر لوٹو گے)۔ یہ لوگ اس حالت میں

ہوں گے کہ زمین پھٹ جائے گی ایک حصہ دوسرے میں دھنس جائے گا، یہ لوگ ایک امر عظیم کو دیکھیں گے، پھر یہ آسمان کی طرف دیکھیں گے تو وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، پھر پھٹ جائے گا اور اس کے ستارے جھڑ جائیں گے اور اس کا سورج اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس دن مردے اس قسم کے حالات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے ہوں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ "الا ماشاء" میں اللہ تعالیٰ نے کس کو مستثنیٰ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ شہداء ہوں گے (اور ان سے افضل درجہ کے حضرات مثل انبیاء کرام اور حضرات صدیقین وغیرہ)، یہ گھبراہٹ اس وقت کے زندہ لوگوں کیلئے ہوگی جبکہ یہ شہداء تو اللہ کے ہاں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کے شر سے بچالیں گے اور اس سے محفوظ رکھیں گے یہ ایک عذاب ہوگا جس کو اپنی مخلوق کے شریروں پر مسلط کریں گے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿یا ایها الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم، یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاری وما هم بسکاری ولکن عذاب اللّٰه شدید (سورة الحج/ ۱ . ۲)﴾ (ترجمہ/ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے، جس روز تم لوگ اس کو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچے بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈالدیں گی، اور لوگ تجھ کو نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے، حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز)۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے لوگ اس عذاب میں رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے تو وہ موت کا نفخہ پھونکیں گے تو سب آسمانوں اور زمین والے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ چاہیں گے مر جائیں گے، جب وہ مر چکیں گے تو ملک الموت اللہ جبار کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے یارب! آسمانوں اور زمین والے سب مر گئے ہیں سوائے ان کے جن کو آپ نے (مارنا نہیں) چاہا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبکہ ان

کو بخوبی علم ہوگا کہ باقی کون بچا ہے۔ اب باقی کون بچا ہے؟ وہ عرض کریں گے یارب! آپ حی قیوم ہیں جس کو (کبھی موت) نہیں آتی، اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے باقی ہیں، جبریل باقی ہے، میکائیل باقی ہے، میں باقی ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبریل اور میکائیل بھی مرجائیں تو وہ بھی مرجائیں گے، پھر ملک الموت اللہ جبار کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے جبریل و میکائیل بھی مرچکے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ عرش کو اٹھانے والے (چار) فرشتے بھی مرجائیں تو وہ بھی مرجائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دیں گے کہ اسرافیل سے صور لے لے، پھر حکم دیں گے کہ اسرافیل بھی مرجائے تو وہ بھی مرجائیں گے پھر ملک الموت اللہ جبار کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے یارب! عرش اٹھانے والے (اور اسرافیل بھی) مرگئے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے جبکہ وہ خوب جانتے ہوں گے اب باقی کون رہا ہے؟ وہ عرض کریں گے آپ حی و قیوم باقی ہیں جس کو کبھی موت نہیں اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو بھی میری مخلوق میں سے ہے میں نے جب چاہا تجھے پیدا کیا تو بھی مرجا تو وہ بھی مرجائیں گے جب کوئی بھی باقی نہ رہے گا سوائے اللہ واحد احد کے (تو اللہ کے حکم سے) آسمان اور زمین کو لپیٹ لیا جائے گا جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور ارشاد فرمائیں گے میں جبار ہوں، آج کس کی حکومت ہوگی تین مرتبہ یہی فرمائیں گے، جب اس کا کوئی جواب نہ دے گا تو اپنے لئے خود فرمائیں گے اللہ واحد قہار کی حکومت ہوگی، اور اس زمین و آسمان کو دوسری زمین سے بدل کر بچھا دیا جائے گا اور اس کو عکاظی چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا، نہ اس میں کوئی کجی نظر آئے گی نہ نشیب و فراز، پھر اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک دفعہ مخلوق کو ڈانٹ (صاعقہ) دیں گے تو یہ سب بدلی ہوئی زمین میں اس حالت میں منتقل ہوجائیں گے جس طرح پہلی زمین میں تھے جو اس کے پیٹ میں ہوں گے اس کے پیٹ میں اور جو اس کی پشت پر ہوں گے اس کی پشت پر منتقل ہوجائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان پر عرش کے نیچے سے ان کیلئے پانی اتاریں گے پھر آسمان کو حکم دیں گے کہ بارش برسائے تو وہ چالیس

دن تک برستا رہے گا حتی کہ ان لوگوں سے بارہ ہاتھ اونچا ہو جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اجسام کو حکم دیں گے کہ اگیں تو وہ اس طرح اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے حتی کہ جب ان کے اجسام پورے اگ جائیں گے اور ایسے ہو جائیں گے جس طرح سے (دنیا میں) تھے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ عرش کو اٹھانے والے زندہ ہو جائیں تو وہ زندہ ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے تو وہ صور لیکر اپنے مونہہ پر رکھ لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ جبریل اور میکائیل زندہ ہو جائیں تو وہ زندہ ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ارواح کو بلائیں گے تو حاضر ہو جائیں گی، مؤمنین کی ارواح سے نور کی چمک اٹھتی ہو گی اور دیگر ارواح سے تاریکی پھوٹتی ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھے اپنی مٹھی میں لیں گے پھر ان کو صور میں ڈالیں گے پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے کہ قبروں سے اٹھنے کا نفخہ پھونکیں تو وہ اس کا نفخہ پھونکیں گے تو روحیں اس طرح سے نکلیں گی گویا کہ شہد کی مکھیاں ہوں جنہوں نے آسمان و زمین کی درمیانی فضا کو بھر دیا ہو، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے غلبہ اور جلال کی قسم! ہر روح اپنے اپنے جسم میں لوٹے چنانچہ ہر روح زمین میں اپنے اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی ناک کے راستے سے پورے جسم میں ایسے دوڑے گی جس طرح سے ڈسے ہوئے میں زہر سرایت کرتا ہے، پھر تم لوگوں سے زمین کھلے گی اور زمین سے سب سے پہلے میں (حضورؐ) نکلوں گا پھر تم بھی قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اپنے رب کے پاس پہنچو گے ﴿مهطعين الى الداع يقول الكافر هذا يوم عسر/القمر/۸﴾ (ترجمہ/ بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے (اور وہاں کی سختیاں دیکھ کر) کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے)۔ ننگے پاؤں، ننگے بدن، اور نامختون ہوں گے، پھر تم ایک ہی جگہ ستر سال کے برابر رکے رہو گے، (اللہ تعالیٰ) نہ تمہاری طرف دیکھے گا اور نہ ہی تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کرے گا پس تم روؤ گے حتی کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر تم خون کے آنسو بہاؤ گے، پھر تم پسینہ بہاؤ گے جو تمہارے مونہوں تک پہنچے گا یا ٹھوڑیوں تک، تو تم چیخ و پکار کرو گے اور کہو گے ہمارے رب کے سامنے

ہمارے لئے کون شفاعت کرے گا تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرنا شروع کریں؟ (آپس میں) پھر کہیں گے تمہارے ابا آدم کے علاوہ اس (شفاعت کرنے) کا کون حقدار ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، ان میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اپنے سامنے ان سے بات کی، چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اس سے اس کا تقاضا کریں گے مگر وہ انکار کریں گے اور کہیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں تو وہ ایک ایک کر کے انبیاء کرام کے پاس جائیں گے جب بھی کسی نبی کے پاس جائیں گے وہ ان کے سامنے انکار کر دیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا حتی کہ وہ میرے پاس آئیں گے تو میں چل پڑوں گا حتی کہ لحص (مقام) پر آ کر سجدہ ریز ہوؤں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لحص کیا ہے؟ ارشاد فرمایا عرش کے سامنے ایک جگہ ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجیں گے جو میرے بازو سے پکڑ کر کہے گا اے محمد! میں (اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر) عرض کروں گا جی لبیک یارب، وہ فرمائیں گے آپ کا کیا حال ہے؟ جب کہ وہ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے۔ میں عرض کروں گا یارب! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا تھا اور اپنی مخلوق میں شفاعت کرنے کا حق دیا تھا آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمایئے، پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے آپ کی شفاعت قبول کی میں ان کے پاس آتا ہوں اور ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں لوٹ کر لوگوں کے پاس آ ٹھہروں گا، چنانچہ ہم اسی حالت میں ٹھہرے ہوں گے کہ ہم اچانک آسمان سے ایک سخت آواز سنیں گے پھر پہلے آسمان والے زمین کے جنات و انسانوں کے پاس نازل ہوں گے جب وہ زمین کے قریب پہنچیں گے تو زمین ان کے نور سے جگمگا اٹھے گی، یہ (اترنے والے) صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم (انسان) ان سے کہیں گے کیا ہمارا رب تم میں ہے؟ وہ کہیں گے نہیں وہ ابھی آتے ہیں۔ پھر ہر آسمان والے اسی طرح سے یکے بعد دیگرے دوگنے ہو کر نازل ہوتے رہیں گے، پھر اللہ جبار تبارک وتعالیٰ بادل کے سایوں اور فرشتوں

میں اتریں گے، تیرے رب کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا جبکہ یہ (عرش اٹھانے والے فرشتے) ابھی چار ہیں اِن کے قدم نچلی زمین کی جڑ پر ہیں اور زمین و آسمان ان کی کمر پر ہیں اور عرش اِن کے کندھوں پر ہے بلند آواز سے تسبیح ادا کرتے ہیں (ان کی تسبیح کے) الفاظ یہ ہیں سبحان ذی العزة والجبروت، سبحان ذی الملک والملکوت، سبحان الحی الذی لایموت، سبحان الذی یمیت الخلائق ولایموت، سبوح قدوس، سبحان ربنا الاعلی رب الملائکة والروح، سبحان ربنا الاعلی الذی خلق الخلائق ولایموت۔ پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہیں گے اپنی کرسی بچھائیں گے، پھر اونچی آواز میں فرمائیں گے "اے گروہ جن وانس! میں نے جس دن سے تمہیں پیدا کیا ہے اس دن تک تمہاری خاطر خاموش رہا ہوں، تمہاری باتوں کو سنتا رہا اور تمہارے اعمال دیکھتا رہا، اب میری طرف خاموشی سے توجہ کرو یہ تمہارے اعمال اور صحیفے ہیں ان کو تم خود پڑھو جو (ان میں) خیر پائے اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے"۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دیں گے تو اس سے ایک بلند تاریک گردن نکلے گی اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دیں گے ﴿وامتازوا الیوم ایها المجرمون الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان/سورة یس: ۵۹، ۶۰﴾ (ترجمہ: اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا) پس اللہ تعالیٰ (گمراہ) لوگوں کو الگ کر دیں گے اور ایک پکارنے والا امتوں میں سے ہر امت کو اس کی کتاب کی طرف پکارے گا (یعنی ہر امت الگ الگ ہو جائے) جبکہ امتیں ہولناکیوں کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوں گی (اسی کے متعلق) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وتری کل امة جاثیة. کل امة تدعی الی کتابها (سورة الجاثیه/۲۸)﴾ (ترجمہ/اور آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ زانوں کے بل گر پڑیں گے، ہر فرقہ اپنے اعمالنامہ کی طرف بلایا جائے گا)۔ پھر اللہ تعالیٰ جن وانسان کے علاوہ اپنی مخلوق کے مابین

فیصلہ کریں گے پس وحشی جانوروں اور بہائم میں فیصلہ کریں گے حتی کہ بے سینگ والے جانوروں کا سینگ والے جانوروں سے حساب لیکر دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہوں گے اور کوئی قضیہ باقی نہ رہے گا اس وقت اللہ تعالیٰ ان کیلئے حکم کریں گے کہ تم مٹی ہو جاؤ اس وقت کافر تمنا کرے گا کاش میں بھی مٹی ہو جاؤں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ شروع کریں گے، سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا، جہاد کا ہر مقتول پیش ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر مقتول کو حکم دیں گے تو وہ اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوگا جس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا (کافر مقتول) یہ استغاثہ کرتے ہوئے کہے گا یارب! اس (مجاہد) نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے جبکہ وہ خوب جانتے ہوں گے تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ تو وہ عرض کرے گا یارب! میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تا کہ آپ (کے دین) کا غلبہ ہو، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے سچ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ آسمانوں کے نور کی طرح (منور) کر دیں گے پھر اس کو فرشتے جنت میں لے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر اس مقتول کو حکم دیں گے جو اس وجہ کے علاوہ (ظلما) قتل کیا گیا ہوگا چنانچہ وہ مقتول بھی اپنا سر اٹھائے ہوئے اس کی رگوں سے خون بہاتے ہوئے پیش ہوگا اور عرض کرے گا یارب! اس (فلاں) نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا یارب! میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تا کہ مجھے عزت وغلبہ حاصل ہو، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو ہلاک ہو گیا، پھر ہر شخص جس کو کسی نے ناحق قتل کیا ہوگا اس کو اس کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا، اور ہر ظلم کا بدلہ لیا جائے گا، پھر یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہوگا اگر چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا اگر چاہے گا تو اس پر رحم کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی باقی ماندہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے گا حتی کہ کسی پر کسی کا کوئی ظلم باقی نہ رہے گا مگر مظلوم کیلئے ظالم سے اس کا حساب چکا دیا جائے گا حتی کہ دودھ میں پانی ملانے والے کو حکم دیا جائے گا کہ وہ دودھ کو پانی سے الگ کرے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہوں گے تو ایک منادی ایسی ندا کرے گا جس کو سب مخلوقات سنیں گی وہ

کہے گا ''ہر قوم اپنے اپنے خداؤں کے ساتھ جن کی وہ خدا کے علاوہ عبادت کرتی تھیں مل جائیں'' چنانچہ کوئی شخص جس نے خدا کے علاوہ کسی کی عبادت کی ہوگی اس کیلئے اس کے سامنے اس کے معبود کی صورت بنا دی جائے گی، اس دن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کی شکل حضرت عزیر علیہ السلام جیسی بنا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو حضرت عیسیٰ ابن مریم کی شکل میں بنا دیں گے چنانچہ یہودی اس کے اور عیسائی اس کے پیچھے چل پڑیں گے پھر ان کے یہ معبودان کو جہنم کی طرف لے جائیں گے انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿لو کان ھؤلاء آلھة ماوردوھا و کل فیھا خالدون/سورة الانبیاء: ۹۹﴾ (ترجمہ/اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اس (دوزخ) میں کیوں جاتے اور (یہ) سب (مشرک) اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے)۔ پھر جب کوئی نہیں بچے گا صرف مؤمن رہ جائیں گے اس میں منافق بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے پاس جس حالت میں چاہیں گے آئیں گے اور فرمائیں گے ''اے لوگو! سب لوگ چلے گئے تم بھی اپنے خداؤں کے ساتھ مل جاؤ جن کی تم عبادت کرتے تھے۔ وہ عرض کریں گے خدا کی قسم! اللہ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں ہم غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ ان سے مونہہ موڑ لیں گے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہی ہوگی (جو اپنا کمال استغناء ظاہر کرے گی) پھر اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہیں گے اسی حالت میں (ان سے بے توجہ) رہیں گے۔ پھر ان کے پاس آ کر فرمائیں گے اے لوگو! باقی لوگ چلے گئے تم بھی اپنے معبودوں کے پاس چلے جاؤ جن کی تم عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے خدا کی قسم! اللہ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں ہم غیر اللہ کی پوجا نہیں کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک سے پردہ ہٹائیں گے اور ان کے سامنے تجلی فرمائیں گے اور ان کیلئے اپنی عظمت کا اظہار کریں گے جس سے وہ پہچان لیں گے کہ وہ ان کا رب ہے پھر وہ اپنے چہروں کے بل سجدہ ریز ہوں گے اور ہر منافق اپنی گدی کے بل جا گرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں کو بیل کے سینگ کی طرح سخت کر دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ مؤمنین کو حکم دیں گے تو وہ اپنے سر اٹھائیں گے،

پھر اللہ تعالیٰ جہنم کی پشت پر پل صراط نصب کریں گے بال کی طرح یا تلوار کی دھار کی طرح اس پر لوہے کے کنڈے، اچک لینے والے کنڈے اور سعدان (ایک خاردار جھاڑی جسے اونٹ شوق سے کھاتے ہیں) کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے، اس کے نیچے پھسلنے ہی پھسلنے والا پل ہوگا پس اس سے (مؤمن) پلک جھپکنے یا بجلی چمکنے یا ہوا گذرنے یا عمدہ گھوڑے یا عمدہ سوار یا تیز رفتار دوڑنے والے شخص کی طرح سے گذریں گے کوئی سلامتی سے نجات پا جائے گا، کوئی (لٹک لٹک کر) زخمی ہوکر نجات پائے گا اور کوئی زخم زخم ہوکر مونہہ کے بل جہنم میں جا گرے گا۔ جب جنتی جنت تک پہنچ جائیں گے تو کہیں گے ہمارے رب کے پاس ہمارے لئے کون شفاعت کرے گا تاکہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں؟ پھر کہیں گے اس شفاعت کرنے کا تمہارے ابا حضرت آدم سے زیادہ کون حقدار ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی، اس سے دو بدو گفتگو کی، اپنے فرشتوں سے ان کیلئے سجدہ کرایا، چنانچہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور اس کا مطالبہ کریں گے تو وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں تم حضرت نوح کے پاس جاؤ وہ اللہ کے سب سے پہلے رسول ہیں چنانچہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اس کا مطالبہ کریں گے تو وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو اپنا دوست بنایا تھا، چنانچہ وہ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے اور اس کا ان سے مطالبہ کریں گے تو وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو اپنا قرب عطاء کیا، ان سے سرگوشی کی، ان سے کلام فرمایا، آپ پر تورات اتاری تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اس کا مطالبہ کریں گے تو وہ فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں تم روح اللہ اور اس کے کلمہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے پاس جاؤ تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے مطالبہ کریں گے تو وہ فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں تم حضرت محمد ﷺ کے پاس

جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ پھر میرے پاس آئیں گے اور میری پروردگار کے پاس تین شفاعتیں ہوں گی جن کی قبولیت کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے چنانچہ میں جنت کے پاس آؤں گا اس کے حلقۂ در کو پکڑوں گا پھر اس کو کھلواؤں گا چنانچہ میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا اور مجھے خوش آمدید اور مرحبا کہا جائے گا۔ جب میں جنت میں داخل ہوؤں گا تو اپنے رب عزوجل شانہ کو دیکھوں گا تو اس کیلئے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے اپنی تعریف اور بزرگی بیان کرنے کی اجازت دیں گے ایسی اجازت اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا محمد! اپنا سر اٹھاؤ، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، سوال کرو عطاء کئے جاؤ گے، جب میں سر اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبکہ ان کو خوب علم ہے آپ کی کیا ضرورت ہے؟ میں عرض کروں گا یارب آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا پس آپ جنتیوں کیلئے میری شفاعت کو قبول فرمائیں تا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے ان کے حق میں آپ کی شفاعت قبول کی اور ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی، الحدیث۔

(فائدہ) اس حدیث کا باقی حصہ جنت کے حالات اور اس کی نعمتوں کے متعلق اور کچھ جہنم کے حالات اور اس کی تکالیف کے متعلق ہے اور ان دونوں جنت اور جہنم کے متعلق احقر نے ان سب تفصیلات کو اپنی کتاب ''جنت کے حسین مناظر'' اور ''جہنم کے خوفناک مناظر'' میں جمع کیا ہے تفصیل کے طالب ان دونوں مذکورہ کتب کو ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث مذکور کے آخری حصہ میں جنت میں جانے کیلئے شفاعت کی درخواست جو انبیاء کرام سے کی گئی اور پھر آنحضرت ﷺ کی ان کے حق میں شفاعت قبول کی گئی یہ شفاعت اور قسم کی ہے اور میدان محشر میں بھی اسی قسم کی ایک شفاعت کیلئے لوگ انبیاء کرام سے درخواست کرائیں گے وہ شفاعت حساب شروع کرانے کیلئے ہو گی اور ایک تیسری شفاعت بھی آنحضرت ﷺ کریں گے اور وہ ان مؤمنین کیلئے ہو گی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے ہوں گے آپ ﷺ اور دیگر نیک لوگوں کی شفاعت سے ان کو بھی جنت میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو گی۔ (امداد اللہ انور)

میدانِ حشر کہاں لگے گا

ملک شام میں میدانِ حشر قائم ہوگا

(حدیث ۶۱) حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿تحشرون هاهنا واومأ بيده نحو الشام﴾ ۶۱

(ترجمہ) آپ لوگ اس طرف جمع کیے جاؤ گے پھر آپ نے ملک شام کی طرف اشارہ فرمایا

(حدیث ۶۲) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿إنكم تحشرون إلى بيت المقدس، ثم تجتمعون يوم القيامة﴾ ۶۲

(ترجمہ) تم بیت المقدس کی طرف جمع کئے جاؤ گے پھر یوم قیامت میں جمع ہوگے۔

حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صخرہ بیت المقدس سے فرمایا تھا کہ میں تجھ پر اپنا عرش رکھوں گا اور تیری طرف اپنی مخلوق کو (میدانِ حشر کیلئے) جمع کروں گا اور تیرے پاس (حضرت) داؤد (علیہ السلام) سوار ہوکر آئیں گے ۳

(فائدہ) حضورؐ کے زمانہ میں ملک شام کی حکومت بہت وسیع تھی بیت المقدس کا علاقہ بھی ملک شام کے ماتحت تھا اور اردن، لبنان، اسرائیل، فلسطین بھی اس کے ماتحت تھے تقریباً اس کے بہت سارے علاقے کو ارض مقدسہ کہا گیا ہے، اسی سرزمین پر انبیائے بنی اسرائیل مبعوث ہوئے تھے چونکہ مقدس ہستیاں زیادہ انہیں علاقوں میں

---

۶۱ مسند احمد (۳/۵)، حاکم (۲/ ۴۴۰، ۵۶۴/۴)، بیهقی (.....) فی البعث والنشور، البدور (۵۷) و عزاه السیوطی لعبد الرزاق واحمدو النسائی وابن المنذر، وابن ابی حاتم والحاکم و صححه کمافی الدرالمنثور (۳۶۲/۵). تاریخ بخاری (۱/۴)

۶۲ مسند بزار (.....)، طبرانی (۲۶۴/۷) بسند حسن، مجمع الزوائد (۱۰/ ۳۴۶)، البدور (۵۹)،

۳ حلیه ابو نعیم (۶۶/۴)، البدور (۶۰)، شعب الایمان (۳۱۶/۱) الحدیث (۳۵۷) وعزاه السیوطی لعبدبن حمید وابن المنذر کمافی الدر المنثور (۳۱۲/۶).

تشریف لائی تھیں اور یہیں پر مدفون ہیں اس لئے یہاں پر میدانِ محشر قائم ہوگا۔ اور مکہ مدینہ وغیرہ کے مقدس حضرات کو نہایت شان وشوکت کے ساتھ میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔ (امداد اللہ)

سب آسمان وزمین لپیٹ لئے جائیں گے

(حدیث ۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿یطوي اللّٰه السموات یوم القیامة ، ثم یأخذهن بیده الیمنی، ثم یقول أنا الملک أین الجبارون ؟ أین المتکبرون، ثم یطوي الأرضین، ثم یأخذهن بشماله، ثم یقول: أنا الملک أین الجبارون؟ أین المتکبرون؟﴾ [1] ۶۳

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیں گے پھر فرمائیں گے بادشاہ میں ہوں کہاں ہیں جبار لوگ؟ کہاں ہیں متکبر؟ پھر زمینوں کو لپیٹ کر بائیں ہاتھ میں لے لیں گے پھر فرمائیں گے میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جبار لوگ؟ کہاں ہیں متکبر لوگ؟ (یعنی کوئی ظالم اور متکبر نہیں ہے آج میری بادشاہی ہے کوئی میری حکومت میں شریک نہیں سب ظالم جابر اور متکبر اپنی حکومتوں کے جھوٹے دعوے کرتے تھے اگر سچے تھے تو سامنے آکر دکھائیں، لہٰذا نہ ہی کوئی سچا ہوگا اور نہ ہی سامنے آئے گا بلکہ اس کا وجود بھی نیست ونابود ہو چکا ہوگا)۔

(فائدہ) حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ یہاں آسمانوں اور زمینوں کا لپیٹنا جمع کرنے کے معنی میں ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں لپیٹنے سے مراد آسمانوں اور زمینوں کو فنا کر دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دائیں اور بائیں ہاتھ سے مراد اللہ کی صفات ہیں جو اس کی شان کے لائق ہیں ویسے ہی ہیں (ملخصا)۔

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب صفة القيامة (۴/ ۲۱۴۸) الحديث (۲۷۸۸/۲۴) وابو داؤد في كتاب السنة (۴/ ۲۳۴) الحديث (۴۷۳۲) وابن ابی عاصم في السنة (۱/ ۲۴۱) الحديث (۵۴۷).

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں تبدیلی زمین اور اس کے لمبا کرنے اور کم کرنے کی یہ سب احادیث اسی زمین کے متعلق ہیں لیکن ارض محشر اور ہے کیونکہ انسان اس زمین کے بدل دینے کے بعد ارض محشر کی طرف پہنچائے جائیں گے اور جو احادیث میں زمین کے روٹی بننے، غبار بننے اور بعض کے آگ بننے کے متعلق آیا ہے یہ زمین کے مختلف حصوں کے متعلق ہے (یعنی زمین کے جس حصے پر مومنین موجود ہوں گے وہ روٹی کا کام بھی دے گی، اور جس پر کافر ہوں گے وہ غبار کا کام دے گی اور کچھ حصہ کافروں کو عذاب میں مبتلا کرنے کیلئے آگ کی شکل اختیار کرلے گا۔[۲]

لوگ ایک دوسرے کے ننگ کو نہیں دیکھ سکیں گے

(حدیث ۶۴) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿ يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة، فقالت امرأة: يا رسول الله ﷺ فكيف يرى بعضنا بعضاً؟ فقال: إن الأبصار شاخصة، فرفع بصره إلى السماء ﴾[۶۴]

(ترجمہ) لوگوں کو قیامت میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اٹھایا جائے گا، ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگا ہم میں بعض بعض کو دیکھیں گے نہیں؟ آپ نے نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا (اس طرح سے) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ (پھر کون کس کو کیا دیکھے گا)

(فائدہ) حدیث پاک میں جو "غرلاً" کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا ختنہ ہوا ہوا نہیں ہوگا بلکہ وہ کھال جو ختنہ کے وقت کاٹی گئی تھی اس کو واپس لوٹا دیا جائے گا، اور اسی طرح سے وہ حصہ جو اس کی زندگی میں جدا ہو گیا تھا جیسے بال اور ناخن ان کو بھی لوٹا دیا جائے گا تاکہ انسان (کامل اجزاء واعضاء کے ساتھ) ثواب کی نعمتوں کو یا عذاب کی تکلیف کا مزہ چکھے۔

---

[۲] البدور السافرة (تحت حديث ابن عمر: رقم ۲۰۲) ص ۵۳ لعله من فتح الباري للعسقلاني

[۶۴] رواه الطبراني وفيه سعيد بن المرزبان وهو ضعيف وقد وثق. كما في مجمع الزوائد (۱۰/۳۳۶). والترغيب والترهيب (۴/۱۹۳).

(فائدہ) علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ (حدیث پاک میں جو لفظ ''عراۃ'' کا استعمال ہوا ہے (یعنی روز قیامت لوگ بغیر کپڑوں کے اٹھائے جائیں گے) یہ ان احادیث کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ وارد ہوا ہے کہ مردے اپنی قبروں سے کفنوں کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں کیونکہ یہ احادیث برزخ کے متعلق ہیں جب یہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو کپڑے نہیں ہوں گے مگر شہید اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ آگے حدیث میں ذکر کیا جائے گا۔[۲]

روزِ قیامت کے نام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روز قیامت کے سو کے قریب نام ذکر کیے ہیں بعض نام تو لفظی ہیں اور بعض بطور اشتقاق کے حاصل کئے گئے ہیں، اور ناموں کی کثرت مسمی کی عظمت کی دلیل ہے۔(۱) پہلا نام ''الساعۃ'' ہے کیونکہ یہ قریب ہے یا اس لئے کہ اچانک کسی گھڑی میں واقع ہونے والی ہے۔اس لئے کہ اموات (روز قیامت) اپنی قبروں سے ایک لمحہ سے بھی زیادہ جلدی میں نکل کھڑے ہوں گے، یا اس لئے کہ اعمال کے فیصلے اس دن ایک گھڑی میں ہو جائیں گے (اور ایک گھڑی کو عربی میں ساعۃ کہتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے مخلوقات کے حساب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ ان سب مخلوقات کو ایک ہی صبح کے وقت میں کھانا کھلا دیتا ہے تو اسی طرح سے ان کا ایک ہی گھڑی میں محاسبہ کر لے گا۔(۲) ''قیامت'' کیونکہ مخلوقات اپنی قبروں سے اور اپنے رب العالمین کے سامنے جتنا دیر وہ چاہے گا کھڑی ہوں گی اور روح اور باقی فرشتے بھی صف بستہ میں کھڑے ہوں گے۔(۳) ''القارعۃ'' (کپا دینے والی) کیونکہ یہ اپنی ہولنا کیوں سے دلوں کو کپا دے گی (۴) ''الحاقۃ'' (یعنی حق ہونے والی) کیونکہ یہ بے شک واقع ہونے والی ہے اور اس میں بہت سے امور حق طور پر ہونے والے ہیں۔(۵) ''الغاشیۃ'' (چھپانے والی) کیونکہ یہ لوگوں کو اپنی ہولنا کیوں میں چھپا دے گی۔(۶) ''آزفۃ'' (یعنی قریب) یہ قریب میں واقع ہونے والی ہے (اگر چہ ابھی تک واقع نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس

---

۲ البدور السافرۃ (ص ۶۶)

کو دور سمجھتے ہیں مگر جو چیز واقع ہونے والی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے اگرچہ کچھ عرصہ بعد میں ہی اس کا وقوع ہو) (۷) ''واقعۃ'' (واقع ہونے والی) (۸) خافضہ (۹) رافعہ (۱۰) طامہ (یعنی ہر شے پر غالب آنے والی) (۱۱) صاخہ (جو گونگا کر دے) (۱۲) یوم النفخہ (۱۳) یوم الزلزلہ (۱۴) یوم الرجفہ (۱۵) یوم الناقور (۱۶) یوم الانشقاق (۱۷) یوم الانفطار (۱۸) یوم التکویر (۱۹) یوم الانکدار (۲۰) یوم الانتشار (۲۱) یوم التیسیر (۲۲) یوم التعطیل (۲۳) یوم التجبیر (۲۴) یوم التفجیر (۲۵) یوم الکشط والطی (۲۶) یوم الدین (یعنی جزاء وسزا کا دن) (۲۷) یوم البعث (۲۸) یوم النشور (۲۹) یوم الخروج (۳۰) یوم العرض (۳۱) یوم الجمع (۳۲) یوم الفرق کمافی قولہ تعالیٰ یومئذ یتفرقون (۳۳) یوم الصدع فی قولہ تعالیٰ یومئذ یصدعون وھو بمعنی یتفرقون (۳۴) یوم الصدر فی قولہ یومئذ یصدر الناس اشتاتا (۳۵) یوم البعثۃ (۳۶) یوم الفزع (۳۷) یوم التنادبتخفیف الدال من النداء وبالتشدید من الند وھو الفرار والذھاب (۳۸) یوم الدعاء (۳۹) یوم الحساب (۴۰) یوم السؤال (۴۱) یوم یقوم الاشہاد (۴۲) یوم القصاص (۴۳) یوم الوعد (۴۴) یوم الوعید (۴۵) یوم الندامۃ (۴۶) یوم الحسرۃ (۴۷) یوم التبدیل (۴۸) یوم التلاق (۴۹) یوم المآب (ای یوم الرجوع الی اللہ) (۵۰) یوم المصیر (۵۱) یوم الفصل (۵۲) یوم القضاء (۵۳) یوم الحکمۃ (۵۴) یوم الوزن (۵۵) یوم عقیم (کیونکہ اس کے بعد کوئی اور دن نہیں آئے گا) (۵۶) یوم عسیر (۵۷) یوم عظیم (۵۸) یوم مشہود (۵۹) یوم التغابن لتغابن الخلق فی المنازل التی یرثونہا (۶۰) یوم عبوس قمطریر (۶۱) یوم تبلی السرائر (جس دن پوشیدہ چیزیں وزن اعمال اور اعمال نامہ پڑھنے سے سامنے آجائیں گی) (۶۲) یوم الفرار (۶۳) یوم تقلب القلوب والابصار (۶۴) یوم الفتنۃ (آزمائش کا دن) (۶۵) یوم الاذان حضرت طاؤس (تابعیؒ) ہشام بن عبدالملک (خلیفہ) کے پاس آئے تو یہ نصیحت فرمائی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور روز اذان سے خوف کھاؤ۔ اس نے کہا روز اذان کیا ہے! فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاذن مؤذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین پھر ایک پکارنے والا ان دونوں (یعنی

مومنوں اور کافروں) کے درمیان پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر (۶۶) یوم الخلود (۶۷) یوم الجدال (۶۸) یوم لاتملک نفس لنفس شیئا (۶۹) یوم یدعون الی نار جہنم (۷۰) یوم لاینفع الظالمین معذرتہم (۷۱) یوم لاینطقون (۷۲) یوم لاینفع المال والبنون (۷۳) یوم لایکتمون اللہ حدیثا (۷۴) یوم لا مردلہ من اللہ (۷۵) یوم لا بیع فیہ ولا خلال (۷۶) یوم لاریب فیہ[1]

(فائدہ) علامہ سیوطیؒ نے ۱۰۰ نام کا قول فرما کر ۷۶ نام ذکر کئے ہیں، مزید نام دیکھنا چاہیں تو محدث اشبیلہ حضرت امام عبدالحق اشبیلیؒ کی کتاب ''العاقبۃ'' میں ملاحظہ فرمائیں ہم نے اختصار کی وجہ سے اس کتاب کا اقتباس یہاں نقل نہیں کیا۔ (امداد اللہ انور)

قیامت میں اہل جنت کی آرام گاہ

حضرت سعید الصوافؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کا دن مؤمن پر بہت مختصر ہوگا حتی کہ عصر اور مغرب کے درمیانے وقت جتنا ہوگا، اور یہ حضرات ریاض الجنۃ میں آرام کریں گے جب تک کہ لوگ حساب سے فارغ نہیں ہو جائیں گے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا﴾ (اہل جنت روز قیامت قیام گاہ میں اچھے رہیں گے اور خوب آرام میں رہیں گے)[2]

میدانِ محشر کی ہولناکیاں

(حدیث ۶۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿یحشر الناس حفاۃ عراۃ، غرلاً، فقالت عائشۃ: واسوأتاہ فقال: شغل الناس یومئذ عن النظر، وتسمو أبصارھم إلی فوق أربعین سنۃ لایأکلون ولا یشربون، فمنھم من یبلغ العرق قدمیہ، ومنھم من یبلغ العرق ساقیہ، ومنھم من یبلغ بطنہ، ومنھم من یلجمہ العرق من طول الوقوف، ثم یرحم اللہ بعد ذلک العباد، فیأمر

---

[1] البدور السافرۃ (صفحہ ۹۷، ۹۸).

[2] ابن جریر کما فی الدر المنثور (۵/۶۷) البدور السافرۃ (۲۸۶).

الملائكة المقربين، فيحملون عرشه من السماوات إلى أرض بيضاء، لم يسفك عليها دم، ولم يعمل فيها خطيئة، كأنها الفضة البيضاء ثم تقوم لملائكة حافين من حول العرش وذلك أول يوم نظرت فيه عين إلى الله ثم يأمر منادياًينادي بصوت يسمعه الثقلان، الجن والإنس، أين فلان ابن فلان؟ فيسربه الملك ويخرج من الموقف، فيعرفه الله الناس ، ثم يقال: تخرج معه حسناته فيعرف الله أهل الموقف تلك الحسنات ، فإذا وقف بين يدي رب العالمين، قيل : أين أصحاب المظالم؟ فيجيبون رجلاً رجلاً فيقال: ظلمت فلاناً كذا وكذا فيقول: نعم يارب، فذلك اليوم الذي تشهد عليهم ألسنتهم وأيديهم وأرجلهم بما كانوا يعملون فيؤخذ حسناته ، فتدفع إلى من ظلمه ، يوم لادينار ولا درهم ، إلا أخذ من الحسنات، ورد من السيئات، فلا يزال أصحاب المظالم يستوفون من حسناته، حتى لايبقى له حَسنة ثم يقوم من بقي ممن لم يأخذ شيئاً فيقولون له مابال غيرنا استوفى / وبقينا، فيقال لهم: لا تعجلوا، فيؤخذ من سيئاتهم ، فترد عليه حتى لايبقى عليه أحد ظلم بمظلمة فيعرف الله أهل الموقف أجمعين ذلك، فإذا فرغ من حسابه قيل: ارجع إلى أمك الهاوية، فانه لا ظلم اليوم، فلا يبقى يومئذٍ ملك ولا نبي مرسل، ولا صديق ولا شهيد ولا بشر إلاَّ ظن مما رأى من شدة الحساب ، أن لا ينجو إلاَّ من عصمه الله تعالى﴾ ۶۵

(ترجمہ) لوگوں کو اس دن ننگے پاؤں ، ننگے جسم (اور) نامختون اٹھایا جائے گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (یہ سن کر) فرمایا ''ہائے بے پردگی'' تو آں

---

۶۵ أخرجه الخطيب البغدادي في تاريخه(۱۱/۱۳۱) والزبيدي في اتحاف السادة المتقين (۱۰/۴۵۶) وعزاه الحافظ السيوطي للخطيب في تاريخه بسند واه كمافي الدر المنثور(۵/۳۴۸، ۳۴۹).

حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگ اس دن دیکھنے سے بے توجہ ہوں گے ان کی نگاہیں چالیس سال (کی مسافت سفر کے برابر) اوپر کو اٹھی ہوئی ہوں گی، نہ کھاتے ہوں گے نہ پیتے ہوں گے ان میں سے کسی کا پسینہ ان کو قدموں تک غرق کر رہا ہوگا، کسی کا پسینہ ان کو پنڈلیوں تک غرق کر رہا ہوگا کسی کا اس کے پیٹ تک اور کسی کا مونہہ تک طویل قیام کی وجہ سے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم فرمائے گا اور مقرب فرشتوں کو حکم کرے گا تو وہ اس کے عرش کو آسمانوں سے سفید زمین پر لائیں گے جس پر نہ تو کسی کا خون بہایا گیا ہوگا اور نہ اس میں گناہ کیا گیا ہوگا گویا کہ وہ سفید چاندی (کی طرح کی) ہوگی، پھر فرشتے عرش کے ارد گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہوں گے، اور یہ پہلا دن ہوگا جس میں کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھے گی، پھر (اللہ تعالیٰ) ایک منادی کو حکم کرے گا جو بلند آواز سے منادی کرے گا اس کو دونوں مخلوق جن اور انسان سنیں گے کہ فلاں ولد فلاں کہاں ہے؟ تو فرشتہ اس کو لے جائے گا اور موقف سے ممتاز ہو کر نکلے گا اللہ تعالیٰ اس کی لوگوں سے پہچان کرائیں گے، پھر کہا جائے گا اپنی نیکیاں پیش کرو پھر اللہ تعالیٰ میدانِ محشر کی مخلوق کو یہ نیکیاں ملاحظہ کرائیں گے، جب وہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہوگا تو کہا جائے گا ظالم کہاں ہیں؟ تو ایک ایک کر کے سب پیش ہوں گے، کہا جائے گا تو نے فلاں پر ایسا ایسا ظلم کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں اے میرے پروردگار' یہی وہ دن ہوگا جس میں ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان کے اعمال بد کی گواہی دیں گے، چنانچہ اس (ظالم) کی نیکیاں لے کر اس کے مظلوم کو (ظلم کے بقدر) دے دی جائیں گی، اس دن نہ تو دینار ہوگا نہ درہم (یعنی پیسہ نہ ہوگا) مگر نیکیاں لی جائیں گی (مظلوم کا حساب چکانے کیلئے)' اور اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے ظلم کا بدلہ چکانے کیلئے مظلوم کے گناہ (ظالم کے ظلم کے بقدر ظالم پر) لوٹا دیئے جائیں گے، پس اسی طرح سے ظالم اپنی نیکیاں دے کر جان چھڑاتا رہے گا حتی کہ اس کی کوئی نیکی باقی نہ بچے گی تو ایک شخص ان لوگوں میں سے کھڑا ہوگا جنہوں نے ابھی (اپنے حق میں ظالم سے)

کچھ نہیں لیا ہوگا یہ کہیں گے ہمارے غیر میں کیا کمال ہے وہ تو اپنا حق وصول کر چکا اور ہم (اب تک) باقی ہیں (ہم نے کچھ نہیں لیا) تو ان کو کہا جائے گا جلدی نہ کرو پھر ان (باقی ماندہ مظلوموں) کی برائیاں لے کر اس (ظالم) پر لوٹا دی جائیں گی حتی کہ اس کے خلاف کوئی استغاثہ کرنے والا باقی نہ رہے گا جس پر اس ظالم نے ظلم کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ یہ کاروائی سب حاضرین کو دکھائیں گے، جب وہ اپنے حساب سے فارغ ہوگا حکم ملے گا اپنے ٹھکانے ''دوزخ'' کی طرف چلے جاؤ کیونکہ (کسی پر) کوئی ظلم نہیں ہوگا، پس اس دن کوئی فرشتہ اور نہ نبی مرسل، نہ صدیق، نہ شہید اور نہ کوئی انسان باقی رہے گا مگر جو کچھ اس نے شدت حساب کو دیکھا ہوگا یہی سمجھے گا کہ (آج) کوئی نجات نہیں پائے گا مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (اعاذنا اللّٰہ منہ)

اعمال سایہ کریں گے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورج قیامت کے دن لوگوں کے سروں سے (کچھ) اوپر ہوگا اور ان کے (نیک) اعمال ان پر سایہ کریں گے اور ان کے پاس رہیں گے۔[1]

(حدیث ۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿سبعة يظلهم اللّٰه في ظله، يوم لا ظل إلا ظله. إمام عادل، وشاب نشأ في عبادة اللّٰه، ورجل قلبه معلق بالمساجد، ورجلان تحابافي اللّٰه، اجتمعا على ذلك وتفرقا عليه، ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال،فقال؛ إني أخاف اللّٰه ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لاتعلم شماله ماتنفق بمينه، ورجل ذكر

[1] أخرجه هناد (رقم ۳۳۱) وأبو نعيم في الحلية (۱/ ۲۶۱) من طريق الاعمش، عن أبي ظبيان، عن أبي موسى-به وعند أبي نعيم وتظلهم وتضحيهم. وإسناده صحيح رجاله ثقات، وقال الفريوائي: رجاله ثقات وفيه الاعمش وهو مدلس وقد عنعن. إلا أن الأئمة احتملوا تدليسه.

اللّٰہ خالیاً ففاضت عیناہ ﴿۶۶﴾

(ترجمہ) سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دیں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) عادل حکمران (۲) اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پروان چڑھنے والا جوان (۳) وہ شخص جس کا دل مساجد سے لگا ہوا ہو (۴) اللہ کی رضا کے لئے باہمی محبت کرنے والے دو شخص، اسی حالت میں ایک دوسرے کو ملتے ہوں اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں (۵) وہ آدمی جس کو دولت مند حسینہ نے دعوتِ گناہ دی ہو مگر اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جس نے صدقہ کیا مگر اس کو ایسے چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خیرات کی ہے (یعنی خوب چھپا کر صدقہ کیا)، (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں (آنسوؤں سے) بہہ پڑیں۔

(فائدہ) ایک روایت میں شاب نشأ فی عبادة اللّٰہ کی جگہ یہ لفظ ہیں ورجل کان فی سریة مع قوم فلقوا العدو فانکشفوا، فحمی آثارهم حتی نجوا ونجا او استشهد[1] یعنی وہ شخص جو مسلمانوں کی فوج کے ساتھ کسی لشکر میں تھا اور ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوگئی اور سامنا ہوگیا اس نے ان کا تحفظ کیا حتی کہ یہ مجاہد خلاصی پا گئے اور یہ بھی حفاظت کرتے ہوئے ان سے خلاصی پا گیا یا شہید ہوگیا۔

اور ایک روایت میں شاب نشأ ..... کی جگہ ورجل تعلم القرآن فی صغره وهو یتلوه فی کبره ہے[2] یعنی وہ آدمی (بھی عرش خداوندی کے سایہ میں ہوگا) جس نے اپنے بچپن میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی پھر اس کو بڑی عمر میں تلاوت کرتا رہا۔

---

۶۶ أخرجه ابن المبارک (۱/۴۷۳) ومن طریقه البخاري (۱۲/۱۱۲-فتح) والنسائی (۸/۲۲۲). وأخرجه البخاری (۲/۱۴۳، ۱۱/۳۱۲-فتح) ومسلم (الزکاة ۹۱) والترمذی (۲۳۹۱) وأحمد (۲/۴۳۹) وابن خزیمة (۳۵۸) وغیرهم من طریق عبدالله، قال: حدثني خبیب بن عبدالرحمن، عن حفص بن عاصم، عنه -به وأخرجه مالک (۲/۹۵۲/۱۴) ومسلم والترمذي، وغیرهم عن خبیب علی الشک في إسناده، عن أبي سعید الخدري أو أبي هریرة. وله شواهد.

۱ البدور السافرة (۱۲۵) تحت الحدیث رقم ۳۳۶، تهذیب تاریخ دمشق (۱/۴۵۲)، (۶/۲۵۰).

۲ البدور السافرة (۱۲۵) تحت الحدیث رقم ۳۳۷، أخرجه ابن شاذان فی مشیخته من طریق آخر نحو الطریق السابق.

حدیث شفاعت

(حدیث ۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿إنه لم يكن نبي إلا له دعوة قد تنجزها في الدنيا و إني قد اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي وأنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول من تنشق عنه الأرض ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، آدم فَمَن دونه تحت لوائي ولا فخر، ويطول يوم القيامة على الناس فيقول بعضهم لبعض: انطلقوا بنا إلى آدم أبي البشر فليشفع لنا إلى ربنا فليقض بيننا، فيقول: إني لست هناكم، إني قد أخرجت من الجنة بخطيئتي فإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي، ولكن ائتوا نوحاً رأس النبيين، فيأتون نوحاً فيقولون :يا نوح اشفع لنا إلى ربنا فليقض بيننا فيقول: إني لست هُناَ كُم إني دعوت بدعوة أغرقت أهل الأرض وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي ولكن ائتوا إبراهيم خليل الله فيأتون إبراهيم فيقولون : يا إبراهيم اشفع لنا إلى ربك فليقض بيننا، فيقول : إني لست هُنَاكُم، إني كذبت في الإسلام ثلاث كذبات– والله إن حاول بهن إلا عن دين الله قوله: ﴿إني سقيم﴾ وقوله: ﴿فاسألوهم إن كانوا ينطقون﴾ وقوله لا مرأته حين أتى على الملك (أختي) – وإنه لايهمني اليوم إلا نفسي ولكن ائتوا موسى الذي اصطفاه الله برسالته و كلامه فيأتونه فيقولون: يا موسى أنت الذي اصطفاك الله برسالته ، و كلمك، فاشفع لنا إلى ربك فليقض بيننا، فيقول: إني لست هُناكُم، إني قتلت نفساً بغير نفس ، وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي ، ولكن ائتوا عيسى روح الله و كلمته ، فيأتون عيسى فيقولون: اشفع لنا إلى ربك فليقض بيننا فيقول: إني لست هُناكُم إني اتُّخِذتُ إلٰهاً من دون الله ، وإنه لايهمني اليوم

إلا نفسي ولكن أرأيتم لو كان متاع في وعاء مختوم عليه أكان يقدر على ما في جوفه حتى يفض الخاتم؟ قال: فيقولون: لا . قال: فيقول : إن محمداً ﷺ خاتم النبيين . وقد حضر اليوم وقد غفر له ماتقدم من ذنبه وما تأخر. قال رسول الله ﷺ :فيأتوني فيقولون: يا محمد اشفع لنا إلى ربك فليقض بيننا فأقول: أنا لها، حتى يأذن الله عز وجل لمن يشاء ويرضى فإذا أراد الله تبارك وتعالىٰ أن يصدع بين خلقه نادى منادٍ: أين أحمد وأمته ؟ فنحن الآخرون الأولون، نحن آخر الأمم، وأول من يحاسب فتفرج لنا الأمم عن طريقنا فنمضي غُراً محجلين من أثر الطّهُور، فتقول الأمم: كادت هذه الأمة أن تكون أنبياء كلها؟ فنأتي باب الجنة فآخذ بحلقة الباب فأقرع الباب فيقال: من أنت ؟ فأقول : أنا محمد ، فيفتح لي فآتي ربي عزوجل على كرسيه ، فأخر له ساجداً ، فأحمده لم يحمده بها أحد كان قبلي وليس يحمده بها أحد بعدي فيقال: يامحمد ارفع رأسك ، وسل تعطه، وقل تسمع ، واشفع تشفع، فأرفع رأسي فأقول: أي رب أمتي..... أمتي! فيقول: أخرج من كان في قلبه مثقال كذا وكذا ثم أعيد فأسجد فأقول ماقلت: فيقال: ارفع رأسك ، وقل تسمع، وسل تعطه ،واشفع تشفع ، فأقول: أي رب! أمتي .....أمتي! فيقول؛ أخرج من كان في قلبه مثقال كذا وكذا دون الأول ثم أعيد فأسجد فأقول مثل ذلك ، فيقال: ارفع رأسك وقل تسمع، وسل تعطه، واشفع تشفع، فأقول: أي رب! أمتي.....أمتي..... فيقول: أخرج من كان في قلبه مثقال كذاو كذا دون ذلك﴾[٦٧]

(ترجمہ) ہر نبی نے اپنی اپنی دعا دنیا میں مانگ لی تھی اور میں نے ایک دعا اپنی

---

[٦٧] أخرجه الإمام أحمد في مسنده (١/٣٦٧، ٣٦٨) الحديث (٢٥٥٠). ورواه أبو يعلى وفيه علي بن زيد وقد وثق على ضعفه وبقية رجالهما رجال الصحيح . كما في مجمع الزوائد(١٠/٣٧٥،٣٧٦). ابو داؤد الطيالسى (٢٧٩٨).

امت کی شفاعت کے لئے روک رکھی ہے میں قیامت میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے سب سے پہلے میری قبر مبارک کھلے گی اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے حضرت آدم اور ان کے بعد کے انسان میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے لوگوں پر قیامت کا دن بہت طویل ہو جائے گا تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمارے ساتھ ابو البشر حضرت آدم کے پاس چلو وہ ہمارے لئے ہمارے رب کے سامنے شفاعت کریں تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ شروع کریں حضرت آدم فرمائیں گے میں اس درجہ میں نہیں ہوں میں اپنی لغزش کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا مجھے تو آج اپنی ذات کی فکر ہے لیکن تم حضرت نوح کے پاس جاؤ وہ انبیاء کے سردار ہیں تو لوگ حضرت نوح کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے نوح ہمارے لئے ہمارے رب کے سامنے شفاعت کرو تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرنا شروع کریں وہ فرمائیں گے میں اس درجہ میں نہیں ہوں میں نے ایک دعا مانگی تھی جس سے (مؤمنین کے علاوہ سب زمین والے) غرق ہو گئے تھے آج مجھے اپنی ذات کی فکر لگی ہوئی ہے لیکن تم اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم ہمارے لئے اپنے رب کے سامنے شفاعت کریں تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرنا شروع کریں وہ فرمائیں گے میں اس درجہ میں نہیں ہوں میں نے اسلام میں تین باتیں خلاف واقعہ کہی تھی اور یہ بھی صرف اللہ کی دین کی حمایت میں کہی تھیں ایک انی سقیم (میں بیمار ہوں)، دوسری فاسألوهم ان كانوا ينطقون (ان بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں) تیسری بات اپنی بیوی کے متعلق کہی تھی جبکہ وہ بادشاہ کے پاس گئے تھے کہ یہ میری (اسلامی) بہن ہے آج مجھے اپنے نفس کی فکر ہے لیکن تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور گفتگو کے لئے منتخب فرمایا تھا تو وہ ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ! آپ کی شان یہ ہے

کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے ساتھ چنا اور آپ سے کلام فرمایا آپ ہمارے لئے اپنے رب کے سامنے شفاعت کریں تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ شروع کریں وہ فرمائیں گے میں اس درجہ میں نہیں ہوں میں نے ایک شخص کو بغیر قصاص کے مارا تھا آج مجھے اپنی فکر ہے لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کی طرف سے (پھونکی جانی والی) روح اور اس کا کلمہ تھے تو وہ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے ہمارے لئے اپنے رب کے سامنے شفاعت کریں تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ شروع کریں تو وہ فرمائیں گے میں اس درجہ میں نہیں ہوں خدا کو چھوڑ کر مجھے (لوگوں کی طرف سے) خدا بنایا گیا مجھے آج اپنی فکر ہے یہ بتاؤ اگر سامان کسی مہر شدہ برتن میں ہو کیا اس مہر کو توڑے بغیر سامان کو اندر سے نکالا جا سکتا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں آج وہ دن ہے جس میں ان کے تمام سابقہ اور آئندہ کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے یا محمد! ہمارے لئے اپنے پروردگار کے سامنے شفاعت فرمائیں تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ شروع کریں میں کہوں گا ہاں میں اس شفاعت کرنے کا اہل ہوں حتی کہ اللہ عز شانہ جس کے لئے چاہیں گے اور راضی ہوں گے اجازت عطا فرمائیں گے پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائیں گے تو ایک منادی ندا کرے گا حضرت احمد ﷺ اور ان کی امت کہاں ہیں؟ پس ہم آخر میں آنے والے اور سب (پچھلوں) سے سبقت لے جانے والے ہیں ہم آخری امت ہیں اور سب سے پہلے ان کا حساب ہوگا ، پس سب امتیں ہمارے لئے راستہ خالی کر دیں گی اور ہم وضو کے اثر سے منور اعضاء کے ساتھ گزریں گے تو امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت سب کی سب انبیاء ہوتی پس ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے میں دروازہ کا کنڈا کھٹکھٹاؤں گا تو پوچھا جائے گا کون ہے؟ میں کہوں گا ''میں محمد ہوں'' تو میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا میں اپنے پروردگار کے ہاں اس کی کرسی کے پاس

حاضر ہوں گا اور اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا تو میں اس کی ایسی ایسی تعریفیں بجالاؤں گا کہ مجھ سے پہلے ایسی تعریفیں کسی نے نہیں کی ہوں گی اور نہ ہی کوئی میرے بعد ایسی تعریفیں بجالائے گا کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ مانگو دیا جائے گا کہو سنی جائے گی شفاعت کرو قبول ہوگی اپنا سر اٹھاؤ میں عرض کروں گا اے رب میری امت، میری امت وہ فرمائے گا جس کے دل میں اتنا اور اتنا وزن (ایمان اور عمل صالح کا) ہو اس کو (جہنم سے) نکال لو میں پھر حاضر ہو کر سجدہ میں گر جاؤں گا اور جو کچھ میں نے عرض کیا پھر کہوں گا (مجھے) حکم ہوگا اپنا سر اٹھاؤ کہو سنی جائے گی مانگو ملے گا شفاعت کرو قبول ہوگی میں عرض کروں گا اے رب! میری امت میری امت جن کے دل میں اتنا اور اتنا (وزن ایمان اور عمل صالح کا) پہلے سے کم درجہ میں ہو ان کو نکال لو (میں ان کو جہنم سے نکالوں گا اور) پھر حاضر ہوں گا اور سجدہ کروں گا اور اسی طرح سے پھر حمد بجالاؤں گا تو حکم ہوگا اپنا سر اٹھاؤ کہو سنی جائے گی مانگو ملے گی شفاعت کرو قبول ہوگی میں عرض کروں گا اے رب! میری امت میری امت وہ فرمائے گا وہ شخص جس کے دل میں اتنا اور اتنا (ایمان) ہو پہلے (قسم کے لوگوں) سے کم اس کو بھی نکال لو۔

(فائدہ) یہ جو تین کلمات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائے تھے ان کا ظاہری معنی انجان لوگوں کے لئے جھوٹ معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت آپ نے خلاف ظاہر الفاظ استعمال فرمائے اگر وہ لوگ آپ کی ان باتوں کو اچھی طرح سے سمجھتے ہوتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ ان کا ان باتوں سے کیا مقصد ہے۔ یہ باتیں جھوٹ نہ تھیں بلکہ بظاہر صورت ایسی بنتی تھی چنانچہ جب ایسی بنتی تھی تو حضرت ابراہیم کو اس سے خوف ہوگا کیونکہ آپ اللہ کے مقام و مرتبہ کو بخوبی جانتے ہوں گے اور جو اللہ کے نزدیک مرتبہ میں زیادہ قریب ہو وہ خوف میں بھی بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے کذا قال العلماء۔[1]

---

[1] البدور السافرة (۱۹۶) تحت الحدیث رقم (۴۶۷).

پُل صراط اور حوض نبوی

(حدیث ۶۸) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿يعرفني الله نفسه يوم القيامة فأسجد سجدة يرضى بها عني ثم أمتدحه مدحة يرضى بها عني ، ثم يؤذن لي بالكلام ثم تمر أمتي على الصراط وهو مضروب بين ظهراني جهنم فيمرون أسرع من الطرف، والسهم، ثم أسرع من أجاويد الخيل حتى يخرج الرجل منها حبواً ، وهي الأعمال وجهنم تسئال المزيد، حتى يضع قدمه فيها فينزوي بعضها إلى بعض، وتقول: قط.....قط وأنا على الحوض قيل: وما الحوض يا رسول الله ؟ قال: والذي نفسي بيده إن شرابه أبيض من اللبن ، وأحلى من العسل، وأبرد من الثلج. وأطيب ريحاً من المسك وآنيته أكثر عدداً من النجوم لا يشرب منه إنسان فيظمأ أبداً ولا يصرف فيروى أبداً.﴾ ۶۸

(ترجمہ) قیامت کے دن اللہ مجھے اپنی ذات کی پہچان کرائیں گے پس میں (اس کے لئے) ایسا سجدہ کروں گا کہ وہ اس سے میری طرف سے راضی ہو جائیں گے، پھر میں اس کی ایسی تعریف کروں گا کہ وہ اس کی وجہ سے مجھ سے راضی ہو جائیں گے، پھر مجھے عرض کرنے کی اجازت مل جائے گی، پھر میری امت پل صراط سے گزرے گی جس کو جہنم کی پشت پر بچھایا جائے گا پس (میری امت کے) لوگ پل جھپکنے اور تیر کی رفتار سے بھی زیادہ جلدی گزریں گے، پھر عمدہ تیز رو گھوڑوں سے جلدی گزرنے والے گزریں گے، حتی کہ اس پُل صراط سے چوتڑوں کے بل گھسٹ کر بھی گزرنے والے گزریں گے، اور یہ اعمال ہی ہوں گے (جو ان کو اس طرح سے پُل صراط سے گزار رہے ہوں گے) جبکہ جہنم

۶۸ اخرجه ابن ابی عاصم في السنة (۳۶۸/۲) الحديث (۷۹۰) واورده ابن كثير في تفسيره (۲۲۷/۴) ورواه ابو يعلى و ابن مردويه كما في الدر المنثور (۱۰۷/۶) والبدور (۴۷۹).

مزید کی طلب میں ہوگی حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ) اپنا قدم مبارک اس میں رکھیں گے تو اس کا ایک حصہ دوسرے میں سکڑ جائے گا اور جہنم کہہ رہی ہوگی بس بس اور میں حوض پر ہوں گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ حوض کیا ہوگا؟ فرمایا مجھے اس جہنم ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ عمدہ خوشبو والا ہوگا، اس کے برتن ستاروں سے زیادہ ہوں گے اس سے جو انسان بھی پیئے گا ہمیشہ کے لئے اس کی پیاس بجھ جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لئے سیر ہو کر ہی واپس جائے گا (بعد میں جنت میں بطور شوق اور ذائقہ کے پینے کی چیزیں پی جائیں گی پیاس کی وجہ سے نہیں)۔

تجلی باری تعالیٰ اور مسلمانوں کا امتحان

موت کی موت سے پہلے جنتیوں اور دوزخیوں کی حالت

ارشاد خداوندی ہے۔

(آیت) ﴿یوم یُکشَفُ عن ساق ویُدْعَون إلی السجود﴾ [القلم: ۴۲]

(ترجمہ) جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جاوے گی اور سجدہ کی طرف بلایا جاوے گا۔

(حدیث ۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (جو) حدیث (ذبح موت کے متعلق) حضور ﷺ سے نقل کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اہلِ جنت خوف اور پریشانی سے جھانکتے ہوں گے کہ انہیں اس مقام (جنت) سے نکال نہ دیا جائے جہاں پر وہ موجود ہیں۔ اسی طرح اہلِ جہنم بھی (شفاعت کی امید میں) خوشی اور مسرت سے جھانکتے ہوں گے کہ انہیں وہاں سے نکال لیا جائے گا جہاں پر وہ موجود ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)۔

(فائدہ) بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں حضور ﷺ سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی ایک روایت ہے، اور اس میں یہ بھی ہے کہ (موت کے ذبح ہو جانے کے بعد) اہلِ جنت کے لئے پہلی خوشی کے ساتھ مزید خوشی کا اضافہ ہو جائے گا اور اہلِ جہنم کا غم پہلے غم کے ساتھ مزید بڑھ جائے گا۔ اور امام ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حضور

ﷺ کا فرمان مختصر نقل کیا ہے اور اس میں ہے کہ "اگر کوئی خوشی سے مرتا تو اہلِ جنت ہی خوشی سے مرجاتے۔ اور اگر کوئی غم سے مرتا تو اہلِ جہنم بھی مرجاتے۔

اس طرح کا ایک قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے جس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اہلِ جنت اور اہلِ جہنم میں اعلان کردیا جائے گا کہ اب (تم نے یہاں پر) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے (ابن مسعودؓ) فرماتے ہیں کہ اہلِ جنت اتنا زیادہ خوش ہوں گے کہ اگر کوئی خوشی سے مرتا ہوتا تو یہ بھی مرجاتے۔ اور اہلِ جہنم اتنا چیخیں اور چلائیں گے کہ اگر کوئی چیخ سے مرتا ہوتا تو یہ بھی مرجاتے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وانذرهم يوم الآزفة اذالقلوب لدى الحناجر كاظمين (مومن:۱۸)

اور یہ فرمان بھی وانذر هم يوم الحسرة اذا قضى الامر (مریم:۳۹) (ابن ابی حاتم)

(ترجمہ) اور آپ ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرایئے جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے (غم سے) گھٹ گھٹ جائیں گے۔ اور ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیں جب فیصلہ کردیا جائے گا (موت کو ذبح کردینے کا)

حوضِ کوثر کیا ہے

(حدیث ۷۰) حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت کردہ ایک حدیث میں ہے:

قيل: وماالحوض يا رسول الله؟ قال والذى نفسى بيده إنَّ شرابه ابيض من اللبن، واحلى من العسل، وابرد من الثلج واطيب ريحاً من المسك وآنيته، اكثر عدداً من النجوم لايشرب منه انسان فيظمأ ابداً ولايصرف فيروى ابداً.(۷۰)

(ترجمہ) عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ حوض کیا ہوگا؟ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، اور کستوری سے زیادہ خوشبو والا ہوگا۔ اس کے برتن ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ اس سے جو انسان بھی پیئے گا ہمیشہ کیلئے اس کی پیاس بجھ جائیگی اور ہمیشہ کیلئے سیر ہوکر ہی واپس جائے گا (بعد میں جنت میں بطور

۷۰ ابن ابي عاصم في كتاب السنه (۲/۳۳۱) الحديث (۷۱۷).

شوق اور ذائقہ کے پینے کی چیزیں پی جائیں گی پیاس کی وجہ سے نہیں)۔

سونے چاندی کے دو پرنالے

(حدیث ۷۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿حوضي مابين أيلة إلى صنعاء له ميزابان : أحد هما من ذهب، والآخر من فضة . آنيته عدد نجوم السماء . أشد بياضاً من اللبن وأحلى من العسل ، وريحه أطيب من المسك . من شرب منه لم يظمأ أبداً﴾ ۷۱

(ترجمہ) میرا حوض ایلہ سے صنعاء (یمن) تک (لمبا چوڑا) ہے اس کے دو پرنالے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا، اس کے برتن آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے جو اس سے (ایک بار) پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا

اپنی اپنی کثرت امت پر انبیاء علیہ السلام فخر کریں گے

(حدیث ۷۲) حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿إن لكل نبي حوضاً، وإنهم يتباهون ، أيهم أكثر واردةً، وإني أرجو أن أكون أكثرهم واردةً﴾ ۷۲

(ترجمہ) ہر نبی کا حوض ہوگا، یہ حضرات انبیاء باہمی فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر زیادہ (امتی) پینے والے آتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میں پینے والوں کے اعتبار سے ان سب سے زیادہ ہوں گا۔

---

۷۱ رواه الطبراني في الأوسط وفيه سفيان بن وكيع وهو ضعيف . كما في مجمع الزوائد (۱۰/۳۷۰).

۷۲ أخرجه الترمذي في كتاب صفة القيامة (۴/۶۲۸، ۶۲۹) الحديث (۳۴۴۳) قال ابو عيسىٰ : هذا حديث غريب . وابن ابي عاصم في السنة (۲/۳۴۱، ۳۴۲) الحديث (۷۳۴) وأورده القرطبي في التذكرة (۱/۵۹۲) برقم (۹۷۴).

اعمالنامہ کی تقسیم

اعمالنامے کیسے پہنچیں گے

(حدیث ۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿الكتب كلها تحت العرش ، فإذا كان يوم الموقف يبعث الله ريحاً فتطيرها بالأيمان والشمائل ، أول خط فيها : اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً﴾ ۳۷

(ترجمہ) اعمالنامے سب عرش کے نیچے (مقام علیین میں محفوظ) ہیں جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ایک قسم کی ہوا چلائیں گے جو ان کو اڑا کر دائیں اور بائیں ہاتھوں میں پہنچا دے گی اس میں سب سے پہلے یہ لکھا ہوگا اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً (پڑھ اپنے اعمالنامہ کو آج اپنے حساب لینے کے لئے تو خود ہی کافی ہے)۔

ان پڑھ بھی پڑھ سکیں

اقرأ كتابك کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ان پڑھ بھی اپنے اعمالنامہ کو پڑھ سکے گا۔[۱]

زندگی میں اعمالنامہ کہاں ہوتا ہے

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کے گلے میں ایک کتبہ ہے جس میں اس کے عمل لکھے جاتے ہیں جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس کو لپیٹ لیا جاتا ہے پھر جب وہ قبر سے اٹھے گا تو اس کے اعمالنامے کو (جس کو علیین میں محفوظ رکھا گیا ہوگا ہوا کے ذریعہ) اس کی

---

۳۷ أخرجه العقيلي في الضعفاء (۴۶۶/۴) وأورده القرطبي في التذكرة (۴۹۰/۱) برقم (۸۰۳).

[۱] الدر السافرة (۲۶۳) تحت الحديث رقم (۲۹۶) أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره.

طرف پہنچادیا جائے گا اور کہا جائے گا اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیباً (ترجمہ) پڑھ اپنے اعمالنامہ کو آج تو اپنے حساب کے لئے خود ہی کافی ہے۔[1]

مؤمن کے اعمالنامہ کا عنوان

(حدیث ۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿عنوان کتاب المؤمن یوم القیامة : حسن ثناء الناس﴾[2]

(ترجمہ) مؤمن کے اعمالنامہ کا عنوان ''حسن ثناء الناس'' ہوگا (لوگ کی نیک تعریف)

(فائدہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ قیامت کے دن مؤمن کے اعمالنامہ کا عنوان ''الثناء الحسن'' ہوگا (یعنی نیک تعریف)۔[2]

قرب قیامت تین فرقے

(حدیث ۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿إذا کان آخر الزمان صارت أمتي ثلاث فرق: فرقة تعبد الله خالصاً، وفرقة تعبد الله رباءً، وفرقة یعبدون الله لیسأکلوا به الناس، فإذا جمعهم الله یوم القیامة قال للذي کان یستأ کل الناس : یعذتي وجلالی ماأردت بعبادتي ؟ فیقول: وعزتک وجلالک أستاکل به الناس ، قال: لم ینفعک ما جمعت شیئاً تلجأ إلیه انطلقوا به إلی النار، ثم یقول للذي کان یعبد رباءً: یعزتي وجلالي ماأردت بعبادتي قال: بعزتک وجلالک أردت بعبادتک رباء الناس قال: لم یصعد إليّ منه شيء انطلقوا به إلی

---

[1] البدور السافرة (۲۶۳) تحت الحدیث رقم (۲۹۷) أخرجه ابن المبارک (في الزهد)

[2] البدور السافرة (۲۶۳) تحت الحدیث رقم (۷۰۱) أخرجه الدیلمي في الفردوس (۴۱۲۸) فیض القدیر للمناوی (۵۶۳۲) کنز الأعمال (۳۸۹۷۱)

[2] البدور السافرة بعزوه الی ابی نعیم.

النار، ثم يقول للذي كان يعبده خالصاً : بعزتي وجلالي ما أردت بعبادتي ؟قال:بعزتک وجلالک أنت أعلم بذلک مني أردت به ذکرک ووجهک،قال:صدق عبدي انطلقوا به إلي الجنة﴾۵۷

(ترجمہ) وہ آخری زمانہ ہوگا میری امت تین فرقوں میں بٹ جائے گی (۱) ایک فرقہ خالص اللہ کی عبادت کرے گا (۲) ایک فرقہ دیا کے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا (۳) اور اس لئے اللہ کی عبادت کرے گا تو اس کے سبب لوگوں سے دولت کمائے گا ۔ جب اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن جمع کریں گے تو اس شخص سے پوچھیں گے جو لوگوں سے مال کماتا تھا میرے غلبہ اور میرے جلال کی قسم تو نے میری عبادت کرنے سے کیا ارادہ کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا مجھے آپ کے غلبہ اور جلال کی قسم میں اس کے ساتھ لوگوں سے کھاتا پیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو کچھ تو نے جمع کیا اس نے تجھے کوئی نفع نہ دیا جس کی طرف تو پناہ لے، اس کو دوزخ کو لے جاؤ پھر اس سے پوچھا جائے گا جو ریاکاری سے عبادت کرتا تھا تجھے میری عزت وجلال کی قسم تو نے میری عبادت میں کیا ارادہ کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا آپ کی عزت وجلال کی قسم میں نے آپ کی عبادت سے لوگوں کے لئے دکھلاوے کی نیت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں اس سے میری طرف کچھ بھی چڑھ کر نہیں پہنچا اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے جس نے اس کی خالص عبادت کی ہوگی۔ تجھے میری عزت وجلال کی قسم! تو نے میری عبادت کرنے میں کیا نیت کی تھی؟ وہ عرض کرے گا آپ کی عزت وجلال کی قسم! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں میں نے اس سے آپ کی یاد اور رضا جوئی کا ارادہ کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے بندے نے سچ کہا اس کو جنت میں لے جاؤ۔

دودھ میں پانی ملانے والا

حضرت ابراہیم (نخعیؒ) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو

۵۷ رواه الطبراني في الأوسط مجمع الزوائد (۱۰/۲۲۵، ۳۵۴) وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان والاصبهاني في الترغيب بسند حسن.

دودھ پیتے ہوئے دیکھا جس میں اس نے پانی ملا رکھا تھا تو فرمایا "تیرا اس دن کیا حال ہوگا جب تجھے قیامت کے دن حکم دیا جائے کہ پانی کو دودھ سے علیحدہ کرو"۔[۱]

مؤمن کے گناہوں کی پردہ پوشی

(حدیث ۷۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے آنحضرت ﷺ سے (روز قیامت میں مؤمن کے لئے اللہ تعالیٰ طرف سے) سرگوشی میں کیا سنا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپ سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا

﴿يدنو المؤمن من ربه حتى يضع عليه كنفه فيقرره بذنوبه فيقول: هل تعرف؟ فيقول: أي رب أعرف، قال: فإني قد سترتها عليك في الدنياء وإني أغفرها لك اليوم، فيعطي صحيفة حسناته، وأما الكفار والمنافقون فينادي بهم على رؤوس الأشهاد: هؤلاء الذين كذبوا على ربهم ألا لعنة الله على الظالمين﴾(۷۶)

(ترجمہ) مؤمن اپنے رب کے قریب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنا پردہ ڈال دیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار لیتے ہوئے فرمائیں گے کیا تو (ان گناہوں کو) پہچانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں میرے پروردگار میں پہچانتا ہوں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے ان کو دنیا میں تم پر ان کی پردہ پوشی کی اور ان کو تیرے معاف کرتا ہوں چنانچہ اس کو (اس کے گناہ بخشنے کے بعد) اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ دے دیا جائے گا اور کافروں اور منافقوں کی یہ حالت ہوگی کہ ان کو سب کے سامنے پکار کر کہا جائے گا کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا تھا سن لو! (ایسے) ظالموں کیلئے اللہ کی لعنت (یعنی رحمت سے دوری۔ جہنم) ہے۔

---

[۱] البدور السافرة (۲۸۲) تحت الحديث رقم (۷۸۵) أخرجه البيهقي والأصبهاني في الترغيب موقوفا بسند لابأس به. الترغيب والترهيب (۲۳/۳).

۷۶ أخرجه البخاري في كتاب التفسير (۲۰۴/۸، ۲۰۵) الحديث (۴۶۸۵) وفي كتاب التوحيد (۴۸۳/۱۳) الحديث (۷۵۱۴) ومسلم في كتاب التوبة (۲۱۲۰/۴) الحديث (۲۷۶۸/۵۲) وابن ماجه في المقدمة (۶۵/۱) الحديث (۱۸۳) والإمام أحمد في مسنده (۱۰۱/۲، ۱۰۲) الحديث (۵۴۳۵) وفي (۱۴۳/۲) الحديث (۵۸۲۷) وابن حبان في صحيحه (۲۲۵/۹) وابن ابي شيبة (۱۸۹/۱۳) والبغوي في شرح السنه في كتاب الفتن (۱۳۲/۱۵، ۱۳۳) الحديث (۴۳۲۰).

عبرت آموز واقعہ

(حدیث ۷۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا

﴿خرج من عندي خليلي جبريل آنفاً. فقال: يا محمد والذي بعثك بالحق إن لله عبداً من عبيده عَبَدَ الله خمسمائة سنة على رأس جبل في البحر عرضه وطوله ثلاثون ذراعاً في ثلاثين ذراعاً والبحر محيط به أربعة آلاف فرسخ من كل ناحية، وأخرج له عيناً عذبة بعرض الأصبع تبض بماء عذب فتستنقع في أسفل الجبل وشجرة رمان تخرج له في كل ليلة رمانة فتغذيه يومه، فإذا أمسى نزل فأصاب من الوضوء وأخذ تلك الرمانة فأكلها ثم قام لصلاته فسأل ربه عنه وقت الأجل أن يقبضه ساجداً وأن لا يجعل لأرض ولا لشيء يقسده عليه سبيلاً حتى يبعثه وهو ساجد، قال: ففعل فنحن نمر عليه إذا هبطنا وإذا عرجنا فنجد له في العلم أنه يبعث يوم القيامة فيوقف بين يدي الله- عزوجل -فيقول له الرب: أدخِلوا عبدي الجنة برحمتي، فيقول: رب بل بعملي، فيقول الله عزوجل للملائكة: قايسوا عبدي بنعمتي عليه وبعمله فتوجد نعمة البصر قد أحاطت بعبادتة خمسمائة سنة وبقيت نعمة الجسد فضلاً عليه، فيقول: أدخلوا عبدي النار فيجر إلى النار فينادي: رب برحمتك أدخلني الجنة؛ فيقول: ردوه، فيوقف بين يديه فيقول: يا عبدي من خلقك ولم تك شيئاً؟ فيقول: أنت يا رب فيقول: كان ذلك من قبلك أو برحمتي؟ فيقول: بل برحمتك فيقول: من قواك على عبادة خمسمائة عام؟ فيقول: أنت يا رب. فيقول: من أنزلك في جبل في وسط اللجة وأخرج لك لاماء العذب من الماء المالح، وأخرج لك كل ليلة رمانة وإنما تخرج مرة في السنة، وسألتني أن أقبضك ساجداً ففعلت ذلك بك؟ فيقول:

أنت يارب. فقال الله عزوجل فذلک برحمتي، وبر حمتي أدخل الجنة أدخلوا عبدي الجنة فنعم العبد كنت يا عبدي فيدخله الله الجنة، قال جبريل عليه السلام: إنما الأشياء برحمة الله تعالىٰ يا محمد﴾(۷۷)

(ترجمہ) میرے پاس سے میرے دوست حضرت جبرائیل علیہ السلام ابھی ابھی گئے ہیں انہوں نے بتایا کہ اے محمد! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا تھا جس نے پانچ سمندر میں پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو سال تک عبادت کی اس پہاڑ کی لمبائی چوڑائی تیس تیس ہاتھ تھی جس کو ہر طرف سے ایسے سمندر نے گھیرا ہوا تھا جس کی لمبائی ہر طرف چار ہزار فرسخ تھی۔ اس کے لئے ایک انگلی کی چوڑائی کے برابر میٹھا چشمہ نکالا گیا جس کا پانی پہاڑ کی نچلی جانب جمع ہوتا تھا اور انار کا ایک درخت اس کے لئے ہر رات ایک انار دیتا تھا جس کو وہ غذا کے طور پر دن کے لئے کھاتا تھا جب شام ہوتی تھی تو اتر کر وضو کرتا اور وہ انار توڑتا اور کھاتا تھا پھر اپنی نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اس نے اپنے رب سے موت کے وقت یہ سوال کیا کہ اس کی جان سجدہ کی حالت میں قبض ہو اور زمین اور دوسری کوئی چیز اس کے بدن خراب نہ کرے حتی کہ وہ سجدہ ہی کی حالت میں قیامت میں اٹھے چنانچہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا پس ہم جب (آسمان سے) اترتے یا چڑھتے تھے تو اس کے پاس سے گزرتے تھے ہم نے علم میں اس کی خبر پائی کہ وہ جب قیامت کے دن کھڑا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ک سامنے پیش ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرمائیں گے میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو وہ عرض کرے گا یارب بلکہ میری عمل کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ میرے بندے کا حساب میری نعمت اور اس کے عمل کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھو چنانچہ نگاہ کی نعمت اس کی پانچ سو سالہ عبادت کو گھیر لے گی اور ابھی بدن کی نعمت باقی ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے بندے کو دوزخ میں

۷۷ أخرجه الحاكم في المستدرک في كتاب التوبه والإنابة (۴/ ۲۵۰، ۲۵۱) وأخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الاصول والبيهقي في شعب الايمان وأورده المنذري في الترغيب والترهيب (۴/ ۲۰۰).

ڈال دو جب اس کو دوزخ کی طرف گھسیٹا جائے گا تو وہ پکارے گا اے میرے پروردگار! اپنی رحمت کے ساتھ مجھے جنت میں داخل کریں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کو واپس لاؤ پھر اس کو اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے تجھے کس نے پیدا کیا جب تو کچھ نہ تھا؟ وہ عرض کرے گا یارب! آپ نے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے یہ تیری طرف سے تھا یا میری رحمت سے؟ وہ عرض کرے گا بلکہ آپ کی رحمت سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تجھے پانچ سو سال تک کس نے عبادت کی طاقت دی تھی؟ وہ عرض کرے گا یارب آپ نے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تجھے سمندر کے بیچ میں پہاڑ پر کس نے اتارا تھا اور تیرے لئے نمکین پانی کی جگہ میٹھا پانی کس نے نکالا تھا؟ اور تیرے لئے ہر رات انار کس نے پیدا کیا تھا جبکہ یہ سال میں ایک مرتبہ پیدا ہوتا ہے؟ اور تو نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں تیری روح کو سجدہ کی حالت میں قبض کرو تو میں نے تیرے ساتھ ایسا ہی کیا؟ وہ عرض کرے گا یارب! آپ نے۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے یہ سب میری رحمت سے تھا اور میں اپنی رحمت سے تجھے جنت میں داخل کر رہا ہوں (اے فرشتو!) میرے بندے کو جنت میں داخل کردو اے میرے بندے تو بہت اچھا بندہ تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیں گے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے محمد! سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا۔

پل کانٹے دار ہوگا

(حدیث ۷۸) حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿إن الصراط مثل السيف على جسر جهنم وإن لجنبتيه كلاليب وحسكا، والذي نفسي بيده إنه ليؤخذ بالكلوب الواحد أكثر من ربيعة ومضر﴾ ۷۸

۷۸ رواه البيهقي في الشعب (۱/۳۳۲) وأخرجه ابن المبارك في الزهد (۴۰۳). وأورده القرطبي في التذكرة (۲/۴۰) برقم (۱۰۳۲) وابن رجب في التخويف من النار

(ترجمہ) تلوار کی طرح ایک پل جہنم پر نصب کیا جائے گا جس کی دونوں طرف (آگ سے) کونڈے اور کانٹے ہوں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مصر سے زیادہ لوگ ایک ہی کونڈے سے پکڑے جائیں گے۔

نورلانے کیلئے امت کوفرشتے تھام رہے ہوں گے

(حدیث ۷۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا

﴿الصراط كحد الشعرة و كحد السيف و إن الملائكة تحجز المؤمنين و المؤمنات فإن جبريل عليه السلام بحجز في و إني الأقول: يا رب مسلم سلم فلز الون و الزالات يومئذ كثير﴾ ۷۹

(ترجمہ) پل صراط موچی کی راسی یا تلوار کی دھار کی طرح (تیز) ہوگی۔ اور فرشتے مؤمن مرد وخواتین کو (دوزخ میں گرنے سے) تھام رہے ہوں گے اور حضرت جبریل علیہ السلام مجھے تھام رہے ہوں گے اور میں کہہ رہا ہوں گا اے پروردگار! (میری امت کے لئے) سلامتی فرمائیں اے میرے پروردگار! (میری امت کے لئے) سلامتی فرمائیں پس اس دن پھسلنے والے مرد اور پھسلنے والی عورتیں بہت ہوں گی۔

اعراف میں کون جائیں گے

(حدیث ۸۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

﴿توضع الموازين يوم القيامة فتوزن السئات و الحسنات فمن رجحت حسناته على سيئاته مثقال صؤابة دخل الجنة و من رجحت سيئاته على حسناته مثقال صؤابة دخل النار قيل يا

۷۹ اورده ابن رجب في التخويف من النار و التعريف بحال دار البوار و اخرجه البيقهي.

رسول اللہ فمن استوت حسناته وسیئاته ؟قال اولئک اصحاب الاعراف لم یدخلو ها وهم یطمعون﴾ ۸۰

(ترجمہ) روز قیامت ترازوئے اعمال کو نصب کیا جائے گا اور گناہوں اور نیکیوں کو تولا جائے گا پس جس شخص کی نیکیاں اس کے گناہوں سے جوں کے انڈے کے وزن جتنا بھی بھاری ہوگئیں وہ جنت میں داخل ہوگئیں اور جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر بھاری ہوگئیں جوں کے انڈا کے وزن کے برابر بھی وہ دوزخ میں داخل ہوگا عرض کیا گیا یارسول اللہ! پس جس شخص کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوگئیں (وہ کہاں جائیں گے) ؟ فرمایا یہی لوگ اصحاب الاعراف ہیں یہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے بلکہ (اس کی) طمع میں ہوں گے۔

اعراف کے دو آدمیوں کا حال

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں دو شخص جو دنیا میں آپس میں دوست تھے ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے پاس سے گزرے گا جس کو دوزخ کی طرف گھسیٹا جارہا ہوگا تو اس کا یہ بھائی کہے گا قسم بخدا میرا تو ایک نیکی کے سوا کچھ نہیں بچا جس سے میں نجات پا سکوں اے بھائی یہ تم لے لو اور جو میں دیکھ رہا ہوں تم تو اس سے نجات پالو اب تم اور میں اعراف میں رہ لیں گے حضرت کعبؒ فرماتے ہیں اللہ ان دونوں کے متعلق (ہمدردی کے صلہ میں) حکم فرمائیں گے اور ان کو جنت میں داخل کردیا جائے گا۔[۱]

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اصحاب الاعراف کے متعلق تفسیری اختلاف بارہ قسم کا ہے ان میں سے زیادہ راجح یہ پہلا قول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے اور یہ بات حدیث میں بھی وارد ہے۔

دوسرا قول: یہ نیک فقہا وعلماء ہوں گے۔

تیسرا قول: یہ شہداء ہوں گے۔

چوتھا قول: یہ فضلائے مؤمنین اور فضلائے شہداء ہوں گے یہ اپنے نفس کے بوجھ سے فارغ ہو جائیں گے اور (مقام اعراف پر پہنچ کر) دیگر لوگوں کے

---

۸۰ تذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرة (۳۱۸) بحوالہ مسند خیثمہ بن سلیمانؒ

۱ تذکرة ایضاً بغیر حوالہ.

احوال کا مشاہدہ کریں گے۔

پانچواں قول: یہ وہ مجاہد ہوں گے جو جہاد میں اپنے والدین کی اجازت کے بغیر نکلے ہوں گے اس طرح سے ان کی نافرمانی اور شہادت برابر ہو جائے گی۔

چھٹا قول: قیامت کے اچھے لوگ، جو لوگوں کے حالات کا مشاہدہ کریں گے اور یہ ہر امت میں سے ہوں گے۔

ساتواں قول: یہ انبیاء کرام کی ایک جماعت ہے۔

آٹھواں قول: یہ وہ جماعت ہوگی جن کے چھوٹے گناہ ہوں گے اور ان کا دنیا میں مصائب و آلام کی شکل میں کفارہ نہیں ہوا ہوگا ان کے بڑے گناہ نہیں ہوں گے ان کو اس لئے روکا جائے گا تاکہ ان کو چھوٹے گناہوں کے بدلہ میں غم پہنچے (اور ان کا کفارہ ہو جائے پھر جنت میں داخل ہوں)۔

نواں قول: کبیرہ گناہوں کے مرتکب مسلمان ہوں گے کما ھو المصرح به عن ابن عباس.

دسواں قول: یہ زنا کی اولاد ہوں گے۔

گیارہواں قول: یہ وہ فرشتے ہوں گے جو اس دیوار کے نگران ہوں گے جنت اور جہنم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمانوں اور کافروں کو الگ الگ کریں گے۔

بارہواں قول: یہ حضرت عباس، حضرت حمزہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عہد پہاڑ کو یہاں رکھا جائے گا۔

(نوٹ): آٹھواں اور پانچواں قول پہلے قول کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اس طرح سے سب احادیث جمع ہو سکتی ہیں اور یہ قول راجح ہیں۔ (علامہ سیوطی)

نزول مسیح - ردقادیانیت - دجال وغیرہ

نزول مسیح وعلامات نزول

(حدیث ۸۱) حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَالْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقٍ — (طب) عن اوس بن اوس — (ح). (۸۱)

(ترجمہ) حضرت عیسیٰ ابن مریم شرقی دمشق میں سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول آخر زمانہ میں آسمان سے زمین کی طرف ہوگا۔ آپؑ اس وقت بھی نبی ورسول ہوں گے لیکن اس طرح سے نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ امتی بن کر آئیں گے۔ ہاں وہ نبی ہوں گے لیکن ان کے فیصلے ہماری شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق ہوں گے جیسا کہ علامہ سبکیؒ نے اس کو ذکر کیا ہے۔

ایک روایت ہے:

واضعايديه على أجنحة ملكين إذا أدنى رأسه قطر وإذا رفع تحادر منه جمان كاللؤلؤ.

(کہ جب آپؑ منارہ کے پاس اتریں گے تو انہوں نے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے جب وہ اپنا سر نیچے کریں گے تو اس پر سے (پانی کے) قطرات گریں گے اور جب اوپر اٹھائیں گے تو وہ لؤلؤ کی طرح کے موتی ہوں گے)۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ تر مشہور یہی ہے کہ آپ کا محل نزول دمشق کا یہی مشرق کا حصہ ہے، یہ منارہ ہمارے زمانہ میں ۷۴۱ھ میں سفید پتھروں کا بنا ہوا موجود ہے (راقم امداد اللہ انور عرض کرتا ہے کہ یہ منارہ جامع مسجد امویہ میں اب ۱۴۲۴ھ کو بھی سفید شکل میں موجود ہے) شاید کہ یہ بھی آنحضرت ﷺ کی نبوت ظاہرہ کے دلائل میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صدیوں سے اس حدیث کی اور اس کے قائل کی تصدیق کے لئے منصۂ شہود میں موجود کر رکھا ہے۔

---

۸۱ (الجامع الصغير: ۱۰۰۲۳) ـــ رواه الطبراني في الكبير (۱۹: ۱۹۶) والاوسط وقال الهيثمي رجاله ثقات وقال في بحر الفوائد قد ورد في نزوله احاديث كثيرة رواتها الأئمة العدول التي لا يرد ها إلا مكابر او معاند اهـ كنز العمال (۳۸۸۵۲)، درمنثور (۲: ۲۴۵).

نزول عیسیٰؑ کی حکمت

علماء فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حکمت یہ ہے کہ اس سے یہودیوں پر ان کے اس دعویٰ کا رد کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کا پول کھول دیا اور یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نازل ہو کر ان کو قتل کریں گے۔ یا ان کا نزول ان کی وفات کے قریب ہونے کے وقت ہوگا تاکہ وہ زمین میں دفن ہو سکیں کیونکہ ان کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے جب وہ آئے گا تو ان کی وفات ہو جائے گی کیونکہ کسی مخلوق کے لئے ایسا نہیں ہوا جو خاک سے پیدا ہوئی ہو اور اس کی وفات آسمان پر ہوئی ہو۔

کب تشریف لائیں گے؟

آپؑ کے نزول کا وقت دجال کے خروج کے وقت کے قدرۃً موافق ہوگا اور وہ اس کو قتل کر دیں گے' آپؑ کو قصداً اس عمل کے لئے نہیں اتارا جائے گا' اس آخری بات کو علامہ حلیمیؒ نے ذکر کیا ہے اور پہلی بات کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اجود قرار دیا ہے۔

زمین پر کتنا عرصہ رہیں گے؟

بسطامیؒ نے کتاب الجفر الاکبر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال تک رہیں گے' عرب میں شادی کریں گے' ان کی اولاد ہوگی'

اصحاب کہف کی لشکر مسیح میں شمولیت

حضرت عیسیٰ کے لشکر کے ہراول دستہ میں آگے آگے ہوں گے' اللہ تعالیٰ ان کو آپؑ کے زمانہ میں زندہ کر دیں گے تاکہ وہ اللہ کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انصار و مددگار بن سکیں۔

نزول مسیح کی علامات

آپ کی تشریف آوری کے وقت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المقدس

خوب آباد ہوگا' مدینہ ویران ہوگا پھر رومی (یعنی رومی عیسائی) مرج دابق میں اتریں گے پھر قسطنطنیہ فتح ہوگا۔

علامہ ابن سید الناسؒ نے سیدنا سلمان فارسیؓ کے حالات میں طبرانی اور طبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع آسمانی کے بعد والدہ اور خالہ کی زندگی میں بھی زمین کی طرف ایک دفعہ اتر چکے ہیں' اس وقت انہوں نے اپنی والدہ کو کھجور کے تنے کے ساتھ روتے ہوئے دیکھا تو ان کو سلام کہا اور اپنا حال بتایا۔ جس سے ان کو تسلی ہوگئی' پھر بعض حواریوں کو بھی کچھ کاموں کی طرف بھیج دیا۔ (موجودہ انجیل میں بھی حضرت مسیح کے حواریوں اور ایک عورت کو ملنے کا ذکر موجود ہے۔ امداد اللہ انور)۔

مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہے

جب برصغیر پر انگریز قابض ہوئے تھے تو انہوں نے مسلمانوں کو مقابلہ سے ہٹانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا' اس نے مختلف دعوے کئے آخر میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جو احادیث کی رو سے علامات مسیح کے بالکل برعکس ہے نہ یہ وہ مسیح ہے نہ اس میں اس کی کوئی علامت ہے بلکہ یہ ان جھوٹے دجالوں میں سے ہے جن کی پیش گوئی خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے' تفصیل کے لئے تردید مرزائیت کی کتب کی طرف مراجعت کی جائے۔

قیامت کی تین علامات

(حدیث ۸۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَمُرَّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، وَاَنْ لَا يُسَلِّمَ الرَّجُلُ اِلَّا عَلٰى مَنْ يَعْرِفُ، وَاَنْ يُبَرِّدَ الصَّبِيُّ الشَّيْخَ — (طب) عن ابن مسعود — (ض). (۸۲)

۸۲ (الجامع الصغیر: ۸۲۲۸) — رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح إلا أن سلمة وإن کان سمع من الصحابة لم أجد له روایته عن ابن مسعود.

(ترجمہ) قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن اس میں دو رکعتیں تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا اور یہ کہ کوئی شخص سلام نہیں کرے گا مگر اس کو جس کو وہ جانتا ہوگا اور یہ کہ لڑکا بوڑھے کو اپنے کاموں میں استعمال کرے گا اور اپنا قاصد بنائے گا۔

جاہلوں کو دین کا پیشوا بنانا

(حدیث ۸۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَایَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ،حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤَسَاءَ جُھَّالًا ، فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَاَضَلُّوْا—(حم، ق، ت، ہ) عن ابن عمرو—(صح). (۸۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ علم کو بندوں (کے سینوں) سے محو کر کے نہیں اٹھائیں گے بلکہ علم کو علماء کو قبض کرنے کے ساتھ قبض کریں گے، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے تو ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں علم سے مراد اللہ کی معرفت، اللہ پر ایمان اور اس کے احکام کا علم ہے۔

اور بندوں سے مراد علماء دین ہیں کیونکہ وہی دنیا میں بڑے مرتبہ پر فائز ہیں۔

اس حدیث میں جاہلوں کو دینی پیشوا بنانے سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ فتویٰ دینا ہی حقیقی سربراہی ہے اور جو شخص بغیر علم کے اس میدان میں قدم رکھے اس کی اس حدیث میں مذمت پائی جاتی ہے۔

۸۳ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۶) — رواہ احمد (۲:۱۶۲) والبخاری (۱:۳۶) ومسلم فی العلم (۱۳) والترمذی (۲۶۵۲) وابن ماجۃ (۹).

علم کا اٹھایا جانا علماء دین کی موت سے وابستہ ہے نہ کہ علم کے محو کر دئے جانے سے اور قرآن کریم کے باقی رہنے سے علم کا باقی رہنا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ علم اس سے ماخوذ ہے اور ماخوذ کی نفی سے اصل کی نفی لازم نہیں آتی۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا مجتہد سے خالی ہو جائے گی اور جمہور علماء اس کے قائل ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں کوئی مجتہد نہیں ہے۔

دنیا کی حکمرانی چار قسم کے لوگوں میں ہوتی ہے۔ (۱) حضرات انبیاء کرامؑ یہ خواص کے ظاہر و باطن پر حکومت کرتے ہیں۔ (۲) حکماء یہ خواص کے باطن پر حکومت کرتے ہیں (۳) واعظین یہ عوام کے باطن پر حکومت کرتے ہیں۔ (۴) ظاہری حکمران جو دنیا کی ظاہری حکمرانی کرتے ہیں۔

حدیث کا تتمہ اس طرح سے ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! علم ہم سے کیسے اٹھ جائے گا جبکہ ہمارے پاس قرآن موجود ہے اور ہم نے اس کو سیکھا ہے اور اس کی اپنی اولاد کو اور اپنی خواتین کو اور اپنے خدام کو بھی تعلیم دی ہے؟ تو آپؐ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا جبکہ آپؐ ناراض تھے آپؐ نے فرمایا: یہ یہودی اور عیسائی ہیں ان کے پاس بھی ان کی کتابیں موجود تھیں انہوں نے ان کتابوں سے وہ علم نہیں سیکھا جو ان کے پاس ان کے علماء لے کر آئے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہشام کی روایت سے اتنا مشہور ہوئی ہے کہ ستر سے زیادہ راویوں نے اس کو ہشام سے روایت کر کے ہم تک پہنچایا ہے۔

پس آج کے جو لوگ علماء کے پاس بیٹھ کر قرآن وسنت کی تعلیم حاصل نہیں کرتے بلکہ کتابوں اور لغات کی مدد سے حاصل کرتے ہیں۔ ان کا علم صحیح نہیں ہوتا پھر یہ لوگ آگے جتنے ادارے بناتے ہیں اور لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں یہ سب غلط بنیادوں پر غلط تعلیم دیتے ہیں اس لئے لازمی ہے کہ بنیادی اور ضروری تعلیم وتربیت صحیح اور مخلص علماء دین کے پاس حاصل کریں پھر اس سلسلہ کو آگے پھیلائیں منکرین فقہ اور منکرین حدیث کے جتنے ادارے ہمارے علاقوں میں موجود ہیں ان کے علم کی بنیاد صحیح علماء کی تربیت اور تعلیم سے ہٹ کر ہے یہ لوگ اس مذکورہ حدیث میں ضلوا فاضلوا کا مصداق ہیں کہ

خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

امام مہدیؑ افغانستان کی سیاہ پرچم بردار میں آئینگے

(حدیث ۸۴) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا : فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهْدِيَ -(حم، ک) عن ثوبان (صح). (۸۴)

(ترجمہ) جب تم افغانستان کی طرف سے آتے ہوئے سیاہ پرچم دیکھو تو ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنا کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ حضرت امام مہدی ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

امام مہدیؑ کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا ہاشمی سید ہوں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ظاہر ہوں گے جبکہ اس وقت زمین ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی، آپؑ اس کو عدل وانصاف سے معمور کر دیں گے، آپؑ خلافت کے پانچ یا سات یا نو سال گزاریں گے۔

علامہ قرطبی کا یہ کہنا کہ حضرت امام مہدی کا ظہور مغرب سے ہوگا اس کی کوئی اصل اور دلیل نہیں ہے۔

ائمہ اسلام اور محدثین عظام نے حضرت امام مہدی کے حالات میں کثرت سے کتب تصنیف کی ہیں مثلاً امام ابن ابی شیبہ، محمد ابن خزیمہ، امام ابو داود، عبدالملک بن حبیب اور علامہ ابن درید اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اور علامہ عبدالرؤف مناویؒ نے تفصیل سے دس رسائل تالیف کئے ہیں جن کو ابن بریدہ نے یکجا کر کے اس کا نام "العواصم عن الفتن القواصم" رکھا ہے۔

خراسان افغانستان کا قدیم نام ہے، احمد شاہ ابدالی نے خراسان کا نام تبدیل کر

---

۸۴ (الجامع الصغیر: ۶۴۸) ــــ مسند احمد والحاکم وهو حدیث صحیح عند السیوطی، کشف الغطاء للعجلونی (۱: ۹۴) لسان المیزان (۴: ۱۰۲)، میزان الاعتدال (۵: ۱۴۴، ۶۴۴) الکامل فی الضعفاء لابن عدی (۵: ۱۷۸۳)

کے افغان قوم کی کثرت کی وجہ سے افغانستان رکھا تھا۔

دجال کی بعض علامات

(حدیث ۸۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَیْنِ، مَکْتُوبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ، کَافِرٌ، یَقْرَؤُهٗ کُلُّ مُسْلِمٍ — (م) عن انس — (صح). (۸۵)

(ترجمہ) دجال کی ایک آنکھ ممسوح ہوگی' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا' جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا۔

(لطائف ومعارف)

ممسوح کا معنی یہ ہے کہ دجال کی ایک آنکھ نہیں ہوگی اور وہ جگہ ایسے ہوگی جیسے پیشانی ہے' آنکھ کا اس میں کوئی تاثر نہیں ہوگا' ایک روایت میں اُس کی داہنی آنکھ کے متعلق ایسا بیان کیا گیا ہے اور ایک روایت میں بائیں آنکھ کے متعلق' ان دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی' جس میں بینائی نہیں ہوگی اور دوسری آنکھ انگور کے دانے کی طرح ہوگی۔

اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا لفظ جس کو ہر مسلمان پڑھے گا یا تو حقیقۃً لکھا ہوا ہوگا کہ اس کو کافر بھی پڑھے گا اور مسلمان بھی یا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان کی آنکھ میں ایسی بصیرت رکھ دیں گے جس سے وہ اس لفظ کا ادراک کرے گا اگرچہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا ہوگا لیکن اس کو کافر نہیں دیکھ سکے گا۔

بسطامیؒ فرماتے ہیں: دجال یہودیوں کا مہدی ہوگا' جس کی وہ انتظار کر رہے ہیں' جس طرح سے مؤمنین اپنے مہدی کا انتظار کر رہے ہیں۔

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ دجال ایک طویل القامت شخص ہوگا جس کا سینہ چوڑا ہوگا اور ایک آنکھ محو ہوگی' خدائی کا دعویٰ کرے گا اس کے ساتھ ایک پہاڑ روٹی کا ہو

---

۸۵ (الجامع الصغیر: ۴۲۵۰) — رواہ مسلم فی الفتن باب ۲۰ رقم ۱۰۳' وابو یعلی وغیرہ' مسند احمد (۳: ۱۱۲)

گا اور ایک پہاڑ قسم قسم کے پھلوں کا ہوگا' تمام قسم کے لہو ولعب والے لوگ اس کے ساتھ ہوں گے جو اس کے سامنے طبل وغیرہ بجا رہے ہوں گے جو بھی اس کی آواز کو سنے گا اس کے پیچھے چل پڑے گا۔ سوائے اس کے کہ جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ اس کی ظہور علامات میں سے ہے کہ ایسی آندھی چلے گی جیسے قوم عاد پر چلی تھی' ایک بہت بڑی چیخ کو سنیں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جائے گا۔ زنا کی کثرت ہوگی' قتل وغارت گری عام ہوگی' علماء ظالموں کی طرف رجحان رکھیں گے بادشاہوں کے دروازوں پر پھرتے ہوں گے' یہ دجال مشرق کے ایک کونے میں واقع ایک بستی سے نکلے گا جس کا نام دسرابادین' مدینۃ الہوازن اور مدینہ (شہر) اصبہان ہوگا' ایک گدھے پر نمودار ہوگا' بادل اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہوگا اور سمندر اس کے ٹخنوں تک ہوگا اور اس کے گدھے کے کان کے نیچے بہت ساری مخلوق سایہ حاصل کرے گی۔ چالیس دن تک زمین میں ٹھہرے گا تو سورج ایک دن سرخ شکل میں طلوع ہوگا اور ایک دن پیلا ہو کر اور ایک دن سیاہ ہو کر۔ پھر امام مہدیؑ اور ان کا لشکر دجال کا تعاقب کرے گا اور مقابلہ میں ایسی خونریز جنگ ہوگی کہ دجال کے تیس ہزار ساتھیوں کو قتل کر دیا جائے گا اور دجال شکست کھا جائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے اور آپؑ نے سبز عمامہ باندھا ہوا ہوگا' تلوار لٹکائی ہوئی ہوگی۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا۔ جب آپؑ دجال کے قریب پہنچیں گے تو اس کا نشانہ کریں گے اور قتل کر دیں گے' یہاں تک کی ساری بات حضرت کعب احبارؒ کی ہے۔ یہ پہلے اہل کتاب میں سے تھے پھر صحابہ کے زمانہ میں مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ اہل کتاب کی تعلیمات میں سے ہے بعض چیزوں کی اسلام تائید کرتا ہے اور بعض کی نہیں کرتا لیکن جن چیزوں کی اسلام تردید نہیں کرتا ممکن ہے کہ ان کا وقوع ہو۔

دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جا سکے گا

(حدیث ۸۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الدَّجَّالُ لَا يُوْلَدُ لَهٗ، وَلَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ وَلَامَكَّةَ – (حم)عن ابی سعید – (صح). (۸۶)

(ترجمہ) دجال کی کوئی اولاد نہیں ہوگی اور نہ مدینہ میں داخل ہو سکے گا اور نہ مکہ میں۔ (لطائف ومعارف۔)

کیونکہ مکہ اور مدینہ کے اردگرد کی وادیوں میں اللہ کے فرشتے موجود ہوں گے جو اس کو ان مقدس شہروں میں داخل ہونے سے مار بھگائیں گے اور جو لوگ مکہ اور مدینہ میں دجال کے حمایتی ہوں گے وہ اس کے لیے ان شہروں سے نکل کر اس سے جا ملیں گے۔

بسطامیؒ نے مکہ اور مدینہ کے ساتھ بیت المقدس کو بھی شامل کیا ہے کہ دجال ان تین جگہوں میں نہیں جا سکے گا اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ دجال یہودی ہوگا اور اس کی اولاد بھی نہیں ہوگی اور وہ مکہ اور مدینہ میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

دجال کے ان حالات کے بیان کرنے کو حضور ﷺ کے خصائص میں ذکر کیا گیا ہے کہ جیسے حضور ﷺ نے تفصیل کے ساتھ اس کے حالات بیان کئے ہیں ایسے اور کسی نے بیان نہیں کئے۔

دجال کی بعض صفات

(حدیث ۸۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى، جُفَالُ الشَّعْرِ، مَعَهٗ جَنَّةٌ وَنَارٌ: فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ – (حم،ہ،م)عن حذيفة – (صح). (۸۷)

(ترجمہ) دجال بائیں آنکھ سے بھینگا ہوگا، کثیر بالوں والا ہوگا، اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور جہنم بھی، لیکن حقیقت میں اس کی جہنم جنت ہوگی اور اس کی جنت جہنم ہوگی۔

---

۸۶ (الجامع الصغیر: ۴۲۵۲) — رواہ احمد.

۸۷ (الجامع الصغیر: ۴۲۵۱) — رواہ احمد ومسلم وابن ماجة (۴۰۷۱) وقال الدیلمی فی الباب عن ابن عمر وغیرہ.

(لطائف ومعارف)

دجال کے ساتھ جو جنت جہنم ہوگی حقیقت اس کے برعکس ہوگی، یعنی دجال جس آدمی سے خوش ہو کر اس کو اپنی جنت میں داخل کرے گا وہ حقیقت میں اللہ کی جہنم میں جائے گا اور جس شخص سے وہ ناراض ہو کر اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ اللہ کی جنت میں جائے گا۔

قیامت کی بڑی علامات

(حدیث ۸۸) حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں تشریف فرما تھے۔ ہم آپؐ سے کچھ ہٹ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: کس چیز کا مذاکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: قیامت کا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى تَكُوْنَ عَشْرُ آيَاتٍ: اَلدُّخَانُ، وَالدَّجَّالُ، وَالدَّآبَّةُ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَثَلَاثَةُ خُسُوْفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَنُزُوْلُ عِيْسٰى وَ فَتْحُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا۔ (حم، م، ۴) عن حذيفة بن اسيد۔ (صح). (۸۸)

(ترجمہ) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دس علامات واقع نہ ہو جائیں۔ (۱) دھوئیں کا پھیلنا (۲) دجال کا ظہور (۳) جانور کا نکلنا (۴) مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا (۵) تین جگہ دھنسنے کا واقعہ ہونا، ایک دھنسنا مشرق میں ہوگا (۶) ایک مغرب میں (۷) اور ایک جزیرہ عرب میں (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (آسمان سے) نزول (۹) یاجوج وماجوج کا نکلنا

۸۸ (الجامع الصغیر: ۲۰۰۶) ـــ رواہ احمد ومسلم وابو داؤد والنسائی والترمذی وابن ماجة وابن عدی (کذافی رموز السیوطیؒ والمناوی) طبرانی فی الکبیر (۱۹۵:۳)، جمع الجوامع للسیوطی (۵۵۷۸)

(۱۰) عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی جو ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی جب وہ سو جائیں گے اور دوپہر کرے گی جب وہ دن میں (تھک کر) آرام کے لئے سو جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں حدیث میں دس علامات کا ذکر ہے جبکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی علامات قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی جیسا کہ دیگر احادیث میں مروی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں بڑی علامات کو ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) دھوئیں کا جب ظہور ہوگا تو یہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے (۲) دجال دجل سے مشتق ہے اور دجل سے مراد جادو ہے اور اس سے مراد مسیح دجال ہے اس کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کہ مسیح کا معنی سیاح ہے چنانچہ یہ تھوڑے سے زمانہ میں زمین کے اطراف میں گھوم جائے گا (۳) اس دابۃ الارض کے ظہور سے مؤمنین کے چہرے چمک اٹھیں گے اور کافروں کو نکیل پڑ جائے گی (۴) مغرب سے سورج اس طرح سے طلوع ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مشرق ومغرب کو الٹا دیں گے اس طرح سے اس کا مشرق مغرب بن جائے گا اور مغرب مشرق، (۵) خسف مکہ، مدینہ، یمامہ اور یمن میں ہوگا جیسا کہ امام مالکؒ سے منقول ہے۔ ان کی تعیین اس لئے کی گئی کہ بحر ہند، بحر قلزم اور دجلہ اور فرات نے ان کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے اور ان میں سے بعض خسف شاید واقع ہو چکے ہیں۔ (۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے اور حکومت اور عدالت کریں گے (۷) یاجوج اور ماجوج بھی انسانوں کی ایک قسم ہے ان کو حضرت ذوالقرنین نے سیسہ پلائی دیوار قائم کر کے عام انسانوں کی حدود میں داخل ہونے سے روک دیا تھا، اللہ تعالیٰ کو جب تک منظور ہوگا یہ اس دیوار کو عبور نہیں کر سکیں گے لیکن قرب قیامت اس دیوار کو ڈھا کر لوگوں میں آ کر فساد پھیلائیں گے اور کشت وخون کریں گے (۸) عدن یمن کا ایک شہر ہے وہاں سے قرب قیامت آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف ہانک لے جائے گی۔

جہاں محشر کے لئے لوگ جمع ہوں گے وہ شام کی زمین ہوگی' علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس میدان میں زندہ لوگوں کو قیامت قائم ہونے سے پہلے جمع کیا جائے گا جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات کو سوئیں گے اور دوپہر کو ٹھہر جائے گی جب وہ دوپہر کو (تھکاوٹ دور کرنے کیلئے) سوئیں گے۔

یہ حشر قیامت کی آخری علامت ہوگا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے اور جو احادیث اس کے خلاف وارد ہوئی ہیں وہ سب مؤول ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ مجموعہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بڑی علامات میں سے سب سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا پھر یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور یہ سب علامات مغرب سے طلوع آفتاب سے پہلے واقع ہوں گی اور یہ سب علامات عالم سفلی کے تغیر سے متعلق ہوں گی اور عالم علوی کے تغیرات میں سے سب سے پہلے مغرب سے طلوع آفتاب کی علامت سامنے آئے گی پھر دابۃ الارض کے خروج کی جو اسی طلوع آفتاب کے دن ہی ظاہر ہوگی یا اس کے قریب قریب اور سب سے پہلی علامت قیامت وہ آگ ہوگی جو مشرق سے نکلے گی۔

نزولِ مسیحؑ' امامتِ مہدیؑ

(حدیث ۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ؟—(ق) عن ابی هريرة. (۸۹)

(ترجمہ) تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب حضرت عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے) تم میں نازل ہوں گے جبکہ امام تم میں سے ہوگا۔

۸۹ (الجامع الصغير: ۶۴۴۰) ـــ رواه البخاری ومسلم واحمد' كنز العمال (۳۴۸۴۰)' شرح السنة للبغوی (۱۵: ۸۲).

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث کئی باتوں پر دلالت کر رہی ہے۔(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، (۲) قرب قیامت نازل ہوں گے (۳) جب آپ نازل ہوں گے۔تو حضرت امام مہدیؑ تشریف لا چکے ہوں گے۔

اور وہ تمہاری شریعت کی پیروی کرتے ہوئے تمہارے امام بنیں گے اور اس حدیث کا یہ بھی معنی ہوسکتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ امام مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

پس کتنے خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے اور ان کی زیارت کریں گے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں نہ کہ ایک جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

آخرت

جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں اٹھے گا

(حدیث ۹۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ عَلٰى شَيْءٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ—(حم،ک)عن جابر—(صح).(۹۰)

(ترجمہ) جو شخص جس حالت میں فوت ہوا اسی حالت میں (قبر سے) اٹھایا جائے گا۔

---

۹۰ (الجامع الصغیر: ۹۰۳۶)___ رواہ احمد (۳:۱۳۴) والحاکم فی الرقاق (۴:۳۱۳) وقال علی شرط مسلم واقرہ الذہبی، الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی (۱:۲۹) کنز العمال (۴۲۷۲۱)

(لطائف ومعارف)

مسلمان پر لازم ہے کہ ہر وقت اچھے اعمال میں لگا رہے کوئی معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔ اگر نیک اعمال میں مصروف ہوگا تو قیامت کے لئے نیک حالت میں قبر سے اٹھے گا اگر گناہوں میں مصروف رہا اور کسی گناہ کی حالت میں موت آگئی تو اسی حالت میں قیامت میں اٹھے گا اور لوگ اسی حالت میں اس کو دیکھیں گے پھر سوائے شرمندگی کے اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حیثیت

(حدیث ۹۱) حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ — (حم، م، ٥) عن المستورد — (صح) (۹۱)

(ترجمہ) اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں نہیں ہے مگر اس کے مثل کہ جتنا تم میں سے کوئی ایک اپنی اس انگلی کو دریا میں ڈالے پس چاہئے کہ دیکھ لے کہ وہ (انگلی) کتنا (پانی) لے کر لوٹتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس مثال میں لوگوں کو سمجھانا مقصود ہے ورنہ متناہی کی غیر متناہی کے ساتھ کیا مشابہت ہوسکتی ہے۔

حدیث کی مراد یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کی بہ نسبت اسی مقدار کے مطابق ہیں یا حدیث کی یہ مراد ہے کہ دنیا کی قلیل مدت اور اس کی لذت کا فنا ہونا آخرت کی دائمی نعمتوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ سوائے اس کے کہ پانی کی نسبت کے جو سمندر سے نکلی ہوئی انگلی کے ساتھ قطرہ کی شکل میں موجود ہو۔

---

۹۱ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۵) ـــ رواہ احمد (۴: ۲۲۹) ومسلم فی صفة الدنیا والآخرة (۲۱۹۳) وابن ماجة فی الزهد عن المستورد بن شداد، مصنف ابن ابی شیبة (۱۳: ۲۱۸)، فتح الباری (۱۱: ۲۳۲).

آدمی قیامت میں اپنی پسندیدہ شخصیت کیساتھ ہوگا

(حدیث ۹۲) حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ (حم،ق،۳)عن انس۔(ق) عن ابن مسعود۔(صح). (۹۲)

(ترجمہ) (ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں کے ساتھ محبت کرتا ہو لیکن ان کو مل نہ سکا ہو تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:) آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

بلند سوچ رکھنے والے نفوس، بلند سوچ والی شخصیات اور ان کے افکار کو اپنے ذہن میں قبول کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان جیسے کردار نبھانے کی کوشش کرتے ہیں اور گھٹیا درجہ کے لوگ گھٹیا قسم کے اور نچلے درجہ کے لوگوں کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ پس جو شخص علم دین کی طرف رغبت کرے گا تو وہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ ہوگا اور جو گھٹیا چیزوں کی طرف رغبت کرے گا تو وہ گھٹیا لوگوں کے ساتھ جیسے آج کل بہت سے لوگ بڑے بڑے علماء اور اولیاء کے ساتھ محبت رکھتے ہیں ان کے عادات واخلاق اپناتے ہیں یہ دنیا میں بھی ان کے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور جو لوگ گھٹیا چیزوں کو اور گھٹیا باتوں کو پسند کرتے ہیں جیسے ٹی وی دیکھنے کو پسند کریں تو ان کا حشر بھی قیامت کے دن ٹی وی وغیرہ کے اداکاروں کے ساتھ ہوگا اور ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کا ہوگا۔ اس لئے کہ جیسی چیزوں کو پسند کریں گے عمل میں بھی انہی

---

۹۲ (الجامع الصغیر: ۹۱۹۰) ــــ رواہ احمد والبخاری ومسلم فی الأدب وابو داؤد والنسائی والترمذی عن انس بن مالک وبخاری ومسلم عن ابن مسعود وقال العلائی الحدیث مشهور او متواتر بکثرة طرقه وعده السیوطی فی الاحادیث المتواترة.

چیزوں کا اظہار کریں گے ان کی سوچ بھی بری اور ان کا عمل بھی برا ان کا حشر بھی برا اور انجام بھی برا' اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو پاکیزہ سوچ اور پاکیزہ صحبت نصیب کرے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حدیث ارشاد فرمائی تو مسلمان (صحابہ) جتنا اس حدیث کو سن کر خوش ہوئے اتنا کسی چیز سے خوش نہیں ہوئے کیونکہ وہ حضورؐ سے محبت کرتے تھے اور قیامت میں ان کو اس حدیث کی وجہ سے حضورؐ کی رفاقت نصیب ہوگی۔

اس حدیث کے ضمن میں یہ ترغیب موجود ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ محبت کی جائے تاکہ جنت میں ان کا ساتھ مل جائے اور جہنم سے اور ظالم اور جابر لوگوں کے قرب سے خلاصی حاصل ہو جائے اور اس حدیث میں صرف اللہ کے لئے لوگوں سے محبت' مسلمانوں سے محبت کی ترغیب اور مسلمانوں کے درمیان بغض وعناد سے ترہیب بھی موجود ہیں۔

اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ کفار سے محبت کرنا جہنم میں ان کے ساتھ رہنے پر منتج ہوگا جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم دنیا میں مزے اڑالو تمہارا انجام جہنم ہی ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عالم کفر کی شخصیات چاہے وہ کیسی ہی کیوں نہ ہوں ان کو اپنا دوست اور آئیڈیل نہ بنائیں حتیٰ کہ کافر حکماء اور دانشوروں کے اقوال بھی پسند کر کے قرآن وحدیث اور مسلم کی شخصیات کے اقوال کے ساتھ تقریری تحریری طور پر خطاب اور اخبارات وغیرہ میں نقل نہ کریں۔

قیامت میں کافر کی زبان کی لمبائی

(حدیث ۹۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْکَافِرَ لَیَسْحَبُ لِسَانَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَرَاءَهُ الْفَرْسَخَ اَوْفَرْسَخَیْنِ یَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ — (حم،ت) عن ابن عمر — (ح). (۹۳)

۹۳ (الجامع الصغیر: ۲۰۸۷) — رواہ احمد والترمذی فی صفة جهنم وقال غریب.

(ترجمہ) قیامت کے دن کافر اپنی زبان کو ایک فرسخ یا دو فرسخ پیچھے سے گھسیٹتا ہو گا اور لوگ اس کو روندتے ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

اس کی زبان کو میدان محشر میں یہ ذلت آمیز عذاب اس لئے دیا جائے گا کہ اس نے اسی زبان سے ''کلمہ کفر'' کہا تھا کیونکہ کفر کا اظہار عموماً زبان سے ہی ہوتا ہے۔

اور یہ عذاب جہنم میں داخل ہونے سے قبل ہوگا' اس حدیث سے قیامت میں کافر کے جسم کے بڑے کرنے کو بتانا بھی مقصود ہے اور یہ بھی کہ قیامت میں انواع واقسام کے عذاب ہوں گے۔

ایک فرسخ آٹھ کلومیٹر کا ہوتا ہے' اس لحاظ سے کافر کی زبان کی لمبائی سولہ کلومیٹر ہوگی۔

شفاعت

امت محمدیہ ﷺ کیلئے عموم شفاعت

(حدیث ۹۴) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ دونوں آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اَتَانِیْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِیْ الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةَ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ. وَهِیَ لِمَنْ مَاتَ لَایُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا--(حم)عن ابی موسی(ت،حب) عن عوف بن مالک الا شجعی. (۹۴)

(ترجمہ) میرے پاس میرے رب کے پاس سے ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ وہ میری آدھی امت کو جنت میں داخل کردے یا شفاعت کے ذریعہ امت جنت میں داخل ہو' تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ ہر اس

۹۴ (الجامع الصغیر: ۹۰)__ کنز العمال (۳۱۸۹۲) مشکوة (۵۶۰۰) مسند احمد عن ابی موسیٰ والترمذی وابن حبان عن عوف بن مالک' وقال الهیثمی رجاله ثقات.

امتی کے لئے ہوگی جو اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا تھا۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنحضرت ﷺ کے مقام ومرتبہ اور آپ کی امت پر آپؐ کی محبت اور وفور شفقت پر مشتمل ہے۔

آنحضرت ﷺ کی شفاعت ہر اس امتی کو حاصل ہوگی جو موحد ہوگا' مشرک کو نصیب نہ ہوگی' آج کل مزارات اور دیگر مقامات ہیں جن کو مشکل کشا بنایا جاتا ہے اور ان کو سجدے کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی شرک کی قسم سے ہیں ان سے احتراز کیا جائے اور توبہ کی جائے۔

قیامت کے دن مستحقین شفاعت

(حدیث ۹۵) حضرت جابرؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ — (حم، د، ن، حب، ک) عن جابر (طب) عن ابن عباس — (خط) عن ابن عمرو عن کعب بن عجرة. (۹۵)

(ترجمہ) میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی (جو اپنے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے) جہنم کے مستوجب ہوں گے)۔

(لطائف ومعارف)

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں: شفاعت کے کئی درجات ہیں جیسے انبیاء کی شفاعت' اولیاء کی شفاعت' دیندار (عابد' پرہیز گار' عالم' زاہد) کی شفاعت ہر ایک کو ان کی شفاعت کا حصہ ملے گا لیکن حضور ﷺ کی شفاعت ایسی ہوگی جس میں کوئی ولی اور نبی

۹۵ (الجامع الصغیر: ۴۸۹۲) ـــ سنن ابو داؤد (۴۷۳۹)' ترمذی (۲۴۳۶) مسند احمد (۳:۲۱۳)' بیهقی ۸:۱۷'۱۰:۱۹)

کوئی مشابہت نہیں حاصل کر سکے گا کیونکہ ان حضرات کی شفاعت ان کے مقام و مرتبہ اور اپنی امت کے ساتھ حق نبوت کے ایفاء اور جتنا مقام ان کو اللہ کی طرف سے شفاعت کے لئے حاصل ہوا اس کا استعمال کرنے کے اعتبار سے ہے اور حضرت محمد ﷺ کی شفاعت (اس سے زیادہ وسیع) سخاوت کی طرز کی ہوگی۔

اس حدیث میں خارجی فرقہ کا رد ہے جو شفاعت کے منکر ہیں اور معتزلہ کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے اور کافر دائمی دوزخی ہے حالانکہ اس حدیث شریف میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی شفاعت آپؐ کی امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کیلئے ہوگی۔

کبیرہ گناہ کرنے والوں کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے لئے بھی شفاعت ہوگی لیکن اس شفاعت میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ کبیرہ گناہ والوں کی گناہ کی مغفرت کے لئے شفاعت ہوگی اور صغیرہ گناہ والوں کے لئے مغفرت و دخول جنت اللہ کی طرف سے ہوگا اور ان کے لئے ترقیٔ درجات حضور ﷺ کی شفاعت سے بھی ہو سکتی ہے۔ اس امت کے اولیاء، صلحاء، علماء، حفاظ، قراء اور شہداء وغیرہ کی شفاعت سے بھی لوگ بخشے جائیں گے اور جنت کے درجات کی ترقی نصیب ہوگی لیکن ان کی شفاعت ادنیٰ درجہ کی ہوگی اور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔

قیامت میں حضور ﷺ کی امت کیلئے شفاعت

(حدیث ۹۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً قَدْدَعَابِهَافِي اُمَّتِهٖ فَاسْتُجِيْبَ لَهٗ،وَاِنِّيْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ—(حم،ق)عن انس—(صح)(۹۶)

(ترجمہ) ہر ایک نبی کے لئے دعا منظور کی گئی جو اس نے اپنی امت کے لئے مانگی تھی اور وہ اس کے لئے قبول بھی ہوئی لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے

۹۶ (الجامع الصغیر: ۲۴۳۴) ــــ رواہ احمد (۳:۲۰۸) والبخاری ومسلم، ابو عوانہ (۱:۹۱)

دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے ذخیرہ کرلیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

بعض انبیاء وہ ہیں جنہوں نے اپنی دعا کو اپنی امت پر عذاب لانے کیلئے استعمال کیا اور بعض انبیاء وہ ہیں جنہوں نے ان کے فائدے کے لیے دعا کی جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے اپنی امتوں کے لئے بددعا کی اور حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے اپنی امتوں کے حق میں دعا کی اور بعض انبیاء نے اس دعا کو اپنی امت کے علاوہ کے لئے پھیر لیا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب انہوں نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے دعا کی تھی اور ان کی دعائیں قبول بھی ہوئیں۔

اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ انبیائے کرام نے جتنی دعائیں کی ہیں ان کی وہ دعائیں قبول نہیں ہوئیں' سوائے ایک دعا کے کیونکہ ہر نبی کی اتنی دعائیں قبول کی گئی ہیں جن کا شمار مشکل ہے لیکن ان دعاؤں میں قبولیت کی امید اور رد کا خوف موجود تھا۔ پس ہر نبی نے اپنی دعا کو دنیا ہی میں مانگ لیا تھا لیکن حضرت محمد ﷺ نے اس کو وقتِ اضطرار کے لئے مؤخر کردیا۔

اس حدیث سے اہل سنت والجماعت نے کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لئے شفاعت کے حاصل ہونے کا استدلال کیا ہے۔ یہ حضرات استدلال میں کہتے ہیں کہ یہ شفاعت ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو حضور ﷺ کی امت میں ہو کر فوت ہوا اور اس نے اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہیں کیا تھا جیسا کہ مسلم شریف کی اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ فهي نائلة ان شاء الله من مات من امتي لا يشرك بالله شيئا ۔ لہٰذا جو کبیرہ گناہ کا مرتکب شرک سے پاک رہا یا مرنے سے پہلے توبہ کرلی تو وہ شفاعت کا مستحق ہوگا' ہاں جو شخص شفاعت کا منکر ہوگا اس کو بھی شفاعت حاصل نہیں ہوگی جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے بعض احادیث ''البدور السافرہ'' میں نقل کی ہیں۔

انبیاءٗ علماء اور شہداء کی شفاعت

(حدیث ۹۷) حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ. (٥) عن عثمان (ح). (٩٧)

(ترجمہ) قیامت کے دن تین قسم کے حضرات شفاعت کریں گے (۱) حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲) پھر علماء کرام (۳) پھر شہداء عظام۔

غیر کی دنیا کے بدلہ میں اپنی آخرت بیچنے والا

(حدیث ۹۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ (تخ) عن ابی امامة — (صح). (٩٨)

(ترجمہ) قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ ندامت میں وہ شخص ہوگا جس نے اپنی آخرت کو غیر کی دنیا کے بدلہ میں بیچ دیا تھا۔

قیامت میں کافر کی زبان کی لمبائی

(حدیث ۹۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْكَافِرَ لَيَسْحَبُ لِسَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَائَهُ الْفَرْسَخَ أَوْ فَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ — (حم، ت) عن ابن عمر — (ح). (٩٩)

(ترجمہ) قیامت کے دن کافر اپنی زبان کو ایک فرسخ یا دو فرسخ پیچھے سے گھسیٹتا ہو گا اور لوگ اس کو روندتے ہوں گے۔

---

٩٧ (الجامع الصغیر: ١٠٠١٦) ـــ رواه ابن ماجة ورمز السيوطي لحسنه وجزم العراقي بضعف الخبر.

٩٨ (الجامع الصغیر: ٢٢٠١) ـــ رواه البخاري في تاريخه الكبير واسناده حسن، كنز العمال (١٤٩٣٦).

٩٩ (الجامع الصغیر: ٢٠٨٧) ـــ رواه احمد والترمذي في صفة جهنم وقال غريب (٢٥٨٠)، مشكوة (٥٦٧٦)

(لطائف ومعارف)

اس کی زبان کو میدان محشر میں یہ ذلت آمیز عذاب اس لئے دیا جائے گا کہ اس نے اسی زبان سے ''کلمہ کفر'' کہا تھا کیونکہ کفر کا اظہار عموماً زبان سے ہی ہوتا ہے۔

اور یہ عذاب جہنم میں داخل ہونے سے قبل ہوگا' اس حدیث سے قیامت میں کافر کے جسم کے بڑے کرنے کو بتانا بھی مقصود ہے اور یہ بھی کہ قیامت میں انواع واقسام کے عذاب ہوں گے۔

ایک فرسخ آٹھ کلومیٹر کا ہوتا ہے' اس لحاظ سے کافر کی زبان کی لمبائی سولہ کلومیٹر ہوگی۔

اس امت کا سب سے بڑا فتنہ عورتیں ہیں

(حدیث ۱۰۰) حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔

(حم،ق،ت،ن،ہ) عن اسامة۔ (صح): (۱۰۰)

(ترجمہ) میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا۔

(لطائف ومعارف)

چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت میں یہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا' کیونکہ عورت خاوند کو شر کا حکم دیتی ہے اور شر پر ہی اکساتی ہے اور کم سے کم فساد عورت میں یہ ہے کہ وہ دنیا کی طرف رغبت دلاتی ہے اور دوسروں کی مثالیں پیش کرتی ہے کہ فلاں کا اتنا کاروبار فلاں کا اتنا مال ہے۔ فلاں کا گھر ایسا ہے' فلاں کے بچے اتنے بڑے سکول میں پڑھتے ہیں' فلاں کی پوشاک ایسی ہے' خوراک ایسی ہے' ہمیں بھی ایسی لا کے دو' ہمارے بچے اور ہمارا گھر ان سے کم نہیں ہونا چاہئے' اس سے بڑھ کر اور کیا فساد ہوسکتا ہے جبکہ آدمی کا تعلق اور محبت بھی بیوی سے موجود ہے۔

۱۰۰ (الجامع الصغیر: ۷۸۷۱) ــــ رواہ احمد (۵: ۲۰۰) والبخاری (۷: ۱۱) ومسلم فی الذکر والدعاء باب ۲۶ رقم ۹۸،۹۷) والترمذی والنسائی وابن ماجة.

عورت میں اس طرح کے اور بھی کئی فتنے اور مصیبتیں ہوتی ہیں جن کا شمار کرنا طاقت سے باہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: جو لوگ بھی سابقہ امتوں میں کافر ہوئے انہوں نے عورتوں ہی کی وجہ سے کفر اختیار کیا ہے اور جو لوگ بچ گئے وہ بھی عموماً عورتوں کی وجہ سے کافر ہوئے۔

ایک خلیفۂ وقت نے بعض فقہاء کی طرف ہدایا بھیجے جن کو فقہاء نے قبول کر لیا لیکن حضرت فضیلؒ نے واپس کر دیا۔ ان کو ان کی بیوی نے کہا: آپ دس ہزار درہم واپس کر رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس آج کا بھی کھانا نہیں ہے تو حضرت فضیلؒ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس قوم کی طرح ہے جن کا ایک بیل تھا جس سے وہ ہل جوتتے تھے جب وہ بوڑھا ہو گیا' اس کو ذبح کر دیا۔ تم بھی مجھے میرے عمر رسیدہ ہونے کے بعد ذبح کرنا چاہتی ہو' تم بھوک سے مر جاؤ پہلے اس کے کہ فضیل کو ذبح کرو۔

اور حضرت سعید بن المسیبؒ کی یہ حالت تھی کہ ان کی عمر اسی سال کی ہوئی جن میں سے پچاس سال ایسے گزرے جن میں انہوں نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ساری رات اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر نماز میں کاٹ دی۔

یہ فرماتے تھے: میرے نزدیک سب سے زیادہ خطرہ کی چیز عورتیں ہیں۔ کہا گیا ہے کہ جب عورت کو پیدا کیا گیا تو ابلیس نے کہا: تو میرا آدھا لشکر ہے تو ہی میرے بھید کی جگہ ہے تو ہی میرا وہ تیر ہے جس کو میں چلاؤں گا اور وہ کبھی خطا نہیں کرے گا۔

آج کے زمانہ میں عورتوں کے جو نئے نئے فتنے سامنے آ رہے ہیں اور جس طرح سے ہماری نسل خراب ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی حضور ﷺ کی امت میں حضور ﷺ کے بعد اس سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں تو یہ فتنہ دبا ہوا تھا پھر آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگا حتیٰ کہ اب اس کے شر کی جو حالت ہے سب پر عیاں ہے اور خدا جانے آگے کیا ہوگا۔؟

حضور ﷺ نے اس حدیث میں عورتوں کے فتنہ کی پیش گوئی کی ہے جو حرف بحرف سچ ثابت ہو رہی ہے جو آپ ﷺ کی صداقت نبوت کی واضح ترین دلیل ہے۔

حضور ﷺ کے بعد مردوں پر عورتوں کا فتنہ عام ہے کہ وہ مرد و عورت' امت

اجابت میں سے ہوں یا امت دعوت میں سے ہوں۔ امت اجابت کو مسلمان کہتے ہیں اور امت دعوت کو کافر کہتے ہیں عورتوں کا فتنہ دونوں قسم کی امت میں عام ہے امت دعوت نے تو عورتوں کے فتنہ کو دوپہر کے سورج کی طرح حاوی کر دیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ اسی لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیں اور نامحرموں سے اختلاط سے بچائیں۔

اتباع خواہشات اور طویل امیدیں

(حدیث ۱۰۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي الْهَوٰى وَطُوْلُ الْأَمَلِ (عد) عن جابر –(ض). (۱۰۱)

(ترجمہ) مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف خواہشات نفس کی پیروی کا اور طویل آرزوؤں کا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس روایت کو امام حاکم نے ذکر کرنے کے بعد یہ لفظ بھی اضافہ کئے ہیں "أما الهوى فيصد عن الحق وأما طول العمل فينسى الآخرة" پس خواہشات نفس حق پر عمل کرنے سے روکتی ہیں اور طویل آرزوئیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔

ابونعیم نے بھی اس طرح کی ایک روایت حضرت علیؓ سے نقل کی ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے "ألا وإن الدنيا ترجلت مدبرة ألا وإن الآخرة قد ترجلت مقبلة ولكل واحدة منهما بنون فكونوا من أبناء الآخرة ولا تكونوا من أبناء الدنيا فإن اليوم عمل ولا حساب وغداً حساب ولا عمل" (سن لو دنیا منہ موڑ کر پیچھے جا رہی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کے افراد ہیں پس تم آخرت کے افراد بنو دنیا کے افراد نہ بنو پس آج عمل کا دن ہے حساب کا نہیں اور کل حساب کا دن ہوگا عمل کا نہیں۔

---

۱۰۱ (الجامع الصغير: ۳۰۶) ـــ كامل ابن عدى وقال الحافظ العراقى سنده ضعيف ورواه الحاكم وابو نعيم بلفظهما.

جنت و جہنم

ادنیٰ جہنمی کا عذاب

(حدیث ۱۰۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَدْنٰى أَهْلِ النَّارِ عذابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نارٍ يغْلِيْ دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ۔ (م) عن أبی سعید —(صح). (۱۰۲)

(ترجمہ) جہنم کا سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے جہنم کی دو جوتیاں پہن رکھی ہوں گی اس کی ان دونوں جوتیوں کی حرارت سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ (لطائف و معارف)

دوسری حدیث میں اس کی وضاحت آئی ہے کہ یہ شخص ابو طالب ہوں گے جن کو جہنم کا یہ کم سے کم عذاب ملے گا' نیز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دوزخیوں کا عذاب مختلف قسم کا ہوگا۔ کسی کو جہنم نے اس کے ٹخنوں تک گھیرا ہوگا' کسی کو گھٹنوں تک وغیرہ وغیرہ' جیسا کہ کفر کے درجات مختلف ہیں' کوئی صرف کافر ہے' کوئی کفر کے ساتھ سرکشی' غرور اور بغاوت پر تلا ہوا ہے اور کوئی کفر اختیار کرنے کے بعد دوسروں کو کافر بنانے کی مہم میں کوشاں ہے' کوئی مرتد ہے کوئی ملحد ہے' کوئی کفر کے ساتھ انبیاء کا قاتل بھی ہے' زمین میں فساد برپا کیا ہے' یہ اس کافر جیسا نہیں ہوسکتا جس نے کفر کے باوجود اہل اسلام کے ساتھ حسن سلوک کیا جیسے ابو طالب جنہوں نے حضور ﷺ کے ہر دکھ درد کا مداوا کیا مگر حضور ﷺ کی از حد کوشش کے باوجود اخیر دم تک کلمہ نہ پڑھا' جس کی وجہ سے جہنم میں ان کا داخلہ لازمی ہوا کیونکہ جہنم سے آزادی اور جنت کا داخلہ ایمان لانے سے متحقق ہوتا ہے۔ اہل جہنم کا زندہ رہ کر ہمیشہ جلتے رہنا ممکن ہے' اللہ کی ذات ممکنات پر قادر ہے' قوت جسمانیہ کبھی اس کے انفعالات لامتناہی ہوتے ہیں تو اسی طرح سے اس کا فعل بھی بالواسطہ لامتناہی ہوتا ہے۔

۱۰۲۔ (الجامع الصغیر: ۳۲۳) — صحیح مسلم. کنز العمال (۳۰۷۴۲) ابن عساکر ۴: ۲۴۹)

زقوم کی بدمزگی

(حدیث ۱۰۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْاَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِی دَارِ الدُّنْیَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا مَعَایِشَهُمْ؛ فَکَیْفَ بِمَنْ تَکُوْنُ طَعَامَهٗ؟ — (حم، ت، ن، ه، حب، ک) عن ابن عباس — (ح). (۱۰۳)

(ترجمہ) اگر زقوم کا ایک قطرہ اس دنیا پر گرا دیا جائے تو تمام اہل دنیا پر ان کی زندگی کو تلخ کر دے، پس اس شخص کی کیا حالت ہوگی جس کا یہ کھانا بنے گا۔

(لطائف ومعارف)

زقوم جہنم میں ایک خبیث، کڑوا، بدمزہ، بدبودار درخت ہے، یہ جہنمیوں کو مجبور کر کے کھلایا جائے گا۔

جہنم کے ہتھوڑے کا عذاب

(حدیث ۱۰۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْاَنَّ مِقْمَعًا مِنْ حَدِیْدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ فَاجْتَمَعَ لَهُ الثَّقَلَانِ مَا اَقَلُّوْهُ مِنَ الْاَرْضِ، وَلَوْ ضُرِبَ الْجَبَلُ بِمِقْمَعٍ مِنْ حَدِیْدٍ کَمَا یُضْرَبُ اَهْلُ النَّارِ لَتَفَتَّتَ وَعَادَ غُبَارًا — (حم، ع، ک) عن ابی سعید — (صح). (۱۰۴)

(ترجمہ) اگر لوہے کا ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور اس کیلئے تمام جن وانس جمع

---

۱۰۳ (الجامع الصغیر: ۷۴۱۶) — رواه احمد والترمذی (۲۵۸۵) والنسائی وابن ماجة (۴۳۲۵) وابن حبان والحاکم وقال الترمذی حسن صحیح وقال جد عبدالرء وف المناوی فی أمالیه هذا حدیث صحیح وقع لنا عالیا ورواه عنه ایضا الطیالسی وغیره

۱۰۴ (الجامع الصغیر: ۷۴۱۷) — رواه احمد (۳: ۲۹) وابو یعلیٰ والحاکم فی الأهوال (۴: ۶۰۰) وقال صحیح وأقره الذهبی وقال الهیثمی رواه احمد و ابو یعلی وفیه ضعفاء قد وثقوا کنز العمال (۴۹۴۹۰)، مجمع الزوائد (۱۰: ۳۸۸).

ہو جائیں تو وہ اس کو زمین سے نہ اٹھا سکیں گے اور اگر لوہے کا ایک گرز پہاڑ پر مار دیا جائے جیسا کہ دوزخیوں کو مارا جائے گا تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر غبار بن جائیں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں: اے مسکین! ان احوال اور ہولناکیوں کی طرف دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو کتنا خوفناک بنایا ہے اور دوزخ میں بھی کچھ جانے والے لوگ ہیں جو نہ کم ہو سکتے ہیں نہ بڑھ سکتے ہیں بس عقل مند کیسے دنیا کی زندگی سے لطف اندوز ہو سکتا ہے جبکہ اس کو معلوم نہیں کہ وہ دونوں فریقوں میں سے کون سے فریق میں شامل ہے جنت کے فریق میں یا جہنم کے فریق میں۔

جہنم کی پیپ کی ہولناکی

(حدیث نمبر ۱۰۵) حضرت ابوسعیدؓ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَوْاَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلُ الدُّنْيَا۔ (ت، حب، ک) عن ابی سعید۔ (صح). (۱۰۵)

(ترجمہ) اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام اہل دنیا بدبودار ہو جائیں۔

(لطائف ومعارف)

غساق جہنم میں جہنمیوں کی پیپ کا نام ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں جب جہنمی پیاس سے فریاد کریں گے تو ان کو یہ پیپ پلائی جائے گی۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ [سورۃ ابرہیم :۱۶، ۱۷] (اور اس کو ایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ کا ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا اور گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر

---

۱۰۵ (الجامع الصغیر: ۷۴۱۰) ــــ رواہ الترمذی فی صفة جهنم وابن حبان فی صحیحه والحاکم فی الاموال وقال صحیح واقره الذهبی

طرف سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں)۔
تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''جہنم کے خوفناک مناظر'' ملاحظہ فرمائیں۔

جنت اور نعمت کی قیمت

(حدیث ۱۰۶) حضرت انسؓ سے مرفوعاً اور حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَمَنُ الْجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔—(عد)وابن مردویه عن انس،عبد بن حمید فی تفسیره عن الحسن مرسلا— (صح).(۱۰۶)

(ترجمہ) جنت کی قیمت لا الٰہ الا اللہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور دل سے اس کا یقین اور اعتقاد رکھے اور تصدیق کرے تو ایسا شخص جنت کا مستحق ہوگا' اس کی دو صورتیں ہیں کہ اگر مستوجب جہنم اعمال نہیں ہوں گے تو سیدھا جنت میں جائے گا ورنہ ان کی سزا بھگت کر اس کلمہ اور ایمان کی برکت سے جنت میں جائے گا۔

محدث دیلمیؒ نے اس حدیث کے آگے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے ''**وثمن النعمة الحمد لله**'' اور نعمت کی قیمت الحمد للہ ہے' یعنی جو شخص اللہ کی نعمت کو استعمال کر کے اس پر اللہ کی تعریف اور شکر ادا کرے گا قیامت کے دن اس سے اس نعمت کے بارے میں حساب نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس نے اس نعمت کے استعمال کی قیمت حمد کے ساتھ دنیا میں ادا کر دی ہے۔

جنت کی عورت کا حسن

(حدیث نمبر ۱۰۷) حضرت سعید بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا۔

لَوْاَنَّ امْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَشْرَفَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَمَلَاَتِ

---

۱۰۶ (الجامع الصغیر: ۳۵۶۰) ــــ رواه ابن عدی فی الکامل وابن مردویه فی التفسیر عن انس بن مالک ورواه عنه الدیلمی ایضا وعبد بن حمید فی تفسیره عن الحسن البصری مرسلا درمنثور (۵: ۱۱۹)' کنز العمال (۱۵۷'۱۷۹۰).

الْاَرْضَ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَلَاَذْهَبَتْ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ –
(طب) والضياء عن سعيد بن عامر – (صح). (۱۰۷)

(ترجمہ) اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو روئے زمین کو کستوری کی خوشبو سے معطر کردے اور سورج اور چاند کی روشنی کو ماند کردے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں جنتی خواتین کی بعض خوبیوں کی طرف اشارہ ہے مثلاً خوبصورتی، خوشبو، پاکیزگی، لباس فاخرہ کی طرف اشارہ ہے۔

تفصیل کے لئے ناچیز کی کتاب جنت کے حسین مناظر ملاحظہ فرمائیں۔

کفار کی نابالغ اولاد اہل جنت کی خادم ہوگی

(حدیث ۱۰۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَطْفَالُ الْمُشْرِكِيْنَ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ – (طس) عن انس (ص) عن سلمان موقوفا (ح). (۱۰۸)

(ترجمہ) مشرکین کی نابالغ اولاد (بچے) اہل جنت کے خادم ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

مشرکین سے ہر طرح کے کفار ومشرکین مراد ہیں، چاہے وہ یہودی ہوں، عیسائی ہوں، ہندو ہوں، بدھ مت ہوں، کیمونسٹ ہوں، سوشلسٹ ہوں یا مسلمانوں میں نکلے ہوئے گمراہ فرقے ہوں یا جن تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو، ان کی نابالغ اولادیں جنت میں مؤمنین کی خادم ہوں گی اور یہ اللہ کا فضل ہے۔

اکثر علماء امت نے یہی موقف اختیار کیا ہے اور اپنے موقف میں یہی دلیل پیش

---

۱۰۷ (الجامع الصغير: ۷۴۰۶) ـــ رواه الطبراني في الكبير والضياء والبزار وقال المنذري اسناده حسن في المتابعات.

۱۰۸ (الجامع الصغير: ۱۱۰۳) ـــ رواه الطبراني في الاوسط عن انس وفي الكبير عن سمرة وسعيد بن منصور في سننه عن سلمان الفارسي موقوفا ورواه البخاري في تاريخه الكبير (۶:۴۰۸) عن سمرة مرفوعا. وحسنه السيوطي، اتحاف السادة المتقين (۸:۵۶۷)، كشف الخفاء (۱:۱۵۱).

کی ہے۔

اور کفار کی جو اولاد بالغ ہو کر کفر اختیار کرے گی اور ان کی کفر پر موت آئے گی تو وہ اپنے کفار باپوں کے ساتھ جہنم میں جائے گی۔

اور حضرت عائشہؓ سے امام احمد کی روایت کردہ مشرکین کی اولاد کے جہنم میں داخل ہونے کی مرفوع حدیث ضعیف ہے۔

بعض علماء کا مذہب ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کرنا چاہئے بعض کا یہ ہے کہ یہ اللہ کی منشاء پر ہے چاہے جنت میں داخل کرے یا جہنم میں اور بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں یہ جانتے ہوں گے کہ یہ بالغ ہو کر کافر رہے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو مسلمان ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور یہ بھی کہا گیا کہ ان کو مٹی کر دیا جائے گا اور دیگر اقوال بھی ہیں لیکن راجح وہی ہے کہ ان کی اولادیں اہل جنت کی خادم ہوں گی۔

تفصیل کیلئے میری کتاب ''قیامت کے ہولناک مناظر'' ملاحظہ فرمائیں۔

جنت کے درجات کی وسعت

(حدیث ۱۰۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ، وَلَوْاَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمَعُوا فِي اِحْدَاهُنَّ وَسِعَتْهُمْ۔ (حم، ع) عن ابی سعید۔ (ح). (۱۰۹)

(ترجمہ) جنت کے سو درجے ہیں اگر تمام جہان بھی ان میں سے کسی ایک میں جمع ہو جائیں پھر بھی کشادہ رہے۔

جنت کے سو درجے ہیں

(حدیث ۱۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ، مَابَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَابَيْنَ السَّمَاءِ

---

۱۰۹ (الجامع الصغیر: ۳۶۴۱) ــــ رواہ احمد و ابو یعلی بمعنی رواہ الترمذی. کنز العمال (۳۹۲۲۲).

وَالْاَرْضِ —(ابن مردویه) عن ابی هریرة—(ح).(۱۱۰)

(ترجمہ) جنت کے سو دروازے ہیں' ہر دو دروازوں کے درمیان کا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے۔

بالشت برابر جنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

(حدیث ۱۱۱) حضرت ابوسعید اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَشِبْرٌ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا—(۵)عن ابی سعید(حل)عن ابن مسعود—(ح).(۱۱۱)

(ترجمہ) جنت کا ایک بالشت (برابر حصہ) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

کیونکہ جنت کی ایک بالشت برابر جگہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور دنیا فنا ہونے والی ہے اور باقی اگرچہ مقدار میں کم ہو فانی سے بہتر ہوتی ہے' چاہے وہ کثیر کیوں نہ ہو۔

اللہ کے واسطہ سے جنت جیسی چیزیں طلب کی جائیں

(حدیث ۱۱۲) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَایُسْاَلُ بِوَجْهِ اللهِ اِلَّا الْجَنَّةُ—(د) والضیاء عن جابر—(صح)(۱۱۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوائے جنت کے کوئی چیز طلب نہ کی جائے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی کوئی شخص اللہ کا واسطہ دے کر مانگے تو یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ.

(اے اللہ! ہم آپ سے آپ کے باکرامت چہرے کے وسیلہ سے یہ سوال

---

۱۱۰ (الجامع الصغیر: ۳۶۴۰) — رواہ ابن مردویه فی التفسیر وخرجه الحاکم باللفظ المزبور وقال علی شرطهما' مسند احمد (۲: ۲۹۲' ۵: ۳۱۶' ۳۲۱).

۱۱۱ (الجامع الصغیر: ۷۲۴۵) — رواہ ابن ماجة عن ابی سعید الخدری(۴۳۲۹)وابو نعیم عن ابن مسعود ورمز السیوطی لحسنه درمنثور (۱: ۳۷)

۱۱۲ (الجامع الصغیر: ۹۹۷۲) — رواہ ابو داؤد فی سننه (۱۶۷۱)والضیاء فی المختارة' مشکوة(۱۹۴۴)' کنز العمال (۴۷۳۰)' الکامل فی الضعفاء لابن عدی (۱۱۰۷:۳)

کرتے ہیں کہ آپ ہمیں جنت میں داخل کردیں)۔

حافظ عراقی فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں جنت کا ذکر بڑے امور پر بطور تنبیہ کے کیا ہے، بطور تخصیص کے نہیں۔ اس لئے اللہ کے واسطہ سے گھٹیا چیزوں کی طلب نہ کی جائے، بخلاف بڑی چیزوں کے کہ ان کو مانگا بھی جاسکتا ہے اور بڑی مصیبتوں سے اس کے ساتھ دفاع کی دعا بھی کی جاسکتی ہے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا بڑی مصیبتوں سے پناہ مانگنا بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فی زمانہ بھکاریوں نے روپیہ پیسہ مانگنے کے لئے جو خدا کا نام استعمال کرنے کی عادت اپنا رکھی ہے یہ اللہ کے نام کی توہین ہے اور اس نام کا ذکر کرکے جن سے بھیک مانگی جاتی ہے اور وہ اسطرح مانگنے پر ان کو بھیک نہیں دیتے، اس سے اللہ کے نام کی اور زیادہ توہین ہے۔ اگر بھکاری عادی بھکاری نہ ہو ضرورت مند ہو اور خدا کا واسطہ دے تو اس کی کچھ نہ کچھ مدد ضرور کردینی چاہئے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا خزانہ ہے

(حدیث ۱۱۳) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُ مِنْ (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ – (ع طب حب) عن ابی ایوب – (صح). (۱۱۳)

(ترجمہ) "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کثرت سے پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانہ سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا معنی یہ ہے کہ بندہ کو اللہ کی نافرمانی سے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری پر کوئی چیز نہیں لگا سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی ذات جو اپنی

۱۱۳ (الجامع الصغیر: ۱۳۹۴) ــــ رواہ ابو یعلی والطبرانی فی الکبیر (۴: ۱۵۸) وابن حبان وھو حدیث صحیح، واحمد (۲: ۳۳۳)، اتحاف (۹: ۴۶۶) والترمذی (۳۶۰۱) وابن ماجۃ (۳۸۲۶)

قدرت اور توفیق سے ہی آدمی کو اس کی سعادت عطا کرتی ہے۔

جنت کے خزانہ سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کیلئے بہت بڑا ثواب جنت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کو اس حدیث میں جنت کے خزانہ کے ساتھ تعبیر کر دیا گیا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ توحید خفی پر مشتمل ہے کیونکہ یہ حیلہ اور استطاعت کی اپنے سے نفی اور اللہ وحدہ کے لئے اثبات پر علی سبیل الحصر دلالت کرتا ہے جس کے اقرار سے آدمی اللہ کے ملک اور ملکوت سے نہ نکل سکنے کا اظہار کرتا ہے۔

اکثر جنتی سادہ لوح ہوں گے

(حدیث ۱۱۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ – البزار عن انس – (ض). (۱۱۴)

(ترجمہ) اکثر جنتی سادہ لوح ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''ابلہ'' اس شخص کو کہتے ہیں جو امور دنیا سے نابلد ہو کیونکہ قوت عقل علوم دنیا اور علوم آخرت کو یکدم حاصل نہیں کر سکتی' یہ دونوں ایک دوسرے کے منافی علم ہیں' پس جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر لی تو اس کی بصیرت عموماً دوسرے علم میں قاصر رہے گی' اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا اور آخرت کے لئے تین مثالیں بیان کیں اور فرمایا:

''دنیا اور آخرت ترازو کے دو پلڑے ہیں یا مشرق ومغرب کی طرح ہیں یا دو سوکنوں کی طرح ہیں جب تو ان میں سے کسی ایک کو راضی کرے گا تو دوسری کو ناراض کرے گا''

اس لئے تم علم دنیا' علم طب' ہندسہ' حساب اور فلسفہ کے ماہرین کو دیکھو گے کہ وہ

---

۱۱۴ (الجامع الصغیر: ۱۳۷۹) ــــ رواہ البزار واسنادہ ضعیف' مجمع الزوائد ۸: ۷۹' ۱۰: ۲۶۴' ۴۰۲' کنز العمال (۳۹۲۸۳) اتحاف (۷: ۱۵۷' ۲۴۴' ۶۲۷' ۹: ۲۳۶).

امور آخرت سے جاہل ہیں اور دقائق علوم آخرت کے ماہرین کو دیکھو گے جو غالباً علوم دنیا سے نابلد ہیں کیونکہ قوت عقل ان دونوں علوم کو یکجا نہیں سمیٹ سکتی بلکہ ایک دوسرے کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے اسی لئے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا:

''ہم نے ایسے حضرات کو دیکھا ہے کہ اگر تم ان کو دیکھ لو تو ان کو دیوانہ کہنے لگو اور اگر وہ تمہیں دیکھ لیں تو وہ تمہیں شیطان کہیں''۔

بعض دفعہ تم یہ دیکھتے ہو کہ امور دینیہ میں سے کسی ایک مسئلہ کا یا مکمل دین کا دنیاوی فلاسفر انکار کر دیتے ہیں تو ان کے انکار سے تم بھی اس کا انکار نہ کر بیٹھنا کیونکہ یہ محالات میں سے ہے کہ مشرق کا سفر کرنے والا مغرب میں بھی سفر کر رہا ہو دنیا اور آخرت کا بھی یہی طور ہے۔ دنیا اور آخرت کے علوم کمال درجہ میں حاصل کرنا اور ان میں بصیرت رکھنا صرف اس شخص کو میسر آ سکتا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخر کر دیا ہوتا کہ وہ لوگوں کے معاش اور معاد کی تدبیر کرے اور یہ حضرات انبیاء کرامؑ ہی ہوتے ہیں جن کی روح القدس سے تائید ہوتی ہے لیکن دوسرے لوگ جن کے دل دنیا کی طرف متوجہ ہیں ان کے دل آخرت سے غیر متوجہ ہوتے ہیں اور جن کے آخرت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

کئی خاوندوں والی عورت جنت میں کس کی بیوی بنے گی

(حدیث ۱۱۵) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ تُوُفِّیَ عَنْھَا زَوْجُھَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَہٗ فَھِیَ لِآخِرِ اَزْوَاجِھَا

—(طب) عن ابی الدرداء—(صح). (۱۱۵)

(ترجمہ) جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ اس کے بعد اور نکاح کر لے تو وہ اپنے اس آخری خاوند کی (جنت میں) بیوی بنے گی۔

---

۱۱۵ (الجامع الصغیر: ۲۹۸۳) ـــ رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال الھیثمی فیہ ابوبکر بن ابی مریم وقد اختلط 'مجمع الزوائد (۴: ۲۷۰)

(لطائف ومعارف)

اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو آپ کی وفات کے بعد کہیں اور نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ یہ سب جنت میں آپ ؐ کی ازواج ہوں گی۔

(حکایت) حضرت معاویہؓ نے حضرت ام درداءؓ کو ان کے خاوند حضرت ابوالدرداءؓ کی وفات کے بعد اپنے لئے نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ اس کے بعد اور نکاح کرلے تو وہ اپنے اس آخری خاوند کی (جنت میں) بیوی بنے گی۔

جنت میں پہلے پہل عورتیں کم داخل ہونگی

(حدیث ۱۱۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَقَلَّ سَاکِنِی الْجَنَّةِ النِّسَاءُ—(حم،م) عن عمران بن حصین—(صح).(۱۱۶)

(ترجمہ) جنت میں کم جانے والی عورتیں ہوں گی۔

(لطائف ومعارف)

یہ صورت اس وقت ہوگی جب جنتی پہلے پہل جنت میں جائیں گے اور جب سب گناہ گار جہنم میں سزا بھگت کر جنت میں آجائیں گے تو اس وقت جنت میں دنیا کی عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، جنت کی حوریں دنیاوی عورتوں سے مستثنیٰ ہیں، اس طرح اگر جنتی مردوں اور عورتوں کا مقابلہ کیا جائے تو جنت کی حوریں ان سے کئی گنا زیادہ ہوں گی۔

جہنم کو خواہشات اور جنت کو ناپسندیدہ اعمال کے پیچھے چھپایا گیا ہے

(حدیث ۱۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ— (خ) عن ابی

۱۱۶ (الجامع الصغیر: ۲۲۰۱۵) ــــ رواہ احمد ومسلم

هریرة—(صح)م،فر.(۱۱۷)

(ترجمہ) جہنم کو خواہشات کے پردہ میں اور جنت کو (نفس کے) ناپسندیدہ اعمال کے پردے میں چھپادیا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جہنم کو جن خواہشاتِ نفس امارہ کے پیچھے چھپایا گیا ہے وہ وہ ہیں جن چیزوں سے دنیا میں آدمی کو لذت حاصل ہوتی ہے لیکن آدمی کو شریعت نے ان سے منع فرمایا۔ چاہے وہ لذت اصالتہً ہو یا استلزاماً ہو اور جنت کو جن ناپسندیدہ چیزوں سے چھپایا گیا ہے ان سے مراد نفس کا مجاہدہ ہے نفس امارہ کی ناپسندیدہ چیزوں پر عمل کرنے اور پسندیدہ چیزوں سے رکنے کے ساتھ جو شرعاً مطلوب ہیں جیسا کہ اسی طرح سے عبادت کرنا جس طرح سے اس کا حکم ہے اور اس پر مداومت کرنا اور ممنوع کاموں اور باتوں سے رکنا' ان کو ناپسندیدہ کے لفظ کے ساتھ حدیث میں اس لئے ذکر کیا گیا کہ نفس کے لئے ان پر عمل کرنا باعث مشقت وصعوبت ہے پس کوئی شخص جہنم میں نہیں جائے گا مگر خواہشات کی پیروی کے ساتھ اور کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا مگر نفس امارہ کی ناپسندیدہ چیزوں کے ارتکاب کے ساتھ۔

جنت میں شکل بدلنے کا اختیار

(حدیث ۱۱۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَافِیْهَا شِرَاءٌ وَلَا بَیْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَاِذَا اشْتَهَی الرَّجُلُ صُورَةً دَخَلَ فِیْهَا—(ت)عن علی—(صح).(۱۱۸)

---

۱۱۷ (الجامع الصغیر: ۳۶۷۶) ــــ رواه البخاری ومسلم والدیلمی.

۱۱۸ (الجامع الصغیر: ۲۳۲۰) ــــ الترغیب والترهیب (۴: ۵۴۱) سنن الدارمی (۲: ۳۹۹) مشکوٰة (۵۶۴۶) رواه الترمذی فی صفة الجنة وقال ضعیف وضعفه المنذری.

(ترجمہ) جنت میں ایک بازار ہے جس میں کوئی خرید وفروخت نہیں ہوگی، بس مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہوں گی، پس جب کوئی شخص کسی صورت کو پسند کرے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا (یعنی اس کی ظاہری شکل اس تصویر جیسی ہو جائے گی)۔

ادنیٰ جنتی کی شان وشوکت

(حدیث ۱۱۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِى لَهٗ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ، وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً، وَتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ وَصَنْعَاءَ۔ (حم، ت، حب) والضياء عن أبي سعيد (صح). (۱۱۹)

(ترجمہ) مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ جنتی وہ شخص ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے، بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لئے ایک لؤلؤ، زبرجد اور یاقوت کا جابیہ اور صنعاء تک کی مثل (طویل) قبہ نصب کیا جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

یہ ستر ہزار خادم مذکر ومؤنث دونوں قسم کے ہوں گے اور یہ مشرکین وکفار کی نابالغ اولاد ہوں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض خدام ان بچوں میں سے ہوں اور بعض حوروں سے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ستر ہزار سے خدام کی کثرت تعداد مراد ہو جیسا کہ امام غزالیؒ سے منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

جنت کی بہتر بیویاں (حورعین) دنیا کی بیویوں کے علاوہ ہوں گی جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔ علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں کہ تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جنتی کے لئے دو بیویاں حورعین سے ہوں گی اور ستر دوزخیوں کی وراثت سے اور یہ اہل دنیا کی ازواج کے علاوہ ہوں گی۔

---

۱۱۹ (الجامع الصغیر: ۳۲۴) ـــ احمد والترمذی واستغربه وابن حبان والضیاء المقدسی وفیه مقال.

متفرقات

اکابر پر آزمائشیں

(حدیث ۱۲۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِہٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صَلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُہٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃٌ اُبْتُلِیَ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِہٖ فَمَا یَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰی یَتْرُکَہٗ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَمَا عَلَیْہِ خَطِیْئَۃٌ — (حم خ ت ہ) عن سعد (صح). (۱۲۰)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے سخت ابتلاء میں حضرات انبیاء کرامؑ ہوتے ہیں پھر ان سے نیچے کے حضرات درجہ بدرجہ آدمی کو اس کی دینداری کے لحاظ سے ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اگر وہ دینداری میں مضبوط ہو تو اس پر ابتلاء بھی سخت ہوتا ہے اور اگر اس کی دینداری میں ضعف اور کمزوری ہو تو اس کو اس کی دینداری کے بقدر مبتلا کیا جاتا ہے مؤمن پر بلا قائم رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کو اس حالت پر لے جاتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر اس کا کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا۔

(لطائف ومعارف)

یہ ابتلاء نعمت کے بقدر ہوتا ہے پس جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اکثر ہوگی اس پر مصیبت بھی سخت ہوگی۔ اسی لئے غلام کے مقابلہ میں آزاد کی سزا ڈبل ہے۔

حضور ﷺ نے بدنی ابتلاء اور خارجی ابتلاء میں فرق نہیں کیا لہٰذا یہ ابتلاء کا لفظ عام ہے چاہے یہ ابدان میں ہو یا اعراض میں ہر وہ شکل جس سے انسان پر ابتلاء ہو وہ سب یہاں مراد ہے۔

اکابرین اسلام پر بھی بڑے بڑے ابتلاء آئے جو شمار سے باہر ہیں مثلاً حضرت

۱۲۰ (الجامع الصغیر ۱۰۵۴) — رواہ احمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن ماجۃ.

یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ذبح کیا گیا' حضرت زکریا علیہ السلام کو آرہ سے دولخت کیا گیا' حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حسینؓ حضرت ابن زبیرؓ حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو قید کر کے زہر سے مارا گیا' امام مالکؒ کے کپڑے اتار کر کوڑوں سے پیٹا گیا اور ان کے بازو کندھوں سے کھینچ لئے گئے۔ امام احمدؒ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور ان کا گوشت کاٹا گیا جبکہ آپ حیات تھے' امام سفیان ثوریؒ کو سولی چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا تو آپ چھپ گئے' امام بویطیؒ قید خانہ میں انتقال کر گئے۔ وغیر ذلک۔

اللہ کی تخلیق وقدرت کے مظاہر

(حدیث ۱۲۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ لَوْحًا مَحْفُوظًا مِنْ دُرَّۃٍ بَیْضَاءَ صَفَحَاتُھَا مِنْ یَاقُوتَۃٍ حَمْرَاءَ قَلَمُہٗ نُوْرٌ، وَ کِتَابَتُہٗ نُوْرٌ، لِلّٰہِ فِی کُلِّ یَوْمٍ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَۃِ لَحْظَۃٍ، یَخْلُقُ وَیَرْزُقُ، وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ وَیُعِزُّ وَیُذِلُّ، وَیَفْعَلُ مَایَشَاءُ۔ (طب) عن ابن عباس ۔ (ح). (۱۲۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید چمک دار موتی سے پیدا کیا اس کے تختے یاقوت احمر کے ہیں' اس کا قلم نور کا ہے' اس کی تحریر نور کی ہے' اللہ تعالیٰ روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیدا بھی کرتے ہیں اور رزق بھی دیتے ہیں اور مارتے بھی ہیں اور زندہ بھی کرتے ہیں' عزت بھی دیتے ہیں اور ذلت بھی اور جو چاہے کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی شریف کی روایت میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس لوح محفوظ

---

۱۲۱ (الجامع الصغیر: ۱۷۳۷) ـــ کنز العمال (۱۵۱۹۴) ابن کثیر (۳۹۴۰۸) رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۲: ۷۲) وکذا الحاکم والحکیم الترمذی وقال الھیثمی ورواہ الطبرانی من طریقین رجال احدھما ثقات انتھی. ولم یصب ابن الجوزی حیث حکم علیہ بالوضع.

کی چوڑائی آسمان وزمین کے درمیانی خلاء کے برابر ہے اور کنز الاسرار میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس کی لمبائی آسمان وزمین کے درمیان مسافت کے برابر ہے اور چوڑائی مشرق سے مغرب تک کے برابر ہے اور یہ ایک فرشتہ کی گود میں ہے جس کا نام ماطریون ہے اور امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں بیہقی کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ سے یوں نقل کیا ہے کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیلؑ کے سامنے ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو لوح محفوظ اوپر کو بلند ہوتی ہے اور اس کی پیشانی سے ٹکراتی ہے تو وہ اس کو دیکھتا ہے اگر تو کوئی کام حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق ہو تو اس کو اس کا حکم کرتا ہے اگر ملک الموت کے متعلق ہو تو اس کو اس کا حکم کرتا ہے۔ (الحدیث)۔

اور قلم کی لمبائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

اس حدیث میں آثارِ قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ جن کا کسی چیز پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ حضور ﷺ نے بتایا ہے کہ اسی کے قبضہ میں تمام امور کی باگ ڈور اور تخلیق ہے وہ جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے کرتا ہے لوح محفوظ، قلم اور دیگر مخلوقات کی تخلیق واحوال کے متعلق میری کتاب ''اسرار کائنات'' کی طرف رجوع فرمائیں۔

اہل سنت اللہ کی تائید ونصرت میں ہیں

(حدیث ۱۲۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یَدُ اللهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ — (ت) عن ابن عباس. (۱۲۲)

(ترجمہ) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

(لطائف ومعارف)

ہاتھ سے مراد یہاں اللہ کی تائید وحفاظت ہے۔

---

۱۲۲ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۰۴) — رواه الترمذی فی الفتن وقال غریب لانعرفه عن ابن عباس الامن هذا الوجه وقدرمز المصنف لحسنه وضعفه الصدر المناوی وقال ابن حجر لکن له شواهد کثیرة منها موقوف صحیح. مستدرک حاکم (۱: ۱۱۵)، کنز العمال (۱۰۳۱، ۱۰۳۲) درمنثور (۲: ۲۲۲)

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت ہی اللہ کی حفاظت میں ہیں اور اسی کی تائید اہل سنت پر ہے، پس سب کو چاہئے کہ وہ اللہ کی حفاظت میں آجائیں اور اہل سنت والجماعت سے جدا نہ ہوں۔

آج کل بہت سے لوگ خلاف اہل سنت عقائد ونظریات گھڑ لیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا سب حضرات کو چاہے وہ علماء ہوں یا عوام، محققین ہوں یا متبعین سب کو دیکھنا چاہئے کہ جو عقائد ونظریات ہم نے اختیار کر رکھے ہیں وہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق ہیں تو ٹھیک ورنہ ان کی اصلاح کر لینی ضروری ہے۔ آج کے زمانہ میں اہل سنت سے باہر نکلنا گمراہی ہے۔

اہل سنت سے مراد علماء اسلام کی وہ جماعت حقہ ہے جو حضور ﷺ سے معروف طریقہ سے منقول سنت سنیہ اور حضرات صحابہ کرامؓ کے طریقہ رفیعہ پر کاربند ہے اور قرآن وسنت میں اپنی خواہشات کو دخل نہیں دیتی۔

بعض لوگ آج کل بدعات کے عادی ہیں اور اپنے آپ کو سنی اور اہل سنت کہتے ہیں۔ ان کو بھی چاہئے کہ وہ ان بدعات کو چھوڑ کر اس طریقہ پر آجائیں جو آپؐ کا اور آپؐ کے صحابہؓ کا طریقہ ہے۔

آبادی میں رہنے والے جنات کا حکم

(حدیث ۱۲۳) حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰؒ (فقیہ وقاضی کوفہ) سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا، اِنَّا نَسْأَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ، وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بن دَاوُدَ، اَنْ لَا تُؤْذِيَنَا، فَاِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَا -(ت) عن ابن ابی لیلی -(ح). (۱۲۳)

(ترجمہ) جب کسی گھر میں سانپ نظر آئے تو تم اس سے کہو ہم تجھے عہد نوح کا

۱۲۳ (الجامع الصغیر: ۷۴۹) __ مشکوٰۃ (۴۱۳۷)، کنز العمال (۲۸۳۷۲، ۳۹۹۸۹) رواہ الترمذی (۱۴۸۵) وقال حسن غریب، ورمز السیوطی لحسنہ وقال المناوی: ابن ابی لیلیٰ لا یحتج بہ.

اور عہد سلیمان ابن داود کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہمیں (یہاں ٹھہر کر) ایذاء نہ پہنچا، پھر اگر وہ لوٹ کر آئے تو اس کو مار دو۔

(لطائف ومعارف)

بعض جنات اپنی شکل بدل کر لوگوں کی آبادیوں میں رہتے ہیں، اس لئے بعض شراح حدیث اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی سانپ ڈرانے سے نہ جائے تو سمجھ لو کہ وہ اس گھر کا رہنے والا جن نہیں ہے اور نہ ہی وہ کوئی مسلمان جن ہے۔ اس لئے اس کی کوئی عزت نہیں، اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ حدیث کا ظاہر یہ بتلاتا ہے کہ گھریلو سانپ کو ڈرانے سے پہلے قتل نہیں کرنا چاہئے۔ بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ یہ حکم شروع اسلام میں تھا اب منسوخ ہو چکا ہے اور علامہ ماوردی اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ ڈرانے کا حکم مدینہ طیبہ کے سانپوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

کتاب والعقائد والعمل

۱ - اسلام

۲ - حدیث - سنت

۳ - بدعت

۴ - تبلیغ - آداب تبلیغ - امر بالمعروف

اسلام

اساس اسلام

(حدیث ۱۲۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے ارشاد فرمایا:

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ — (حم، ق، ت، ن) عن ابن عمر — (صح). (۱۲۴)

(ترجمہ) اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ شریف کا حج کرنا (۵) رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

لطائف ومعارف

(۱) یہ پانچ ارکان اسلام وہ ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے، اگر کوئی آدمی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا اور اگر اقرار کرتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو وہ عملی طور پر منکر ہو جاتا ہے۔

(۲) بہت سے علماء کرام نے ان پانچ ارکان کے ساتھ جہاد کو بھی اسلام کا رکن گردانا ہے، اس لئے کہ یہ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی بقاء اور حیات کی علامت ہے لیکن اس کو اسلام کے ان بنیادی ارکان میں حضور علیہ السلام نے اس لئے ذکر نہیں فرمایا کہ جہاد فرض کفایہ ہے جو کسی خاص موقع پر فرض عین ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کے بعد اس کی فرضیت ختم ہو جائے گی لیکن یہ پانچ ارکان اس وقت بھی فرض رہیں گے۔

۱۲۴۔ (الجامع الصغیر: ۳۱۶۲) — بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

(۳) امام ابو الطیب طبریؒ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے اقرار سے قبل توحید خداوندی کی شہادت کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے اسلام لانے والے شخص پر اسلام لانے کی صحت کی یہ شرط ہے کہ وہ سب سے پہلے توحید خداوندی کا اقرار کرے پھر رسالت حضور ﷺ کی شہادت دے۔

(۴) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایمانیات کے دو اجزاء توحید اور رسالت کا ذکر ہے، فرشتوں وغیرہ پر ایمان لانے کا ذکر نہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تصدیق اور شہادت ان سب چیزوں کی تصدیق کو شامل ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں۔

(۵) نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ نماز کی پابندی کی جائے۔

(۶) زکواۃ ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مستحقین تک اپنے اموال ظاہرہ اور باطنہ کی زکواۃ پہنچائی جائے۔

(۷) اس سلسلہ کی تمام احادیث میں سب سے پہلے اقرارِ توحید کا ذکر ہے، پھر اقرارِ رسالت کا، پھر نماز کی ادائیگی کا، پھر زکواۃ کی ادائیگی کا۔

(۸) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقرار شہادت سے لے کر زکواۃ تک کے ارکان کو جس ترتیب سے ذکر کیا ہے، ان کی فضیلت بھی اسی ترتیب سے ہے یعنی اقرر توحید افضل ہے اقرار رسالت سے، اقرار رسالت افضل ہے نماز سے اور نماز افضل ہے زکواۃ سے۔

(۹) اور یہ مذکورہ احکام اپنی اسی مذکورہ ترتیب سے ہر مسلمان پر ادا کرنا فرض ہیں۔

(۱۰) اس حدیث میں حج کی فرضیت کے ساتھ حج کی استطاعت کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہاں اختصار مقصود ہے، تفصیل دیگر احادیث میں موجود ہے۔

(۱۱) عبادت کی تین قسمیں ہیں یا تو صرف بدنی عبادت ہوگی جیسے نماز یا صرف مالی عبادت ہوگی جیسے زکواۃ یا بدنی اور مالی دونوں سے مرکب ہوگی جیسے حج (کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جسم بھی مصروف رہتا ہے)۔

(۱۲) اقرارِ توحید و رسالت ایمان کی اساس ہیں، باقی چاروں ارکان ستون ہیں جس نے

کسی ایک کو چھوڑا اس نے اپنے دین کو ضائع کیا۔

(۱۳) پہلے دو جزء توحید و رسالت ایمان وعقائد سے تعلق رکھتے ہیں ان میں اگر ذرہ برابر بھی کمی رہ گئی تو ایمان اور اسلام دونوں ضائع ہو گئے اور اگر یہ دونوں درست ہیں لیکن نماز، روزہ، حج، زکواۃ اور جہاد وغیرہ میں کمی اور کوتاہی ہے تو آدمی کافر نہیں ہوتا بلکہ اس کے اسلامی فرائض میں کمی رہ گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے معاف کر دیا تو بہتر ورنہ اس کی سزائیں برداشت سے باہر ہیں، جن کا ذکر انشاء اللہ آپ حضرات آئندہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ (واللہ اعلم)

ارکان اسلام

(حدیث ۱۲۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ ،وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ ، و تَصُوْمَ رَمَضَانَ ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا—(م،۳)عن عمر—(ح).(۱۲۵)

(ترجمہ) اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز قائم کرے اور زکواۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تجھے جانے کی توفیق ہو۔

(لطائف ومعارف)

نماز سے مراد پانچوں فرض نمازیں ہیں اور قائم کرنے سے مراد تعدیل ارکان ہے اور دائمی ادائیگی اور اس کی حفاظت کرنا ہے۔

زکواۃ ادا کرنے سے مراد مستحقین کو زکوٰۃ دینا ہے۔

اور رمضان کے روزے رکھنا جب کہ کوئی شرعی عذر نہ ہو جیسے سفر کا عذر یا حیض

۱۲۵۔ (الجامع الصغیر: ۳۰۵۹) ــــ رواہ مسلم فی الایمان (۱) والنسائی وابو داؤد (۹۵۴۶) والترمذی و احمد (۱: ۵۱)، بیهقی (۴: ۳۲۵)، مشکوۃ (۲) الترغیب و الترهیب (۱: ۱۴۹)

ونفاس کا عذر وغیرہ۔

اور حج پر جانے کی استطاعت سے مراد سفر خرچ اور سواری کا حاصل ہونا ہے۔

اللہ کی رضا کیلئے کلمہ پڑھنے کا ثواب

(حدیث ۱۲۶) حضرت عتبان بن مالکؓ سے روایت ہے کہ:

قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فَقَالَ : ((أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ)). فَقَالَ رَجُلٌ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لا يُحِبُّ اللّٰهَ وَلا رَسُوْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((لا تَقُلْ ذٰلِكَ . أَلا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قال: لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)). (۱۲۶)

(ترجمہ) حضور ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو پوچھا کہ مالک بن دخشم کہاں ہیں؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ وہ تو منافق شخص ہے نہ تو وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے اور نہ اس کے رسول کو تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کہو۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے محض اللہ کی رضا کے لئے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہے اور) اللہ تعالیٰ نے جہنم کو اس شخص پر حرام قرار دیا ہے جس نے محض اللہ کی رضا جوئی میں ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں کلمہ پڑھنے کا عموم ہے، چاہے کوئی مسلمان ہونے کے لئے کلمہ پڑھے وہ بھی جہنم پر حرام ہے اور چاہے کوئی ذکر اللہ کے طور پر کلمہ پڑھے، وہ بھی اس کی برکت سے جہنم سے آزاد ہوگا اور ایسے شخص پر جہنم کے حرام ہونے اور جہنم سے آزاد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کے گناہ نہ ہوں تو سیدھا جنت میں جائے گا اور اگر گناہ ہوں اور اللہ کی مصلحت میں اس کو جہنم میں ڈالنا ضروری ہو تو دائمی طور پر جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوگا تو یہاں جہنم کے حرام ہونے کا معنی دائمی حرام ہونا ہے وقتی حرام ہونا نہیں ہے اللہ کی رضا کے لئے کلمہ پڑھنے کا مطلب

۱۲۶؎ (الجامع الصغیر:) ــــ رواہ البخاری ومسلم

یہ ہے کہ خالص اللہ کی رضا جوئی کی حالت میں کلمہ پڑھے۔

اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوسکتا

(حدیث ۱۲۷) حضرت عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَایُعْلٰی۔الرویانی (قط،هق) والضیاء عن عائذ بن عمرو۔ (ح). (۱۲۷)

(ترجمہ) اسلام سربلند ہے اس پر کوئی چیز بلند نہیں ہوسکتی۔

(لطائف ومعارف)

امام بیہقی نے حضرت قتادہؒ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ والدین میں سے جب کوئی ایک مسلمان ہوجائے تو بچہ مسلمان کے ساتھ شمار ہوگا' یعنی اگر ماں مسلمان ہو تو اس کا نابالغ بچہ اپنی ماں کی وجہ سے مسلمان قرار دیا جائے گا اور اگر باپ مسلمان ہو تو بچہ باپ کی وجہ سے مسلمان قرار دیا جائے گا اور علامہ ابن حزم نے اس حدیث کا یہ معنی کیا ہے کہ جب کوئی یہودی یا نصرانی عورت کسی کافر کی بیوی تھی' پھر مسلمان ہوگئی تو اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان تفریق کردی جائے گی (کیونکہ اسلام کفر کے ماتحت نہیں رہ سکتا) اور اس حدیث کا یہ معنی بھی محتمل ہے کہ اسلام حجت کے اعتبار سے عالی اور غالب ہے' یا آخرت کے اعتبار سے اہل اسلام کو تائید حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مسلمان کی عزت اور توہین کا بدلہ چکاتے ہیں

(حدیث ۱۲۸) حضرت جابر اور حضرت ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنِ امْرِئٍ یَخْذُلُ امْرَءًا مُسْلِمًا فِی مَوْطِنٍ یُنْتَقَصُ فِیْهِ مِنْ

---

۱۲۷ (الجامع الصغیر: ۳۰۶۳) ــــ رواه الرویانی محمد بن هارون فی مسنده والدار قطنی فی سننه والبیهقی (۶:۲۰۵) والضیاء وعلقه البخاری (۲:۱۱۷) ورواه الطبرانی فی الصغیر والبیهقی فی الدلائل قال ابن حجر وسنده ضعیف وحسنه السیوطی و صححه الضیاء فی المختارة' کنز العمال (۲۴۶).

عِرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ، وَمَامِنْ اَحَدٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِيْ مَوْطِنٍ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ—(حم،د)و الضياء عن جابر و ابی طلحة بن سهل—(صح). (۱۲۸)

(ترجمہ) جو شخص کسی مسلمان آدمی کی ایسی جگہ مدد نہیں کرے گا جہاں اس کی عزت میں کمی ہو رہی ہو اور اس کے احترام کی ہتک ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کی ایسی جگہ مدد نہیں کریں گے جہاں وہ اپنی نصرت کو پسند کرتا ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان کی کسی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت میں کمی اور اس کے احترام کی ہتک ہو رہی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ایسی جگہ پر نصرت کریں گے جہاں وہ اپنی نصرت کو پسند کرے گا۔

(لطائف ومعارف)

مسلمان کو رسوا اور بے عزت کرنا شدید حرام ہے، چاہے وہ دنیاوی طور پر رسوا کرنا ہو جیسے کوئی شخص مسلمانوں کے دشمن کو دفع کرنے کی قدرت رکھتا ہو لیکن اس کو ان سے دفع نہ کرے یا اخروی رسوائی ہو جیسا کہ اس کی گمراہی پر اس کی نصیحت وغیرہ کی قدرت ہو لیکن اس کو چھوڑ دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أدخل رجل قبره فاتاه ملكان فقال له انا ضاربوك ضربة فقال علام تضربانی فضربوه ضربة فامتلأ القبر نارا فتركاه حتى أفاق وذهب عنه الرعب فقال علام تضربانی فقالا إنك صليت صلوة وأنت على غير طهور ومررت برجل مظلوم فلم تنصره. (طبرانی)

۱۲۸؎ (الجامع الصغير: ۸۰۰۲) ــــ رواه احمد وابو داؤد (۴:۳۰) والضياء فی مختارة عن جابر بن عبدالله وابی طلحه بن سهل قال المنذری اختلف فی إسناده وقال الهيثمی حديث جابر سنده حسن، مسند دارمی (۱:۲۴۳)، تاريخ بغداد (۱:۳۴۷).

(ترجمہ) ایک شخص کو قبر میں دفن کیا گیا تو اس کے پاس دو فرشتے آئے اور اس سے کہا ہم تجھے ایک ضرب لگائیں گے تو اس نے کہا تم مجھے کس وجہ سے ضرب لگاؤ گے تو انہوں نے اس کو ایک ضرب لگائی جس سے قبر آگ سے بھر گئی پھر انہوں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا حتیٰ کہ جب افاقہ ہوا اور اس سے رعب ختم ہوا تو اس نے پوچھا: تم نے مجھے کس جرم میں مارا ہے؟ تو انہوں نے کہا: تم نے ایک ایسی نماز پڑھی تھی جبکہ تو بے وضو تھا اور مظلوم آدمی کے پاس سے گزرا تھا مگر اس کی مدد نہیں کی تھی۔

ہر صدی میں مجدد کا وجود

(حدیث ۱۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُلَھَا دِیْنَھَا۔ (د، ک) والبیھقی فی المعرفۃ عن ابی ھریرۃ۔ (صح). (۱۲۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو اٹھائیں گے جو اس کے لئے اس کے دین کا احیاء کرے گا۔

(لطائف ومعارف)

تجدید کا معنی کتاب وسنت کے عمل کو اور ان کے مقتضاء کے حکم کو زندہ کرنے کا آتا ہے، مجدد کی تعیین قرائن وعلاماتِ احوال سے اور اس کے علم سے استفادہ سے ہوتی ہے (کذا قالہ العلقمی)

لہٰذا مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ سنت کو بدعت سے علیحدہ کرے، علم دین کی خوب اشاعت کرے، اہل علم کی مدد کرے، اہل بدعت کی بیخ کنی کرے اور دین کی خوب

---

۱۲۹ (الجامع الصغیر: ۱۸۴۵) ــــ رواہ ابو داؤد فی الملاحم والحاکم فی الفتن وصححہ والبیھقی فی کتاب المعرفۃ لہ. وقال الزین العراقی وغیرہ سندہ صحیح ومن ثم رمز السیوطی لصحتہ.

اشاعت کرے اور مجدد وہی ہوسکتا ہے جو علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم ہو۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے حضرات نے اپنے بڑوں کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ اس سے ان کے یہ حضرات مراد ہیں' ظاہر یہ ہے کہ ہر طبقہ اور ہر قسم کے اکابر چاہے وہ مفسر ہوں یا محدث یا فقیہ یا نحوی یا لغوی وغیرہ سب مراد ہو سکتے ہیں اور ہر مجدد کی تعیین بھی کی جا چکی ہے۔ اھ

علامہ سیوطیؒ نے خود کو نوویں صدی کا مجدد فرمایا ہے۔ جس کا ذکر ان کے ایک قصیدہ میں ہے اس میں انہوں نے جن حضرات کو بطور مجدد کے ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۲) دوسری صدی میں امام شافعیؒ (۳) تیسری صدی میں ابن سریج اور ابوالحسن اشعری (۴) چوتھی صدی میں ابوبکر باقلانی یا سہل یا اسفرائنی (۵) پانچویں صدی میں امام غزالیؒ (۶) چھٹی صدی میں امام رازیؒ اور رافعیؒ (۷) ساتویں صدی میں ابن دقیق العید (۸) آٹھویں صدی میں بلقینی یا زین الدین (۹) نوویں صدی میں سیوطیؒ۔

یہ وہ تعین ہے جو علامہ سیوطیؒ نے کی ہے چونکہ آپؒ شافعی مسلک رکھتے تھے اس لئے اس فہرست میں شوافع کو ہی مجددین کی فہرست میں لکھا ہے جبکہ ان صفات کے علماء احناف' حنابلہ اور مالکیہ میں بھی بکثرت ہوتے ہیں' بہت سے حضرات نے اپنی اپنی تحقیق کے اعتبار سے مجددین حضرات کی تعیین کی ہے۔

گیارہویں صدی کے مجدد حضرت خواجہ احمد سرہندی ہیں جو مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی میں اکابر علماء دیوبند کو بھی مجموعی طور پر مرتبہ تجدید پر فائز فرمایا تھا' ان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت دین کا وہ کام لیا ہے جو کسی مجدد سے لیا جاتا ہے۔

دین اسلام کے حقائق اور حقوق

(حدیث ۱۳۰) حضرت تمیم داریؓ' حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ النَّصِیْحَۃُ: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ، وَلِرَسُوْلِہٖ، وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَعَامَّتِھِمْ — (حم،م،د،ن)عن تمیم الداری (ت،ن)عن ابی ھریرۃ(حم) عن ابن عباس —(صح). (۱۳۰)

(ترجمہ) دین نصیحت ہے اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی کتاب کیلئے اس کے رسول کے لئے مسلمانوں کے ائمہ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

(لطائف ومعارف)

دین سے مراد دین اسلام ہے۔

نصیحت کا معنی قول فعل اور ہر دینی محنت میں مسلمان کا اللہ کی رضا اور اخلاص کی طلب ہے۔ اللہ کے لئے دین اپنانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لایا جائے اس سے شریک کی نفی کی جائے اور اس کو تمام صفات کمال وجلال کے ساتھ موصوف کیا جائے اور ہر اس چیز سے اس کی تنزیہ وبرأت کا اظہار کیا جائے جس میں کمال نہیں ہے اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ اسی کے لئے کسی سے محبت کی جائے اور اسی کے لئے کسی سے بغض کیا جائے اس کی نعمت کا اعتراف کیا جائے اور اس پر اس کا شکر کیا جائے اس کی مخلوق پر شفقت کی جائے اور مخلوق کو اس کی طرف دعوت دی جائے۔

پس اللہ تعالیٰ کے لئے نصیحت یہ ہوئی کہ اس کی صفات میں کسی ایسی چیز کو داخل نہ کیا جائے جو اس کی صفات سے نہ ہو اور اس کی طرف کسی ایسی چیز کو منسوب نہ کیا جائے جو اس کی طرف منسوب نہ ہو اور تمام چیزیں خدا کا غیر ہیں محدث ہیں صرف اللہ قدیم ہے سب مخلوق لاعلم ہے اللہ علیم ہے سب مخلوق عاجز ہے اللہ قدیر ہے سب مخلوق اس کی غلام ہے وہ رب ہے سب فقیر ہیں اور وہ غنی ہے سب مکان کے محتاج ہیں وہ مکان کا محتاج نہیں۔ پس جس نے اس کی صفات میں کسی قسم کی کوئی تشبیہ دی اس نے اس کی صفات میں کھوٹ کو داخل کیا اور دین کو خالص اللہ کے لئے نہ کیا اور جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ان کو مخلوق کی طرف منسوب کیا تو تب بھی اس نے کھوٹ کو داخل کیا۔

۱۳۰؎ (الجامع الصغیر: ۱۹۶۸) — رواہ احمد(۴:۱۰۲) ومسلم وابو داؤد (۴۹۴۴) والنسائی (۷:۱۵۷) کلھم عن تمیم الداری والترمذی والنسائی کلاھما عن ابی ھریرۃ احمد عن ابن عباس

دین کا کتاب اللہ کے لئے نصیحت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنی مکمل کوشش کے ساتھ جاہلین کی تاویل اور باطل پرستوں کی حیلہ سازیوں سے قرآن کو بچائے تاکہ وہ قرآن کریم کو غلط معنوں میں استعمال نہ کرسکیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کے لئے نصیحت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نبی اکرم ﷺ لے کر آئے ہیں' اس پر ایمان لانا' ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد ان کی نصرت کرنا' ان کے حق کو بڑا جاننا' ان کی دعوت کو پھیلانا' آپؐ کی سنت کی اشاعت کرنا' اس کی تعلیم وتدریس میں نرمی سے پیش آنا' آپؐ کے آداب واخلاق اپنانا اور آپؐ کے آل واصحاب میں سے کسی ایک کی شان میں بھی تعریض وتنقیص نہ کرنا۔

اور ائمہ مسلمین کے لئے دین کا نصیحت ہونا یہ ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ حق کی معاونت کریں اور ان کی اتباع کریں' ان کا حکم مانیں' ان کو نصیحت کریں اور مسلمانوں کے حقوق میں جو غفلت سرزد ہو اس کی تلافی کی طرف توجہ دلائیں' ان کے خلاف بغاوت نہ کریں بلکہ ان کی اصلاح کی دعا کریں۔

عام مسلمانوں کے لئے دین کی نصیحت یہ ہے کہ ان کو ان کی دنیا اور آخرت کی رہنمائی کی جائے' ان کو کسی قسم کی اذیت نہ دی جائے' جن مسائل کا پتہ نہ ہو ان کی ان کو تعلیم دی جائے' ان کی پردہ پوشی کی جائے' ان کے خلل کو دور کیا جائے' ان کو نرمی اور شفقت کے ساتھ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

دین کی مدد فاسق سے بھی لی جاتی ہے اور خودکشی کرنیوالے کا حکم

(حدیث ۱۳۱) حضرت عمرو بن نعمان بن مقرّن اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ -(طب) عن عمرو بن النعمان بن مقرن(ق)-ابی هريرة. (۱۳۱)

۱۳۱ (الجامع الصغير: ۱۷۹۰) ـــ رواه الطبرانی عن عمرو بن النعمان بن مقرن والبخاری ومسلم عن ابی هريرةؓ' سنن کبریٰ للبیهقی (۹: ۳۶) طبرانی فی الکبیر (۱۷: ۳۹)' جمع الجوامع (۵۰۷۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کبھی کبھی فاسق وفاجر آدمی سے بھی دین کی خدمت لے لیتا ہے۔
(لطائف ومعارف)

جو مسلمان حکمران بذات خود گناہ گار ہو اور دین اسلام کی حمایت بھی کرتا ہو اس کے خلاف بغاوت کرنا اور اس کی اسلامی خدمات کو کچھ نہ سمجھنا درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ایسے شخص کے ساتھ بھی اپنے دین کی نصرت وتائید کرتا ہے۔ اس کا گناہ اس کی ذات پر پڑے گا ایسے شخص کی حکومت پر صبر کرنا چاہئے اور اس کی درست کاموں میں اطاعت کرنا چاہئے' اسی لئے علماء کرام نے بادشاہ کے لئے باوجود اس کے ظالم ہونے کے نصرت وتائید خداوندی کی دعا کو جائز قرار دیا ہے۔ ہکذا قالہ ابن المنیر۔

اس حدیث کا شان ورود اس طرح سے ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے پس آپؐ نے ایک شخص کے بارے میں جو کہ خود کو مسلمان کہتا تھا فرمایا: ''یہ دوزخیوں میں سے ہے'' پس جب ہم معرکے میں شریک ہوئے تو اس نے بڑی شد ومد سے جنگ کی تو اس کو ایک زخم لگا' آنحضور ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جس شخص کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ ''وہ دوزخیوں میں سے ہے'' اس نے بڑی شدت سے جنگ کی ہے اور مر گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ دوزخ میں ہے' پس قریب تھا کہ بعض حاضرین شک میں پڑ جاتے' وہ اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ یہ بات چل نکلی کہ یہ شخص ایسے نہیں مرا بلکہ اس کو شدید قسم کا زخم پہنچا تھا' جب رات ہوئی تو اپنے زخم پر صبر نہ آیا اور اس نے خود کو مار دیا چنانچہ یہ خبر آنحضرت ﷺ تک پہنچائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر انی عبداللہ ورسولہ'' (اللہ ہی سب سے بڑا ہے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں) پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے (حضور ﷺ کے حکم پر) لوگوں میں یہ منادی فرمادی کہ **انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة وان الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر** [1] (یعنی جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو مسلمان ہوگا اور اللہ تعالیٰ (اپنے) اس دین کی

---

[1] وروى هذا الحديث الترمذى ايضا فى العلل عن انس مرفوعا ثم ذكر انه سال عنه البخارى فقال حديث حسن حدثناه محمد بن المثنى اهـ.

نصرت فاسق وفاجر سے کرا لیتے ہیں)۔

(تنبیہ) خودکشی کرنا شریعت میں حرام ہے' اگر کوئی شخص خودکشی کو حلال جان کر خود کشی کرے گا تو کافر ہو کر ہمیشہ کے لئے جہنمی بنے گا اور جو حرام جان کر کرے گا تو اس کے لئے جہنم میں دائمی طور پر رہنے کی وعید شدید وارد ہے لیکن ایسا شخص جہنم کی شدید ترین سزا بھگت کر کبھی نہ کبھی دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا' حضور ﷺ نے بھی اس آدمی کے متعلق یہی فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے' پس جس شخص پر دنیا کی جتنی مشقت بھی کیوں نہ ہو وہ خودکشی کبھی نہ کرے۔ یہ شعر اس کے حسب حال ہے۔

زندگی سے تنگ آ کر کہتے ہیں ہم مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

بچہ کے اسلام بگاڑنے میں والدین کا اثر

(حدیث ۱۳۲) حضرت اسود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهُ لِسَانُهُ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ۔ (ع،طب،هق) عن الاسود بن سريع۔ (صح). (۱۳۲)

(ترجمہ) ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی زبان سے اس کی ترجمانی کرتا ہے لیکن اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی (آگ پرست)۔

(لطائف ومعارف)

اگر بچہ کو پیدا ہونے کے بعد اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی طبیعت پر خارجی طور سے کوئی تعرض نہ کیا جائے کہ اس کی تربیت میں فساد نہ آئے' اپنے والدین کی پیروی نہ کرے' محسوسات سے الفت نہ کرے' شہوات وخواہشات میں منہمک نہ ہو تو وہ توحید خداوندی اور صدق رسالت وغیرہ کی طرف دلائل جلیلہ کے ساتھ فطری طور پر

۱۳۲ (الجامع الصغیر: ۶۳۵۶) ــــ رواه ابو يعلى والطبراني في الكبير والبيهقي في السنن

ایسی نظر صحیح کرے گا جو اس کو حق کی طرف پہنچا دے گی اگر چہ وہ ملت حنیفیہ کا پابند نہ ہو لیکن والدین کے بچہ کی اس فطری حالت کے سامنے اپنے خیالات کی تربیت کرنے کی وجہ سے اس میں بگاڑ آتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات پر احسان کیا کہ ان کی طرف اپنے رسول بھیجے جنہوں نے ان کو دینی حق کی تبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو صحیح طور پر پہنچایا تا کہ وہ عقلی ڈھکوسلوں کے ساتھ اور معاشرہ کی تربیت سے بھٹک نہ جائیں۔

خلاصہ یہ کہ انسان فطرتاً بالقوۃ اسلام کے لئے تیار ہے لیکن اس کی بالفعل تعلیم ضروری ہے۔ پس اللہ کی قدرت میں سے ہے کہ جو شخص اہل سعادت میں سے ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسا شخص متعین کر دیتا ہے جو اس کو راہ ہدایت کی تعلیم کرتا ہے اور وہ بالفعل مہذب بن جاتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ رسوا اور بد بخت کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ایسا سبب کھڑا کر دیتے ہیں جو اس کی فطرت کو بدل دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں میں جیسا چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور ان کو سیدھے اور ٹیڑھے دونوں راستے سمجھا دیتے ہیں۔

بیعت کے وقت عورت کا ہاتھ ہاتھ میں نہ لیا جائے

(حدیث ۱۳۳) حضرت ابن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ

كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ۔ (حم) عن ابن عمرو۔ (ح)۔ (۱۳۳)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ بیعت لیتے وقت عورتوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں نہیں لیتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

جن لوگوں نے کسی حائل کے ساتھ حضور ﷺ کا ان کے ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کا دعویٰ کیا ہے اس کو حافظ عراقی نے لکھا ہے کہ صحیح نہیں ہے، آنحضرت ﷺ ایسا نہیں

۱۳۳؎ (الجامع الصغیر: ۶۸۹۵) ــــ رواہ احمد وقال الهيثمي اسناده حسن اھ ومن ثم رمز السيوطي لحسنه.

کرتے تھے باوجود اس کے کہ آپؐ معصوم تھے' آپؐ پر شک نہیں کیا جا سکتا تھا تو دیگر کے لئے بطریق اولیٰ اس سے اجتناب ضروری ہے۔ آج کل بہت سے اہل بدعت پیر ایسا کر رہے ہیں یہ سب خلاف سنت ہے۔

عرب کمزور ہو گئے تو اسلام کی شوکت کم ہو جائیگی

(حدیث ۱۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا ذَلَّتِ الْعَرَبُ ذَلَّ الْإِسْلَامُ – (ع) عن جابر (صح). (۱۳۴)

(ترجمہ) جب عرب کمزور ہو گئے تو اسلام بھی کمزور ہو جائے گا۔

(کیونکہ اسلام انہی سے پروان چڑھا اور انہی سے اس کو قوت وشوکت حاصل ہوئی اور انہیں سے دنیا میں پھیلا' اگر عرب کمزور ہو گئے تو اسلام کی شان وشوکت کمزور ہو جائے گی)۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے' آپؐ کا یہ ارشاد آج سو فیصد صادق آ رہا ہے عرب کمزور ہو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں اور قوت منتشر ہو کر کمزور ہو گئی۔ آپس میں کوئی یگانگت نہیں۔ مفاد پرستی اور عیش کوشی میں مصروف ہیں' انگریزی طاقتوں کے مقابلہ میں آنے کی ہمت نہیں ہے بلکہ ان کے غلام بنے ہوئے ہیں جس طرح سے انگریزی ممالک جس طرح سے چاہتے ہیں ان میں دہشت گردی کر رہے ہیں' اسلامی ممالک کو تباہ کر رہے ہیں اگر انگریز اسلامی ملک پر حملہ کرتے ہیں تو کوئی مؤثر آواز اٹھانے کے بھی اہل نہیں رہے بلکہ ان کی تائید کر کے ہی ان کی جان چھوٹتی ہے۔ جیسے افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کو تاخت وتاراج کر کے ان پر ہزاروں کلوگرام کے وزنی بم برسائے اور بستیوں کی بستیاں اجاڑ دیں' مخلص حکمران طالبان اور ان کے مجاہدین کو قتل کیا یا غیر ممالک میں قید کیا' تیزاب پھینکے گئے' آنکھیں

---

۱۳۴ (الجامع الصغیر: ۶۱۷) ـــ رواہ ابو یعلی فی مسندہ وقال العراقی فی الغریب صحیح' مجمع الزوائد (۱۰: ۵۳) وقال الهیثمی فیه محمد بن خطاب البصری ضعفه الازدی وغیره ووثقه ابن حبان وغیره وبقیة رجاله رجال الصحیح.

نکال دی گئیں' ان کو ننگا کر کے ان کے سامنے ننگی عورتوں کو پیش کیا گیا' قرآن کریم کی بے عزتی کی گئی' ان کی داستان الم ہزاروں اندوہناک مظالم پر بکھری پڑی ہے اور اس سب کا عرب اور غیر عرب اسلامی ممالک کو بخوبی علم ہے مگر ان مظالم پر نہ کوئی آواز اٹھائی گئی اور نہ ان کی کسی طرح سے امداد کی گئی۔ (واللہ المستعان علی ما تصفون).

بندوں کی اجتماعی اطاعت شعاری کا صلہ

(حدیث ۱۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال ربکم: لَوْ اَنَّ عِبَادِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَسْقَیْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ، وَلَاَطْلَعْتُ عَلَیْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا اَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ — (حم، ک) عن ابی هریرة — (صح). (۱۳۵)

(ترجمہ) تمہارا رب کہتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں تو میں ان پر رات کو بارش برساؤں اور دن کے وقت دھوپ نکال دوں اور ان کو بادل کی گرج (چمک) تک نہ سننے دوں۔

حدیث - سنّت

سنتِ ختنہ

(حدیث ۱۳۶) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، وَمَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ — (حم) عن والد ابی اللمیح (طب) عن شداد بن اوس، وعن ابن عباس — (ح). (۱۳۶)

---

۱۳۵ (الجامع الصغیر: ۶۰۷۱) — رواه احمد والحاکم فی التفسیر وقال صحیح ورده الذهبی بأن صدقة راوٍ فالصحة من أین؟ العلل المتناهیة (۲: ۳۰۶)

۱۳۶ (الجامع الصغیر: ۴۱۲۹) — رواه احمد عن والد ابی الملیح (۵: ۷۵) والطبرانی فی الکبیر عن شداد بن اوس (۷: ۳۳۰) وعن ابن عباس ورمز السیوطی لحسنه.

(ترجمہ) ختنہ مردوں کیلئے سنت ہے اور عورتوں کیلئے اکرام ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ ختنہ کرانا سنت ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ مرد پر واجب ہے اور عورت کے لئے سنت ہے اور امام شافعی کے نزدیک مرد وعورت سب کے لئے واجب ہے اور اس کا وجوب بلوغ کے بعد شروع ہوتا ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں: حشفہ (سپاری) جب تک کھال میں چھپا رہے اس کی حس قوی ہوتی ہے اور مباشرت کے وقت لذت قوی ہوتی ہے اور جب کھال کاٹ دی جائے تو حشفہ سخت اور لذت کمزور ہو جاتی ہے اور ہماری شریعت کے لائق یہی ہے تاکہ لذت میں تقلیل ہو انقطاع نہ ہو اور یہی افراط وتفریط کے درمیان میانہ روی ہے۔

نوٹ: عورتوں کا ختنہ عام نہیں ہے صرف ان علاقوں تک محدود ہے جہاں اس کی ضرورت ہو۔

احیائے سنت کا ثواب اور ایجادِ بدعت کا عذاب

(حدیث ۱۳۷) حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِعْلَمْ يَا بِلَالُ اَنَّهُ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيتَتْ بَعْدِيْ كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ' وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا ' لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا — (ت) عن عمرو بن عوف — (ح). (۱۳۷)

(ترجمہ) اے بلال جان لو! جس شخص نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے

---

۱۳۷ (الجامع الصغیر: ۱۱۹۵) ــــ رواه الترمذی وحسنه وابن ماجة وقال المنذری بان فیه کثیر بن عبدالله بن عمرو وهو متروک واه لکن للحدیث شواهد کثیرة ترفعه الی درجة الحسن.

بعد متروک ہو چکی تھی اس کے لئے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے کوئی بدعت اور گمراہی ایجاد کی جو نہ اللہ کو پسند تھی اور نہ اس کے رسول کو اس پر عمل کرنے والے کے گناہوں کی مثل تو اس کیلئے گناہ ہوگا اور گناہ کرنے والے لوگوں کے عذاب سے بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں "بدعة" کے لفظ کے آگے "ضلالة" کا لفظ بھی موجود ہے علامہ اشرفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ بعض بدعتیں گمراہی نہیں ہوتیں۔

اسی بناء پر بعض علماء اور فقہاء نے بدعت کی دو قسمیں مقرر کی ہیں۔ ایک بدعتِ حسنہ ایک بدعت سیئہ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ کرام کو پورے رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ اماموں پر تقسیم کر کے نماز تراویح پڑھوانا بدعتِ حسنہ اور سنتِ فاروقی ہے اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر اور بدعت سیئہ کی مثال جنازہ کے بعد دعا کرنا میت کا چالیسواں کرنا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو بدعت سے بچانے اور نفرت دلانے کے لئے یہاں تک فرما دیا کہ "بدعت حسنہ ہیچ چیزے نیست" یعنی بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اقوال صحابہ تابعین اور مجتہدین سے منقول ہیں حضور ﷺ سے ان کی کوئی صراحت نہیں ملتی وہ بدعت نہیں ہیں بلکہ قیاس شرعی سے ثابت ہیں۔

بلا تصدیق حدیث بیان کرنا بلا علم تفسیر کرنا

(حدیث ۱۳۸) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا الْحَدِیْثَ عَنِّی اِلَّا مَا عُلِمْتُم : فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا

فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ — (حم ت) عن ابن عباس —(ح) (۱۳۸)

(ترجمہ) جب تک تمہیں یقین نہ ہو میری طرف منسوب کر کے حدیث بیان نہ کرو، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ اور جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ بھی اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) حضور ﷺ پر جھوٹ بولنا ہلاکت خیز کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور ایمان کی بنیاد فاسد ہوتی ہے لیکن پھر بھی حضورؐ پر جھوٹ بولنے والے بکثرت ہیں، مگر ان کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے۔

(۲) جو شخص لغت عرب اور اس کے وجوہ استعمالات جیسے حقیقت، مجاز، مجمل، مفصل، عام، خاص وغیرہ اور علوم قرآن اور متعلقات تفسیر اور قوانین تاویل سے ناواقفیت کے باوجود تفسیر میں رائے زنی کرے گا وہ بھی دوزخ میں اپنا ٹھکانا سمجھ لے۔

اگر ایسے کسی کی رائے قرآن کی مراد کے مطابق ہو جائے تب بھی وہ بہت خطرناک امر کا مرتکب ہوا ہے کہ اس نے بغیر صلاحیت اور اذن شارع کے اس میں تکلم کیا ہے، اگرچہ رائے درست ہو پھر بھی اس نے خطاء کی ہے۔

حضور ﷺ کی طرف جھوٹی حدیث کی نسبت کرنا

(حدیث ۱۳۹) حضرت انس اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ —(حم، ق، ت، ن، ه) عن انس (حم، خ، د، ن، ه) عن الزبير (م) عن ابی هريرة (ت) عن علی (حم، ه) عن جابر، وعن ابی سعيد (ت، ه) عن ابن مسعود (حم، ك) عن خالد بن عرفطة، وعن زيد بن

۱۳۸ (الجامع الصغير: ۱۳۳) — مسند احمد، ترمذی، وابن ابی شیبة وسند ابن ابی شیبة صحیح. الکامل لابن عدی (۱: ۳۶)

ارقم(حم)عن سلمة بن الاكوع، وعن عقبة بن عامر، وعن معاوية ابن ابى سفيان(طب)عن السائب بن يزيد، وعن سلمان بن خالد الخزاعى، وعن صهيب، وعن طارق بن اشيم،وعن طلحة بن عبيدالله،وعن ابن عباس، وعن ابن عمر،وعن ابن عمرووعتبة بن غزوان وعن العروس ابن عميرة، وعن عمار بن ياسر، وعن عمران بن حصين،وعن عمرو بن حريث، وعن عمرو بن عبسة،وعن عمرو بن مرة الجهنى،وعن المغيرة بن شعبة، وعن يعلى بن مرة،وعن ابى عبيدة بن الجراح،وعن ابى موسى الاشعرى(طس)عن البراء،وعن معاذ بن جبل،وعن نبيط بن شريط،وعن ابى ميمون (قط)فى الافراد عن ابى رمثة،وعن ابن الزبير، وعن ابى رافع ،وعن ام ايمن (خط) عن سلمان الفارسى وعن ابى امامة ،ابن عساكر عن رافع بن خديج ،وعن يزيد بن اسد؛ وعن عائشة، ابن صاعد فى طرقه عن ابى بكر الصديق، وعن عمر بن الخطاب، وعن سعد بن ابى وقاص، وعن حذيفة بن اسيد،وعن حذيفة بن اليمان،ابو مسعود بن الفرات فى جزئه عن عثمان بن عفان. البزار عن سعيد بن زيد (عد)عن اسامة بن زيد،وعن بريدة،وعن سفينة،وعن ابى قتادة . ابو نعيم فى المعرفة عن جندع بن عمرو ،وعن سعد بن المدحاس، وعن عبدالله بن زغب :ابن قانع عن عبدالله بن ابى اوفى(ك)فى المدخل عن عفان بن حبيب(عق) عن غزوان؛وعن ابى كبشة،ابن الجوزى فى مقدمة الموضوعات عن ابى ذر،وعن ابى موسى الغافقى—(صح).(۱۳۹)

---

۱۳۹ (الجامع الصغير: ۸۹۹۳) رواه احمد (۱:۷۸، ۱۲۰)والبخارى (۱:۳۸، ۲:۱۰۲، ۴:۲۰۷) مستدرک حاکم (۱:۷۷)ومسلم فى المقدمة (۴۰۳) والترمذى والنسائى وابن ماجة عن انس (۳۰، ۳۲، ۳۳، واحمد والبخارى وابو ☆

(ترجمہ) جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں شدید قسم کی وعید ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے خصوصاً دین کے معاملہ میں حضور ﷺ پر جھوٹ بولنے والا بالا جماع جہنم میں جائے گا۔

☆ داؤد والنسائی وابن ماجة عن الزبیر بن العوام . ومسلم عن ابی هریرة والترمذی عن علی امیر المومنین واحمد وابن ماجة عن جابر بن عبدالله وعن ابی سعید الخدری. والترمذی وابن ماجة عن ابن مسعود واحمد والحاکم عن خالد بن عرفطة العذری. وعن زید بن ارقم . واحمد عن سلمة بن الأکوع وعن عقبة بن عامر وعن معاویة بن ابی سفیان الخلیفة. والطبرانی فی الکبیر عن السائب بن یزید وعن سلمان بن خالد الخزاعی وعن صهیب الرومی وعن طارق بن أشیم وعن طلحة بن عبیدالله أحد العشرة وعن ابن عباس بن عبدالمطلب وعن ابن عمرو عن ابن عمرو بن العاص وعن عتبة بن غزوان وعن العروس بن عمیرة وعن عمار بن یاسر وعن عمران بن حصین وعن عمرو بن حریث وعن عمرو بن عبسة وعن عمرو بن مرة الجهنی وعن المغیرة بن شعبة وعن یعلی بن مرة وعن أبی عبیدة بن الجراح وعن أبی موسی الاشعری . والطبرانی فی الأوسط عن البزار عن معاذ بن جبل وعن نُبیط بن شُریط وعن میمونة ام المؤمنین والدار قطنی فی الأفراد عن ابی رمثة وعن ابن الزبیر وعن ابی رافع وعن ام ایمن . ورواه الخطیب فی تاریخ بغداد عن سلمان الفارسی وعن ابی امامة وعن زید بن اسد عن عائشة وابن صاعد فی طرقه عن ابی بکر بن الصدیق وعن عمر بن الخطاب وعن سعد بن ابی وقاص وعن حذیفة بن اسید وعن حذیفة بن الیمان. ورواه ابو مسعود ابن الفرات فی جزء ه عن عثمان بن عفان ورواه البزار عن سعید بن زید عن اسامة بن زید وعن بریدة وعن سفینة وعن أبی قتادة ورواه ابو نعیم فی المعرفة عن جندع بن عمرو وعن مسعود بن المدحاس وعن عبدالله بن زغب بن قانع وعن عبدالله بن أبی أوفی ورواه الحاکم فی المدخل عن عفان بن حبیب ورواه ابن عدی عن غزوان وعن ابی کبشة ورواه ابن الجوزی فی مقدمة الموضوعات عن أبی ذر وعن أبی موسی الغافقی. قال ابن الجوزی رواه عن النبی ﷺ ثمانیة وتسعون صحابیا منهم العشرة ولا یعرف ذلک لغیره وخرجه الطبرانی عن نحو هذ العدد وذکر ابن دحیة انه خرج من نحو اربع مائة طریق. وقال بعضهم رواه مائتان من الصحابة والفاظهم متقاربة والمعنی واحد وقال ابن الصلاح لیس فی مرتبته من التواتر غیره لکن نوزع.

پس جو لوگ لوگوں کو ثواب کی ترغیب اور جہنم سے ڈرانے کے لئے حدیثیں گھڑتے ہیں وہ اس وعید کو ہر وقت مدنظر رکھیں۔

مذکورہ حدیث کے قریب قریب الفاظ میں حضور ﷺ سے ایک حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے۔

من نقل عني مالم أقله فليتبوأ مقعده من النار.

(ترجمہ) جس شخص نے میری طرف سے کوئی چیز اس طرح سے نقل کی جس طرح سے میں نے نہیں کہی تھی تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

حدیث کے یہ الفاظ وعید میں پچھلے الفاظ سے زیادہ سخت اور مشکل ہیں کیونکہ اس میں وہ شخص بھی آجائے گا جس نے حضور ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہوئے حضور ﷺ کے کلمات کو نقل نہ کیا ہو بلکہ ہم معنی الفاظ بدل دئے ہوں یا اس نے ایسے طریقہ سے الفاظ پڑھے ہوں جس میں ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف معلوم ہو جیسے حاء کی جگہ ھاء ثاء کی جگہ سین وغیرہ یا حضورؐ کے الفاظ کے ہم معنی پورا جملہ ہی بدل دے یا حضورؐ کے الفاظ کو صحیح اعراب کے ساتھ نہ پڑھ سکے اس طرح کے سب لوگ حدیث کی اس وعید میں داخل ہو جائیں گے۔

لیکن اکثر محدثین جو روایت کے ساتھ درایت کا علم بھی رکھتے تھے وہ روایت بالمعنی ہی کرتے تھے سوائے چند ایک کے جیسا کہ امام ترمذی نے یہ بات اپنی کتاب العلل میں لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے ائمہ حدیث کے نزدیک روایت بالمعنی درست ہے بشرطیکہ راوی حدیث کو معنی حدیث کی روایت بھی حاصل ہو ورنہ اس پر لازم ہے کہ وہ روایت بالمعنی سے اجتناب کرے اور انہی الفاظ سے حدیث روایت کرے جو حضور ﷺ سے منقول ہوں۔ (واللہ اعلم)۔

نئی احادیث سنانے والے اور گھڑنے والے

(حدیث ۱۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُحَدِّثُوْنَكُمْ بِمَا لَا تَسْمَعُوا بِهٖ اَنْتُمْ وَلَا آبَاءُ كُمْ،فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ—(م)عن ابی هريرة.(۱۴۰)

(ترجمہ) عنقریب اخیر زمانہ میں میری امت میں کچھ ایسے لوگ آئیں جو تمہیں ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تو تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباء واجداد نے' تم ان سے بچ کے رہنا (یعنی اپنے آپ کو ان سے دور رکھنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا)۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ان لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے جنہوں نے اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ کے حضور ﷺ کی طرف منسوب کر دیں جن کو پچھلے لوگوں نے یا اس وقت کے موجودہ لوگوں نے نہیں سنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ان محدثین کو جزائے خیر دے جنہوں نے ان گھڑی ہوئی حدیثوں کی نشاندہی کی اور ان پر مستقل کتابیں لکھیں جیسے ملا علی قاری کی "الموضوعات الکبری" علامہ سیوطی کی "اللآلی المصنوعه" علامہ ابن جوزی کی "تذکرة الموضوعات" "اور کتاب الموضوعات" اور سخاوی کی "المقاصد الحسنته" ابن تیمیہ کی "احادیث القصاص" ابن عراق کی "تنزیه الشریعة المرفوعة" وغیرہ اور بعض محدثین نے ایسے وضاع اور کذاب راویوں کے نام اور ان کی موضوعات کو کتابوں میں ذکر کیا اور ان کی نشاندہی کی جیسا کہ مؤخر الذکر محدث ابن عراق کی یہی کتاب تنزیه الشریعة المرفوعة جو دو جلدوں میں ہے اور اپنے فن میں مایہ ناز کتاب ہے۔

اسی طرح سے بہت سے محدثین نے صحیح اور حسن درجہ کی احادیث کو مستقل کتابوں میں تالیف کیا جیسا کہ صحاح ستہ' مسند احمد' صحیح ابن حبان' المختارة لضیاء الدین المقدسی' صحیح ابوعوانہ وغیرہ ان کتابوں میں سے بعض میں ضعیف حدیثیں بھی آ گئی ہیں لیکن مجموعی اعتبار سے ان میں درجہ صحت اور حسن کی احادیث ہیں۔

اور بعض محدثین نے ایسی کتابیں لکھیں جن میں احادیث کے صحت وضعف پر کلام کیا تلخیص المستدرک للذہبی' مجمع الزوائد للہیثمی' الترغیب والترہیب للمنذری' الجامع

---

۱۴۰ (الجامع الصغیر: ۴۷۸۰) ــــ رواه مسلم فی مقدمته' مسند احمد (۲: ۳۲۱)' مستدرک حاکم (۱: ۱۰۳)

الصغیر للسیوطی وغیرہ اور بعض محدثین نے راویان حدیث کے حالات قلم بند کئے اور ان کے درجہ روایت اور حفظ واتقان اور صحت وضعف کو ذکر کیا۔ ان کی کتابوں کو اسماء الرجال کی کتابیں کہا جاتا ہے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ' میزان الاعتدال' تہذیب التہذیب' الکمال' الاکمال' سیر اعلام النبلاء وغیر ذلک۔

اس حدیث کا ایک معنی اور بھی ہے وہ یہ کہ بعض علاقوں میں مسلمانوں کے پاس حضور ﷺ کا ایک قسم کا طریقہ مروج ہوتا ہے فقہ حنبلی کی شکل میں یا فقہ حنفی کی شکل میں یا مالکی کی شکل میں یا شافعی کی شکل میں' وہاں کچھ ایسے آزاد خیال لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں جو لوگوں کو اس مروجہ شرعی طریقہ سے ہٹانے کے لئے اس موضوع کی دیگر احادیث سنانا شروع کر دیتے ہیں جن کو نہ تو اس علاقہ کے لوگوں نے سنا ہوتا ہے نہ ان سے پچھلے لوگوں نے' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ احادیث سننے والے الجھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ کہتے ہیں یہ کوئی دین کی خدمت نہیں ہوتی جب ایک مستند طریقہ سے لوگ دین پر عمل کر رہے ہیں تو وہاں اختلافی احادیث بیان کرنا فتنہ کو ہوا دینا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ملک پاکستان میں حنفی مذہب رائج ہے' غیر مقلد اس کے خلاف شوافع وغیرہ کے مسائل لیتے ہیں اور ان کے دلائل پیش کرتے ہیں اور سری لنکا وغیرہ میں شافعی ہیں ان کے مقابلہ میں احناف کی احادیث کے دلائل پیش کرتے ہیں' اس کو دین میں فتنہ ہی کہا جائے گا دین کی خدمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے۔

اسرائیلی روایات کا حکم

(حدیث ۱۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ — (د) عن ابی هريرة — (صح). (۱۴۱)

---

۱۴۱ (الجامع الصغیر: ۳۶۹۱) — رواہ ابو داؤد (۳۶۶۲) ترمذی (۲۶۶۹)' مسند احمد (۲: ۱۵۹، ۲۰۲) وقال السخاوی أصله صحيح وفی روایة ابن منیع وتمام والدیلمی حدثو اعن بنی اسرائیل فانه کانت فیهم اعاجیب

(ترجمہ) بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

(لطائف ومعارف)

بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرنے سے مراد ان کے قصے اور مواعظ کی باتوں کو بیان کرنا ہے، وہ قصے اور مواعظ جن کے معنی واضح ہوں اور عقل مندوں کو ان سے عبرت حاصل ہو اور بیان کرنے میں حرج نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ان کی باتیں بغیر سند کے ہیں کیونکہ عرصہ دراز ہونے کی وجہ سے ان کا بطورِ سند بیان ہونا مشکل ہے۔ اس لئے غلبہ ظن ہی کافی ہے۔

بنی اسرائیل کی باتوں کو نقل کرنے کی حیثیت تین طرح کی ہے، بعض باتیں ان کی مقبول ہیں، بعض مردود ہیں اور بعض میں توقف ہے۔ وہ باتیں مقبول ہیں جن کی قرآن وحدیث تصدیق یا تائید کرتے ہوں، وہ باتیں مردود ہیں جن کی قرآن وحدیث تردید کرتے ہوں اور ان باتوں میں توقف ہے جن کی صحت اور غلطی کا حکم نہیں لگا سکتے، جن کو اسلام نے تائیداً یا تردیداً ذکر نہیں کیا اور ایسی چیزوں کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، دوسری قسم جو اسلام کے خلاف ہے اس کو بیان کرنا ممنوع ہے، ہاں اگر تردید کے لئے بیان کیا جائے تو پھر درست ہے۔

محدثین کے چہروں پر نورانیت

(حدیث ۱۴۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ — (حم، ت، حب) عن ابن مسعود — (صح). (۱۴۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ حسن اور رونق بخشے اس شخص کو جو ہم سے کوئی حدیث سنے پھر اس کو اسی طرح پہنچا دے جیسا اس نے اس کو سنا ہو پس بسا اوقات وہ شخص جس

---

۱۴۲ (الجامع الصغیر: ۹۲۶۳) — اتحاف السادة، رواه احمد والترمذی وابن حبان وقال ابن حجر فی تخریج المختصر حدیث مشهور وذکر ابو القاسم ابن مندة فی تذکرته انه رواه عن المصطفیٰ ﷺ اربعة وعشرون صحابیا ثم سوّد اسماءهم.

کو حدیث پہنچائی گئی وہ زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے سننے والے سے۔
(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں احادیث یاد کرنے کے بعد اور لکھنے کے بعد آگے پہنچانے والے حضرات چاہے وہ مصنفین ہوں، مدرسین ہوں یا خطیب ہوں، کے لئے آنحضرت ﷺ کی بہت بڑی دعا موجود ہے اور اس سے ایسے حضرات کی فضیلت نکلتی ہے اور جن حضرات نے مکمل طور پر حدیث کو سن کر صحیح تشریح کی ایسے شارحین کی بھی اس حدیث میں فضیلت موجود ہے، چاہے وہ تشریح معنی حدیث کی ہو یا فقہ الحدیث کی ہو، ضمناً اسماء الرجال کے علماء کی فضیلت بھی اس میں داخل ہے۔

حدیث میں شیئاً کے لفظ سے حضور ﷺ کے تمام اقوال اور افعال اور صحابہ کرام کے تمام اقوال اور افعال داخل ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے یہاں سَمِعَ مِنَّا کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ سَمِعَ مِنِّی کا نہیں فرمایا۔ یہ جمع کا لفظ ہے اور جمع میں حضورؐ اور تمام صحابہؓ شامل ہیں۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال بھی حدیث کا درجہ رکھتے ہیں۔ فی زمانہ جو فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اور حدیث کا معنی صرف حضور ﷺ کے اقوال وافعال سے کرتے ہیں وہ اس حدیث کے منکر ہیں کیونکہ حدیث صرف اقوال وافعال نبوی کا نام نہیں ہے بلکہ صحابہؓ کے اقوال وافعال کا نام بھی حدیث ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مقلد اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔ اگر یہ اہل حدیث ہوتے تو صحابہؓ کے افعال وارشادات کو بھی تسلیم کرتے اور اگر یہ صحابہؓ کے اقوال وارشادات کو تسلیم کرتے تو فقہ سے کوئی اختلاف نہ کرتے اور اس کو برا بھلا نہ کہتے کیونکہ فقہ حنفی حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ارشادات کا مجموعہ ہے۔

حکایت

ایک عالم دین کو حضور نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی تو انہوں نے عرض

کیا: یارسول اللہ! آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: نضر اللہ امرءًا الخ (اللہ تعالیٰ حسن و رونق بخشے اس آدمی (کے چہرے) کو الحدیث آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں جبکہ آپؐ کا چہرہ خوبصورتی سے دمک رہا تھا' آپؐ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں نے ایسا کہا ہے۔ اسی لئے حدیث پڑھانے والے اور یاد کرنے والے اور لکھنے والے محدثین کے چہروں پر آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے حسن' رونق اور تروتازگی رہتی ہے۔

حدیث کی حفاظت اور تبلیغ کی فضیلت

(حدیث ۱۴۳) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءً اسَمِعَ مِنَّاحَدِيْثًا فَوَعَاهُ ثُمَّ بَلَّغَهٗ مَنْ هُوَاَوْعٰى مِنْهُ—ابن عساكر عن زيد بن خالد الجهنى—(ح). (۱۴۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رحمت کرے اس شخص پر جو ہم سے کوئی حدیث سنے پھر اس کو محفوظ کرلے' پھر اس شخص تک پہنچادے جو اس سے بھی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو۔

(لطائف ومعارف)

محفوظ کرکے پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی کمی بیشی کے اس کو یاد کرے یا لکھ لے' پھر اسی حالت میں آگے پہنچائے۔ زیادہ حفاظت کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خوب سمجھ عطاء فرمائی ہو اور علم و معرفت میں کمال عطاء کیا ہو۔

سنت کی تبلیغ کرنے والے کو رحمت کی دعا کے ساتھ اس لئے مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ اس نے احیائے سنت اور اشاعت علم دین کی کوشش کی ہے۔

اس حدیث سے علم کی تبلیغ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور یہی وہ میثاق ہے جس کا علماء سے مطالبہ اور مواخذہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ.

چالیس احادیث کی تبلیغ کی فضیلت

(حدیث ۱۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت

۱۴۳ (الجامع الصغير: ۴۴۴۳)— رواه ابن عساكر فى تاريخه والحاكم بنحوه

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنَ السُّنَّةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ—(عد) عن ابن عباس—(ض). (۱۴۴)

(ترجمہ) جس شخص نے میری امت کے لئے چالیس حدیثیں سنت کی یاد کیں میں اس کے لئے قیامت کے دن شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا۔

(لطائف ومعارف)

یہ چالیس حدیثیں چاہے صحیح درجہ کی ہوں یا حسن درجہ کی یا ایسی ضعیف ہوں جن کا فضائل اعمال میں بیان کرنا درست ہو ان کے محفوظ کرنے اور امت تک پہنچانے کا یہ ثواب اس شخص کو حاصل ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو علماء کے زمرہ میں لکھا جائے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو شہداء کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقہاء اور علماء کے زمرہ میں اٹھائیں گے۔

اختلافی مسائل میں حق تک پہنچنے کا طریقہ

(حدیث ۱۴۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اُمَّتِیْ لَنْ تَجْتَمِعَ عَلٰی ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَاَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ—(ه) عن انس—(صح). (۱۴۵)

(ترجمہ) بلاشبہ میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہ ہوگی پس جب تم کسی قسم کا اختلاف

---

۱۴۴ (الجامع الصغیر: ۸۶۳۶) — رواه ابن عدی قال النووی طرقه کلها ضعیفة وقال الزین العراقی رواه ایضا ابن عبدالبر فی العلم من حدیث ابن عمرو ضعفه. وقال العقیلی تفرد به اسحق بن نجیح الملطی قال احمد وابن معین کذاب وقال ابن عدی وضاع وقال صالح هذا الحدیث باطل وقال البیهقی فی الشعب مشهور بین الناس ولیس إسناده بصحیح وقال ابن عساکر الحدیث روی عن علی وعمرو انس وابن عباس وابن مسعود ومعاذ وابی أمامة وابی الدرداء وابی سعید باسانید فیها کلها مقال لیس للتصحیح فیها مجال لکن کثرة طرقه تقویه وأجود طرقه خبر معاذ مع ضعفه.

۱۴۵ (الجامع الصغیر: ۲۲۲۱) — رواه ابن ماجة والدار قطنی فی الافراد وابن عاصم فی السنة واللالکائی ورمز السیوطی لصحته جمع الجوامع (۲۲۸۳)

دیکھو تو مسلمانوں کی اکثریتی جماعت (کے موقف) کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کے اس ارشاد کہ میری امت ہرگز ہرگز گمراہی پر جمع نہیں ہوگی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی امت کا اجماع حجت ہے اور اس حدیث کے دوسرے جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے معاملہ میں یا دنیا کے معاملہ میں مسلمانوں کا باہمی اختلاف ہو جائے تو اختلاف کرنے والوں میں دیکھو کہ اہل علم مسلمانوں کی اکثریت کس طرف ہے، پس جس طرف اکثر اہل علم کا قول ہوگا وہی موقف حق ہوگا، اس کے خلاف کرنا جائز نہیں ہوگا اور جو اس کے خلاف کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔

آج کل جن جن مسائل میں اختلاف پیدا ہو چلا ہے اور فرقہ بندیاں شروع ہوگئی ہیں ان مسائل میں اہل سنت والجماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اکابر اسلاف کی تحقیقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس موقف کو اختیار کریں جس کو اکثر علماء اہل سنت نے اختیار کیا ہے۔

نصفِ دین

(حدیث ۱۴۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِعِرْضِهٖ وَدِيْنِهٖ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الْمُشَبَّهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهٗ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ — (ق، ۴) عن النعمان بن بشير — (صح). (۱۴۶)

(ترجمہ) حلال بھی واضح ہے اور اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے

---

۱۴۶ (الجامع الصغير: ۳۸۵۶) — رواه البخاری ومسلم والنسائی وابو داؤد والترمذی وابن ماجة وهو حديث صحيح، الجامع الكبير المخطوط (۲: ۶۱۴)

درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے' پس جو شخص ان مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور دین کو محفوظ کرلیا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں گھر گیا۔ اس شخص کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ کھیت کے گرد اپنے ریوڑ کو چراتا ہے قریب ہے کہ وہ ریوڑ اس میں جا پڑے۔ خبردار اسی طرح سے ہر بادشاہ کے ملک کی سرحدیں ہیں' زمین میں اللہ کی سرحدیں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں' سن لو! جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ دل ہی تمام حرکاتِ بدنیہ اور ارادات نفسیانیہ کا مرکز ہے۔ اگر اس سے کوئی نیک ارادہ صادر ہو تو بدن بھی نیک حرکت کرتا ہے اور اگر فاسد ارادہ صادر ہو تو بدن بھی فاسد حرکت کرتا ہے' پس یہ بادشاہ ہے اور باقی اعضاء اس کی رعایا ہیں اور یہ رعایا اپنے بادشاہ کی درستگی کے ساتھ درست رہتی ہے اور اس کے بگاڑ کے ساتھ بگڑ جاتی ہے۔

اس ارشاد کو حضور ﷺ نے اپنے ارشاد حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے' کے بعد ذکر کیا ہے کیوں کہ حلال کھانا دل کے نور اور صلاحیت کی وجہ سے ہے اور شبہ کی چیزیں دل کو میلا اور تاریک کر دیتی ہیں۔

اور حدیث کے مزید بہت سے فوائد اور تشریحات ہیں جن کو علماء نے مختلف کتابوں کی شکل میں تالیف کیا ہے۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کو اسلام کی تہائی یا چوتھائی قرار دیا ہے۔

اور اگر اس حدیث کو اسلام کا آدھا ستون قرار دیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور اگر کل دین قرار دیا جائے تو بھی بعید نہیں۔

مسلم شریف کے بعض شارحین اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں نبوت کا نور ہے اور شریعت کے عظیم مقام پر فائز ہے۔

حافظ عراقی نے امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے کہ اصول اسلام تین احادیث میں

بند ہیں۔(۱) انما الاعمال بالنیات کی حدیث کہ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔(۲) من أحدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهورد (جو شخص ہمارے دین میں کوئی چیز ایجاد کرے جو اس میں نہ ہو وہ مردود ہے (۳) الحلال بین والحرام بین والی حدیث (کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے)۔

تین لوگ مرفوع القلم ہیں

(حدیث ۱۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ : عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ، وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَبْرَأَ ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَكْبَرَ . (حم 'د'ن' ه' ك) عن عائشة . (صح)(۱۴۷)

(ترجمہ) تین آدمی مرفوع القلم ہیں: سونے والا یہاں تک کہ (اپنی نیند سے) بیدار ہو جائے اور جنون میں مبتلا حتی کہ افاقہ ہو جائے اور بچہ حتی کہ جوان ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) سونے والا نیند کی حالت میں مرفوع القلم ہے مثلاً سو رہا تھا کہ اس کے پہلو میں چھوٹا بچہ لیٹا ہوا تھا سونے والے نے کروٹ بدلی تو وہ بچہ نیچے آ گیا یا ماں دودھ پلا رہی تھی کہ اس کو نیند آ گئی اور اس کے پستان سے بچہ کے سانس کے راستے دب گئے اور بچہ مر گیا یا سونے کی حالت میں ہی نماز کا وقت گزر گیا تو ان پر نہ گناہ ہوگا نہ سزا ہوگی۔

(۲) مرفوع القلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمالنامہ میں ان کے شر کے اعمال نہیں لکھے جائیں گے لیکن اگر ان سے اس حالت میں کوئی نیک عمل ہو جائے تو اللہ کے فضل کے ساتھ اس کا ان کو ثواب ملے گا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک نابالغ لڑکے کی بیع وشراء اور اپنے مال میں تصرف درست ہے۔

---

۱۴۷ (الجامع الصغیر: ۴۴۶۲) رواه احمد و ابو داود (۴۳۹۸) والنسائی وابن ماجة والحاكم مجمع الزوائد (۶: ۲۵۱) المنتقی لابن الجارود (۸۰۸)

اس امت کے لئے خطاء نسیان اور جبر معاف ہے

(حدیث ۱۴۸) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ ، وَمَا اُسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ. (طب) عن ثوبان. (صح)

(ترجمہ) میری امت سے خطا نسیان اور جبراً کرایا ہوا (گناہ اور) عمل معاف ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) امت سے خطاء کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا لیکن اس پر اس کا حکم ضرور لگے گا جیسا کہ کسی نے اگر کسی کی کوئی چیز غلطی سے تلف کر دی تو اس پر اس کی ضمان آئے گی۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی عمل میں اپنے اسباب کے تحت نسیان کا موجب بنے تو ایسا نسیان معاف نہیں ہوگا اس کا گناہ بھی ہوگا اور اگر اسباب سے بالا بالا نسیان واقع ہو جائے وہ معاف ہے لیکن جب یاد آ جائے تو حسب موقع اس پر عمل کرنا چاہئے۔

(۳) اگر کسی گناہ یا کسی عمل پر اکراہِ ملجی کیا جائے تو وہ بھی معاف ہوگا جیسا تلفِ جان کا یقین دلا کر کسی سے اس کی بیوی کو تین طلاقیں دلوانا' اگر ایسی حالت میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے جان جانے کے خوف سے کلمہ کفر یا شرک ادا کر دیا لیکن اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو اس کا یہ کلمہ کفر بھی معاف ہوگا لیکن اس کو اگر کسی نے زنا کرنے کرانے اور قتل پر جبر و اکراہ کیا تو یہ حلال نہیں ہوگا۔ اگر اکراہ سے زنا کا حمل وجود میں آ گیا تو عورت کو زنا کی حد نہیں لگے گی اور اگر اغواء و اکراہ کے بعد بغیر جبر کے اس نے مطاوعت اور تمکین کا ارتکاب کیا تو گناہ اور سزا دونوں ہوں گی۔ اسی طرح اگر کئی عورتیں کسی مرد کو اغواء کر کے لے جائیں اور ایسے کام کے لئے ایسا جبر و اکراہ کریں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

---

۱۴۸ (الجامع الصغیر: ۴۴۶۱) ــ رواه الطبرانی فی الکبیر صححه السیوطی وضعفه الهیثمی بأن فیه یزید بن ربیعة الرجی وهو ضعیف وحسنه النووی وقال ابن نصر هذا الحدیث لیس له سند یحتج بمثله.

اعمال مسنونہ

روزمرہ اور صبح وشام کام آنے والی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر اور ضروری سنتیں

از

حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین محدث
دارالعلوم دیوبند

مع حذف واضافات

مفتی امداد اللہ انور

صبح کو جاگنے اور کام میں لگنے کی سنتیں

سنت ۱:

جب صبح کو جاگو تو تین دفعہ الحمدللہ کہو اور کلمہ شریف اور یہ دعا پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَلَمْ یُمْسِکْهَا فِیْ مَنَامِیْ

سنت ۲:

برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو خوب تین دفعہ دھولو۔

سنت ۳:

اگر فرصت ہو تو صبح کی نماز کے بعد سورج کے ایک بانس بلند ہونے تک بیٹھا رہے اور خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔ پھر دو یا چار رکعت نماز نفل پڑھ کر اُٹھے انشاء اللہ تعالیٰ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب پائے گا۔

سنت ۴:

اور پھر کسی حلال روزی کے شغل میں لگ جائے اور تمام دن وقت پر نمازیں ادا کرتا رہے تو یہ پورا دن عبادت میں لکھا جائے گا۔

سنت ۵:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ فرصت دے اس کو چاہیے کہ دوپہر کو تھوڑی دیر لیٹ جائے یہ ضروری نہیں کہ نیند بھی آئے، بلکہ لیٹ جانا کافی ہے اگرچہ نیند نہ آئے۔

رات کی سنتیں

سنت اطفال:

جب شام ہو جائے اس وقت سے بچوں کو روک لو یعنی گھر سے باہر نہ نکلنے دو اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کے وقت شیطان کا لشکر پھیلتا ہے۔

سنت مکان:

جب رات کو عشاء کے بعد گھر میں آؤ تو گھر کا دروازہ زنجیر سے بند کرلو۔

سنت گفتگو:

عشاء کے بعد طرح طرح کے قصّے کہانی مت کہو کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح کی نماز قضا ہو جائے بلکہ سو جانا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی شخص بعد عشاء نصیحت کی باتیں سنائے یا نیک لوگوں یعنی انبیاً اولیاء کا تذکرہ کرے یا کوئی کام والا شخص اپنا کام کرے تو کوئی حرج نہیں

سنت چراغ:

جب رات کو سونے لگو تو چراغ، لالٹین یا بجلی بند کردو کیونکہ اس میں بڑا اندیشہ ہے۔ دیکھو اس طرح سنّت کا ثواب بھی ہوگا اور حفاظت بھی رہے گی۔ اسی طرح چولہے میں جو آگ ہو اس کو یا تو بجھا دو یا راکھ وغیرہ سے دبا دو کھلی نہ چھوڑو۔

فائدہ:

حقہ پینا تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ منہ میں بدبو پیدا کرتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ اس کا پینا چھوڑ دیا جائے اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے تو چاہیے کہ حقہ کو تازہ کرتے رہیں اور پانی تبدیل کر کے دھوتے رہیں کئی بار تاکہ پانی نجس نہ ہو۔ نجس اور گندے حقّے کا پینا حرام ہے۔ دوسری بات یہ ضروری ہے کہ سونے کے وقت حقہ اپنے سے دور رکھیں اور مسواک کریں اور منہ دھو کر سوئیں۔ حقہ پیتے ہوئے نہ سوئیں کیونکہ اس میں جان کا بھی نقصان ہے اور دین کا بھی کیا تم نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو اسی حقہ کے شوق میں جل گئے، اور یاد رکھو کہ یہ بات بہت کام کی ہے غفلت نہ کرنا۔

سنت برتن:

سونے سے پہلے تمام برتنوں کو ڈھانپ دو اور کوئی برتن کھلا نہ رہنے دو کیونکہ اس سے وبا کا اثر ہوتا ہے اور شیطان کو موقعہ مل جاتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ اگر چھپانے اور ڈھانپنے کے لیے کچھ بھی نہ ملے تو کوئی لکڑی ہی لے لو اور بسم اللہ کہہ کر برتن پر رکھ دو۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب اطاعت کیلئے پھر یہی کافی ہے۔

سنت بستر:

اگر سونے سے پہلے بستر کو کپڑے اور تہہ بند کے کنارے سے جھاڑو تو بہت ثواب پاؤ کیونکہ یہ حدیث کا مضمون اور سنت کا طریقہ ہے (ہماری جان اور مال سنت کے طریقہ پر فدا ہو) اے اللہ ہمیں سنت کے طریقہ پر زندہ رکھ اور سنت کے طریقہ پر موت دے اور ہم کو نیک کاموں کے ساتھ اٹھا۔

سنتِ خواب:

اور جب سونے کا ارادہ کرو تو کچھ قرآن پاک کی سورتیں پڑھو۔ مثلاً آیت الکرسی، چاروں قل، الحمد شریف، درود شریف اور زیادہ نہ ہو سکے تو ایک دو سورتیں ضرور پڑھو کیونکہ یہ دنیا و آخرت کی نیک بختی کا سبب ہے اور اگر خواب میں کوئی (ڈراؤنی) بات نظر آئے تو اعوذ باللہ پڑھو اور کروٹ بدل لو اور سونے کیلئے بہتر ہے کہ پہلے آمنت باللہ اور کلمہ شریف پڑھے اور باوضو ہو کر سوئے۔

کھانے اور پینے کی سنتیں

سنّتِ ید:

یعنی کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا بہت ثواب کا سبب ہے اور سنت ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب و مسنون ہے۔

سنّتِ دسترخوان:

سنت ہے کہ کوئی دسترخوان کپڑے یا چمڑے کا بچھا کر کھائے اور اگر چمڑے کا دسترخوان ہو تو بہت ہی عمدہ اور مسنون ہے۔

سنّتِ بسم اللہ:

یہ بہت بڑی اور ضروری سنت ہے اگر بسم اللہ کہہ کر نہ کھایا جائے تو شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہو جاتا ہے اگر شروع میں بسم اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جس

وقت یاد آجائے اسی وقت کہے تاکہ کھانے میں برکت ہو۔

سنّتِ شریک:

اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں تو لازمی ہے کہ ہر ایک اپنے آگے سے کھائے اور اگر کھانے کی کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی ہیں تو جائز ہے کہ جس طرف سے چاہے کھائے اور جو شخص تنہا کھاتا ہے تو اس کے لیے بھی یہی سنّت ہے کہ درمیان سے نہ کھائے اس لیے کہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔

سنّتِ جلوس:

بیٹھنے کی سنّت یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے یعنی اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھائے یا ایک پاؤں بچھائے رکھے اور ایک کو کھڑا رکھے اور کھانے کے لیے مربع بیٹھنا ۔یعنی چوکڑی مار کر بھی بلاضرورت نہ کھانا چاہیے (کذا فی الاربعین)

سنّتِ ہاتھ:

کھانے پینے کے لیے داہنا ہاتھ لگانا چاہیے، اور اگر دوسرے ہاتھ سے کھانے کی عادت پڑ گئی ہو تو اس کو چھوڑ دے اور داہنے ہاتھ سے کھانا شروع کر دے اور کھانے کے بعد چاہیے کہ جو کچھ دانا گرا ہو اس کو اٹھا کر کھالے اور اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اس میں بڑا ثواب ہے۔

سنّتِ لقمہ:

اگر کسی سے اس کا لقمہ گر گیا ہو تو اس کو اٹھا کر کھالے اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔

سنّتِ سرکہ:

جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن کا محتاج نہیں، سرکہ کھانا سنت ہے۔

سنّتِ غلّہ:

سنّت ہے کہ گندم میں کسی قدر جو ملا کر کھائے مثلاً پانچ سیر گندم میں آدھ سیر یا پاؤ سیر جو ملالے تاکہ سنّت کا ثواب حاصل ہو۔

سنّتِ گوشت:

گوشت کھانا سنّت ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت دنیا وآخرت کے کھانوں کا سردار ہے۔

سنّتِ برتن:

چاہئے کہ برتن کو صاف کرلے اور چاٹ لے اگر اس سنّت کو ادا کرے گا تو تہجد کا ثواب پائے گا اور پیالہ اور برتن اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا کرے گا۔

سنّتِ شکر:

کھانے کے بعد پہلے اپنے مولا کا شکر ادا کرے اور اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَاهٰذَا کہے۔

سنّتِ شربت:

پینے کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں لے کر پیئے اور ایک سانس میں پیتا ہوا نہ چلا جائے بلکہ چاہیے کہ تین سانس میں دم لے کر پیئے اور شکر بجالائے۔

کھانے میں عیب نہ نکالے اور بُرا نہ کہے اگر پسند نہ آئے تو اُس کو چھوڑ دے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی۔

لباس اور کپڑے کی سنّتیں

سنّتِ رنگ:

ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید کپڑا پسند تھا لیکن آپ سے سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا بھی ثابت ہے۔

سنّتِ عمامہ:

سیاہ رنگ کا عمامہ یعنی صافہ باندھنا مستحب ہے اور ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ مقدار شملہ چھوڑنا مسنون ہے۔

سنّتِ پہننے کی:

سنّت ہے کہ جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنے۔

سنّتِ نیا کپڑا:

یعنی نئے کپڑے کی سنت یہ ہے کہ اس کو پہن کر دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانَا هٰذَا.

سنّتِ تہہ بند:

یہ ہے کہ لنگی، تہہ بند یا پائجامہ ٹخنے کے اُوپر رہے نیچے ہرگز نہ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس فعل سے نہایت سخت غصہ ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تہہ بند یا پائجامہ کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر نہ کرے گا۔

سنّتِ ٹوپی:

سنت ہے کہ عمامہ اور صافہ کے نیچے ٹوپی رکھے۔ جس نے بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھا اس نے سنّت کے خلاف عمل کیا اور جس نے بغیر ٹوپی کے اس طرح عمامہ باندھا کہ سر کھلا رہا تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔ اس لیے ان معتبر مسائل کو یاد رکھو کیونکہ یہ دنیا اور آخرت میں کام آنے والے ہیں۔

سنّتِ لنگی:

لنگی اوپر باندھو تہہ بند کے طریقے سے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ادا ہو اور بے حد ثواب حاصل ہو اور پھر تمہارے اور کافروں کے لباس میں بھی فرق رہے۔

سنّتِ تکیہ:

یہ کہ اس میں کسی درخت کی چھال بھری ہو، اس لئے اگر کھجور کی چھال بھری جائے تو بہت زیادہ بہتر ہے۔

سنّتِ ضروری عورتوں کیلئے لباس:

عورتوں کے لیے یہ ہے کہ ایسا کپڑا پہنیں کہ جس کی آستین ہاتھ تک آجائے اور

جو عورتیں ایسا کرتہ پہنتی ہیں کہ اس کی آستین آدھے ہاتھ یعنی کہنی تک ہوتی ہے اس سے وہ سخت گنہگار ہوتی ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ ایسا باریک کپڑا بھی نہ پہنیں جس میں سے بدن نظر آئے کیونکہ ایسی عورتیں قیامت کو ایسی حالت میں اٹھائیں جائیں گی کہ ان کے لیے لباس نہ ہوگا ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں یہی مضمون فرمایا ہے۔

اے مسلمانوں یہ ضروری مسائل اپنے گھر میں سب عورتوں کو سنادو۔

سنّتِ انگشتری:

مرد کے لیے یہ سنّت ہے کہ وہ ساڑھے چار ماشہ چاندی سے زیادہ انگوٹھی نہ پہنے اور سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے بالکل حرام ہے، ہرگز نہ پہنے۔ ہم نے بہت سے مردوں کو دیکھا ہے جو دو دو تین تین چار چار انگوٹھیاں پہنتے ہیں، ایسا ہرگز نہ چاہیے۔ یہ صرف عورتوں کا زیور زینت اور شعار ہے مرد کو جائز نہیں ہے کہ ساڑھے چار ماشہ چاندی سے زائد وزن کی انگوٹھی پہنے۔

سنّت بال:

جس شخص کے سر پر بال ہوں اس کو چاہیے کہ بالوں کو دھویا کرے اور کنگھا کرتا رہے لیکن بہتر یہ ہے کہ روزانہ سر میں اور ڈاڑھی میں کنگھا نہ کرے بلکہ ایک دو دن درمیان میں چھوڑ کر تیسرے دن کیا کرے۔

سنّتِ خضاب:

جس کی داڑھی کے بال سفید ہوں وہ مہندی اور تیل کے ساتھ خضاب کرنا چاہئے بالکل سیاہ خضاب نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

سنّتِ مونچھ و داڑھی:

مسنون یہ ہے کہ مونچھ نہ بڑھائی جائے اور داڑھی کو بقدر ایک مٹھی بڑھائے اور اس سے ہرگز کم نہ کرے اور داڑھی کا کٹوانا اور منڈوانا سخت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بچائے۔ آمین۔

سنّتِ مہندی:

عورتوں کیلئے مہندی لگانا سنّت ہے۔ یہ مضمون بہت پختہ اور صحیح حدیث کا ہے جو ابو داود شریف میں مذکور ہے۔

سنّتِ سرمہ:

عورت اور مرد دونوں کیلئے سرمہ لگانا مسنون ہے۔ رات کو ہر آنکھ میں تین تین سلائی لگائے یہ روایت ترمذی شریف میں ہے۔

سنّتِ حجامت:

مسنون یہ ہے کہ یا تو تمام سر پر بال رکھے اور یا پھر تمام سر کے بال مونڈائے اور تھوڑے بال ایک طرف کے کٹوانا اور ایک طرف کے باقی رکھنا یہ حرام ہے مسلمانو کو اس سے ضرور بچنا چاہیے۔

شادی اور نکاح کی سنتیں

سنّتِ نکاح:

نکاح کی سنّت یہ ہے کہ سادگی کے طریقہ سے ہو اور اس میں زیادہ تکلّف اور بہت زیادہ سامان (جہیز) نہیں ہونا چاہیے۔

سنّتِ یوم:

نکاح کے لیے مسنون دن جمعہ کا ہے جو برکت اور بھلائی کا سبب ہے۔

سنّتِ مکان:

اور مسجد میں نکاح کرنا مسنون ہے۔

سنّتِ اعلان:

یعنی سنّت ہے کہ نکاح کو مشہور کیا جائے اور دف بجایا جائے یعنی ایسا باجا جو ایک طرف سے کھلا ہوا ہو جس کو دف اور ڈھبڑا کہتے ہیں۔

سنّتِ خرما:

نکاح کے بعد چھوارا یا کھجور کا لٹانا اور تقسیم کرنا سنّت ہے۔

سنّتِ شب:

یہ ہے کہ جب پہلی رات کو اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَمَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِمَا فِیْھَا.

سنّتِ شوال:

مسنون اور محبوب طریقہ یہ ہے کہ نکاح ماہ شوال میں کیا جائے کہ برکت کا باعث ہے۔

سنّتِ ولیمہ:

مسنون ہے کہ جب پہلی رات اپنی زوجہ کے پاس گزارے تو (اگلے دن) ولیمہ کرے اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں و مساکین کو کھلائے اور یہ ضروری نہیں کہ ولیمہ بہت بڑے سامان سے کیا جائے بلکہ اگر تھوڑا ہی کھانا پکا کر اپنے عزیز رشتہ داروں کو تھوڑا تھوڑا کھلا دے تب بھی سنّت ادا ہو جائے گی اور سب سے خراب ولیمہ وہ ہے جس میں مالدار اور دنیا دار لوگ بلائے جائیں اور مسکین غریب اور دیندار نہ بلائے جائیں بلکہ غریب محتاج نکالے جائیں۔

جب ولیمہ کرو تو اس میں سنّت کی نیت رکھو اور مسکین غریب اور دینداروں کو بلاؤ اور امیروں میں سے جس کو چاہو بلاؤ لیکن غریبوں کو نہ نکالو اور جو شخص دکھلانے اور ناموری کے لیے ولیمہ کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں ایسے شخص کو ولیمہ کا کچھ ثواب نہیں ملتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے غصّہ کا ڈر ہے۔

سنّتِ دعوت:

دعوت کا قبول کرنا سنّت ہے لیکن جو شخص حرام مال کھاتا ہو اور رشوت، سود یا بدکاری میں مبتلا ہو اس کی دعوت قبول نہ کرنی چاہیے اور اگر ایک ہی وقت میں دو آدمی دعوت کریں تو اُس شخص کی دعوت قبول کرو جس کا مکان اور دروازہ تم سے قریب ہو۔

سفر وغیرہ کی سنتیں

سنّتِ ہمراہی:

بہتر اور مسنون یہ ہے کہ دو آدمی سفر میں جائیں تنہا ایک شخص کو سفر میں جانا بہتر نہیں لیکن جبکہ ضرورت ہو تو تنہا شخص بھی سفر کرے تو کچھ اندیشہ نہیں، یہ ہمارے فقہاء اور محدثین کا ارشاد ہے، رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

سنّتِ دن:

مسنون ہے کہ جمعرات کو سفر میں جائے اور یہ بھی مستحب ہے کہ سفر ہفتہ کے دن شروع کرے۔

سنّتِ قیام:

سفر میں ٹھہرنے کی سنت یہ ہے کہ درمیان راہ میں جس جگہ مسافر چلتے ہیں نہ ٹھہرے بلکہ ایک طرف ہٹ کر ٹھہرے۔

سنّتِ واپسی:

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب سفر میں ضرورت پوری ہو جائے تو پھر نہ ٹھہرے بلکہ واپس چلا آئے، باہر سفر میں بلا ضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں ہے۔

سنّتِ مکان:

اگر کسی دور کے سفر میں گیا ہوا تھا اور کافی روز گزرنے کے بعد آیا ہے تو سنّت یہ ہے کہ اچانک گھر میں نہ داخل ہو، بلکہ پہلے اپنے آنے کی خبر دے پھر کچھ دیر بعد گھر میں جائے اسی طرح اگر زیادہ رات گزرنے پر آیا ہے تو اسی وقت گھر نہ جائے بلکہ ٹھہر جائے اور صبح کو خبر ہونے کے بعد گھر میں داخل ہو، لیکن اگر وہ لوگ خبردار ہوں اور تمہارے انتظار میں ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رات کو ہی گھر میں داخل ہو جاؤ' یہ سنت کے وہ زرّیں طریقے ہیں جن پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرو۔

سنّتِ نماز:

سنت ہے کہ جب سفر سے واپس لوٹ کر آئے تو گھر میں داخل ہونے سے قبل دو رکعت نماز مسجد میں جا کر پڑھے اور یہ بھی سنت ہے کہ سفر میں کتے اور گھنگرو کو ساتھ نہ رکھے ورنہ شیطان پیچھے لگ جاتا ہے اور سفر بے برکت ہو جاتا ہے۔

سنّت کے کاموں کی تفصیل

سنّتِ سلام:

سلام کرنا نہایت بڑی سنت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسلمان شخص کو سلام کرنا چاہیے اگرچہ اس کو نہ پہچانتا ہو کیونکہ سلام کرنا اسلام کا حق ہے اور یہ کسی کے جاننے اور نہ شناسائی پر موقوف نہیں ہے۔

سنّتِ چھینک:

جب چھینک آئے تو الحمدللہ کہنا چاہیے۔

سنّتِ جواب:

جب تم سنو کہ کسی نے چھینک کے بعد الحمدللہ کہا ہے تو تم جواب میں یرحمک اللہ ضرور کہو اور اس کا بطور خاص خیال رکھو کیونکہ یہ بھی اسلام کا حق ہے۔

سنّتِ اطفال:

سنّت ہے کہ لڑکوں پر بھی سلام کرے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے پاس سے گزرے آپ نے لڑکوں کو سلام کیا یہ حدیث بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے۔

سنّتِ رخصت:

یہ ہے کہ جب لوگوں سے رخصت ہو تو بھی ان کو سلام کرو۔

سنّتِ مصافحہ:

سنّت ہے کہ مسلمان مسلمان سے ملتے وقت مصافحہ کرے اور مرد سے مرد مصافحہ

کرے اور عورت سے عورت لیکن یہ جائز نہیں کہ عورت مرد سے مصافحہ کرے (یا مرد عورت سے مصافحہ کرے)۔

سنّتِ تعظیم:

جو کوئی بڑا شخص جس کو دین کی عزّت حاصل ہو تمہارے پاس آئے تو بہتر ہے کہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ لیکن خود ایسے لوگوں کو یہ پسند نہ کرنا چاہیے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں۔

سنّتِ مجلس:

جب کسی مجلس میں پہنچو تو جس جگہ موقع مل جائے وہیں بیٹھ جاؤ اور یہ مکروہ ہے کہ دوسروں کو اٹھا کر وہاں بیٹھو۔

سنّتِ وسعت:

جب کوئی شخص آئے اور جگہ نہ ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ ذرا مل کر بیٹھ جائیں، اور آنے والے مومن کے لیے جگہ کی گنجائش نکال دیں۔

سنّتِ اجازت:

اور سنت ہے کہ جب کسی کے مکان میں داخل ہو تو اجازت لے کر داخل ہو۔

سنّتِ جمائی:

جمائی یا انگڑائی آئے تو چاہیے کہ منہ کو بند کرے اور منہ نہ کھولے اور اگر منہ بند نہ کر سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

سنّتِ نام:

اپنی اولاد کا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھنا مسنون ہے اس لیے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

بیماری وغیرہ کی سنّتیں

سنّتِ عیادت:

یعنی بیمار پرسی کی سنّت یہ ہے کہ بیمار کی مزاج پرسی کو جائے۔

سنّتِ واپسی:

یہ ہے کہ بیمار کی عیادت کے بعد بیمار کے پاس سے جلد واپس آ جائے تاکہ تمہارے بیٹھنے سے وہ رنجیدہ نہ ہو اور اس کے گھر والوں کے کام میں خلل نہ پڑے۔

سنّتِ تسلّی:

بیمار کی ہر طرح تشفی کرنی مسنون ہے اس سے کہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم اچھے ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی بڑی قدرت ہے، غرض اس سے ڈرانے والی بات نہ کہے۔

ہدایت:

رات کو بیمار پرسی جائز ہے یہ جو لوگ منحوس سمجھتے ہیں غلط ہے اسی طرح جب بیمار کی خبر سنو اس وقت سے جب چاہے بیمار کی عیادت کر آئے یہ ضروری نہیں کہ تین روز بیمار رہنے کے بعد عیادت کرے بلکہ جب چاہے کر آئے۔

سنّتِ دوا:

بیماری میں علاج اور دوا کرنا مسنون ہے، لیکن نظر اللہ تعالیٰ پر رکھے۔

سنّتِ کلونجی اور شہد:

کلونجی اور شہد سے علاج و دوا کرنا سنّت ہے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دونوں چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اور ان کی تعریف میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

سنّتِ فال:

سنّت یہ ہے کہ جب کسی کا عمدہ نام سنو تو اسے اپنے مدعا کے مناسب اور بہتر سمجھ کر

خوش ہو جاؤ یہی فال ہے۔ بدفال لینا سخت منع ہے مثلاً سفر میں جاتے وقت گیدڑ راستہ سے ہو کر گزر جائے تو لوگ اُس دن کو چھوڑ دیتے ہیں پھر کسی دن سفر کرتے ہیں۔ مثلاً صبح کو بندر کا نام نہیں لیتے اُن کو بُرائی کا باعث سمجھتے ہیں یہ سب منع ہے اور کسی آدمی کو منحوس سمجھنا بہت برا ہے۔ اور یہ بھی غلطی ہے کہ فلاں مکان کی وجہ سے ہم کو مرض آیا یا نقصان ہوا۔

سنّتِ موت:

سنت یہ ہے کہ میّت کے دفن میں جلدی کی جائے۔

سنّتِ قبر:

یہ ہے کہ قبر پر پانی ڈالیں اور قبر بہت اُونچی نہ بنائیں اور پختہ بھی نہ بنائیں۔

سنّتِ طعام:

سنّت ہے کہ میّت کے رشتہ داروں کو کھانا دیا جائے لیکن یہ خیال رہے کہ تمام برادری اور رشتہ داروں کو کھلانا جائز نہیں بلکہ وہی لوگ کھائیں جو کھانے میں میّت والوں کے شریک ہیں اور کھانے میں ناموری اور دکھلاوا جائز نہیں بلکہ جو کچھ موجود ہو وہی دیا جائے۔ یہ سنت کی وہ باتیں ہیں جن پر عمل کرنے سے آدمی نجات پاتا ہے اور اللہ کی طرف محبوب ہوتا ہے۔

پس اے مسلمانو! شوق سے عمل کرو اور دعا کرو کہ ہم سب کو سنت کا طریقہ نصیب ہو اور آخرت میں ہم سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ آمین

بدعت

تہتر فرقوں میں سے حق فرقہ کی تعیین

(حدیث ۱۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً ، وَ تَفَرَّقَتِ النَّصَارٰى

عَلٰی اثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَةً ' وَ تَفَرَّقَتْ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلاثٍ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَةً — (۴) عن ابی هریرة (صحح). (۱۴۹)

(ترجمہ) یہود اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور عیسائی (۷۲) بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔

(لطائف ومعارف)

امت محمدیہ کا مختلف فرقوں میں بٹنا اصول دینیہ میں ہے نہ کہ فقہی فروعی اختلاف میں کیونکہ دینی اصول میں مختلف فرقے بننا مذموم ہے اور یہاں امت سے مراد اہل قبلہ ہیں جو نماز تو قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھتے ہیں لیکن مختلف عقائد رکھتے ہیں۔

ایک روایت میں اس امت کے تہتر فرقوں میں بٹنے کے بعد اس بات کا بھی اضافہ ہے کہ یہ سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک۔ وہ ایک کون ہے۔ اس کی تعیین اس روایت سے ہوتی ہے جس میں "ما انا علیه الیوم و اصحابی" کا لفظ مذکور ہے اور "ما انا علیه الیوم" سے مراد سنت ہے اور "اصحابی" سے مراد جماعت صحابہ ہے۔ اس اعتبار سے نجات یافتہ فرقہ سے مراد اہل سنت والجماعت ہے۔

جو لوگ السنۃ والجماعۃ کے قائل نہیں ہے وہ گمراہ ہیں جیسے حروریہ، قدمیہ، جہمیہ، مرجئہ، رافضہ، جبریہ، یہ چھ اصولی فرقے ہیں ان میں سے ہر ایک بارہ فرقوں پر تقسیم ہوتا ہے جو بہتر کی تعداد کو پہنچتے ہیں اور بعض علماء نے اس حدیث کی تشریح میں اصل گمراہ فرقوں کی تعیین اس طرح سے کی ہے کہ بیس گمراہ فرقے رافضیوں کے ہیں اور بیس خوارج کے اور بیس قدریہ کے اور سات مرجئہ کے اور ایک نجادیہ کا اور ایک فراریہ کا اور ایک جہمیہ کا اور تین کرامیہ کے اور اس طرح سے بہتر فرقوں کی تعیین میں اور بھی کئی اقوال ہیں۔

یہ مذکورہ بالا وہ فرقے ہیں جو مختلف صدیوں میں سامنے آتے رہے۔ فی زمانہ بھی بہت سے ایسے فرقے ہیں جو پچھلے زمانوں میں نہیں تھے لیکن ان کے اہل السنۃ والجماعۃ سے

---

۱۴۹ (الجامع الصغیر: ۱۲۲۳) ـــ رواه النسائی وابو داؤد (۴۰۵۹۶) والترمذی وابن ماجة (۳۹۹۳) والحاکم والبیهقی (۱۰۲۰۸) عن ابی هریرة قال الزین العراقی فی اسانیده جید ورواه الحاکم من عدة طرق ثم قال هذه اسانید تقوم بها الحجة وعده السیوطی من المتواتر.

اختلافی مسائل تقریباً انہی اختلافات جیسے ہیں جو سابقہ فرقوں میں مختلف شکلوں میں موجود ہیں۔ اس لئے موجودہ زمانہ کے نئے فرقوں کو بھی ان قدیم فرقوں میں ضم کیا جائے گا۔

اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مختلف زمانوں میں فرقوں کی تعداد گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے لیکن وہ عموماً ان بہتر (۷۲) کے اردگرد ہی رہتی ہے۔

حضور ﷺ کا اپنی امت کے تہتر فرقوں پر تقسیم ہونے کی اطلاع دینا حضور ﷺ کے ان معجزات میں سے ہے جن میں آپؐ نے غیب کی خبر دی ہے چنانچہ آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہؓ کے بعد ان فرقوں کا وجود سامنے آنے لگا اگرچہ ان کے مذاہب ایک دوسرے سے متفرق ہیں لیکن یہ سب کے سب اللہ کے وجود پر متفق ہیں اور اس پر بھی کہ اللہ کی ذات مطلقاً کامل ہے اور ہر چیز سے غنی ہے اور اس سے کوئی چیز مستغنی نہیں ہے۔

سوال: اس بات کی کیا تحقیق ہے کہ نجات پانے والا فرقہ اہل سنت والجماعت ہی ہے، جبکہ ہر ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ میں ہی نجات پاؤں گا کوئی اور نہیں۔

جواب: کسی فرقہ کا نجات یافتہ ہونا خالی دعویٰ ہے اور فہم ناقص کے استعمال سے اور کسی گمان کرنے والے کے گمان سے ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اس فن کے بڑے اور اونچے درجہ کے اکابر اور ائمہ حدیث کی نقل سے ثابت ہوگا جنہوں نے حضور ﷺ کے ارشادات، احوال، افعال، حرکات، سکنات کو اور آپؐ کے صحابہ اور تابعین وغیرہ کے حالات کو صحیح احادیث وروایات کے ساتھ مشغول ومعتمد حضرات سے نقل کیا اور جمع کیا جن کی صحت پر اہل مشرق ومغرب متفق ہوئے کہ جو کچھ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا اور ان کے مطالب ومعانی کے استنباط کی ذمہ داری اٹھائی اور ان کے مشکلات کو حل کیا جیسا کہ علامہ خطابی، علامہ بغوی، علامہ نووی، علامہ مناوی وغیرہ ہیں پھر نقل کے بعد اس بات کی طرف بھی دیکھا جائے گا کہ ان کی اس رہنمائی سے کن لوگوں نے حجت پکڑی اور ان کی تائید میں قدم بڑھایا اور ان کی سیرت کو اصول وفروع میں راہ ہدایت سمجھا۔

تو فیصلہ ہو جائے گا کہ ہدایت پر یہی لوگ ہیں۔ پھر جو لوگ اس زمانہ میں موجود ہیں یا بعد میں آئیں گے یا جو لوگ ہم سے پہلے تھے ان سب پر لازم ہے کہ وہ ان اکابر پر اعتماد کرتے ہوئے کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامیں اور جو لوگ کتاب وسنت پر عمل

کرنے والے ہیں جیسے صحابہ وتابعین ان کی اقتداء کریں۔

بدعتی کا عمل مردود ہے

(حدیث ۱۵۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَهٗ — (۵)

وابن ابی عاصم فی السنة عن ابن عباس(ح). (۱۵۰)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بدعت کو ترک کردے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) یعنی بدعتی بدعت سے توبہ کرے اور جس اعتقاد پر اہل حق قائم ہیں اس کی طرف رجوع کرے تب اس کا کوئی عمل قبول ہوگا۔

(۲) جس طرح سے بدعتی کا عمل مقبول نہیں ہے اسی طرح سے اس کا کوئی گناہ بھی معاف نہیں ہوگا یہاں تک کہ توبہ کرلے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی مذمت کی ہے جو خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھے ایسے لوگوں کا عذر معتبر نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا" "اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا".

(۴) اس حدیث میں اس کی ترغیب ہے کہ اپنے عقیدہ کو سلامت رکھا جائے اور بدعت اور اہل بدعت سے نفرت کی جائے اور دور رہا جائے۔

(۵) بدعتی کو اس کی بدعت کی وجہ سے کافر نہیں کہا جائے گا جن حضرات نے بدعتی کی تکفیر کی ہے وہ اس قسم کے عقائد والوں کے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کے عالم جزئیات ہونے کے منکر ہیں اور اللہ کی تجسیم کے قائل ہیں یا جہت کے یا کون کے یا اتصال بالعالم کے یا انفصال بالعالم کے۔

---

۱۵۰ (الجامع الصغیر: ۴۰) — (حدیث حسن: ابن ماجة (۵۰) ابن ابی عاصم فی السنة، دیلمی تاریخ بغداد للخطیب، السجزی فی الابانة، ابن النجار).

بدعت کی ایجاد سے سنت اٹھ جاتی ہے

(حدیث ۱۵۱) حضرت غضیف بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ- (حم) عن غضیف بن الحارث-(ح). (۱۵۱)

(ترجمہ) جو قوم کوئی بدعت اختیار کرے گی تو اس کی مثل سنت اٹھالی جائے گی۔

(فائدہ: حکایت) عبدالملک بن مروان نے حضرت غضیفؓ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ اے ابوسلیمان ہم نے لوگوں کو دو کاموں پر جمع کر دیا ہے (۱) جمعہ کے دن منبروں پر ہاتھ اٹھانا (۲) اور صبح اور عصر کی نماز کے بعد قصہ گوئی کرنا تو حضرت غضیفؓ نے فرمایا: تمہاری بدعت مجھ تک پہنچ چکی ہے لیکن میں تمہیں کسی بدعت کا جواب نہیں دوں گا کیونکہ حضرت مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے "جو قوم کوئی بدعت شروع کرے گی اس کی مثل سنت اٹھالی جائے گی پس ایک سنت کو مضبوطی سے تھامنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی

(حدیث ۱۵۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ احْتَجَرَ التَّوْبَةَ عَلٰى كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ-ابن فیل (طس هب) والضیاء عن انس-(صح). (۱۵۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کی توبہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگرچہ وہ عابد وزاہد کیوں نہ ہو اس کا انجام بہت خطرناک ہے اور یہاں پر بدعت

---

۱۵۱ (الجامع الصغیر: ۷۷۹۰) ــــ رواہ احمد (۴:۱۰۵) والبزار 'مجمع الزوائد (۱:۱۸۸)' مشکوۃ (۱۸۷)

۱۵۲ (الجامع الصغیر: ۱۶۶۳) ــــ رواہ ابن فید او ابن فیل او ابن قیل مختلف فی اسم ابیہ فی جزئہ والطبرانی فی الاوسط والکبیر والبیہقی فی الشعب والضیاء فی المختارۃ 'مجمع الزوائد (۱۰:۱۸۹)' کنز العمال (۱۱۰۵)۔

سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور افعال میں خلاف حق عقیدہ رکھے جو ظاہری طور پر بھی خلاف ہو اور تقلیدی طور پر بھی' جب اس کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو ملک الموت کی پیشانی اس کے سامنے ظاہر ہوتی ہے تو اس کا دل اس کے خراب عقائد کی وجہ سے مضطرب ہو جاتا ہے اور اس کے بعض اعتقاد کا بطلان منکشف ہو جاتا ہے۔ جس کو وہ حق سمجھتا تھا اور اس سے اس کے دیگر عقائد باطلہ کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے اور اگر اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو جائے تو سیدھا دوزخ میں جاتا ہے اور اگر موت سے پہلے وہ اپنے عقائد باطلہ سے باز آ جائے اور ان کے بطلان کا لوگوں کے سامنے اظہار واعلان کر دے تو اس کی توبہ بھی قبول ہوگی اور معافی بھی مل جائے گی اور اگر اپنے غلط عقائد سے پشیمانی اور ان سے برأت کا اعلان نہ کرے تو توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔

بدعتی کی موت اسلام کیلئے فتح کا درجہ رکھتی ہے

(حدیث ۱۵۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ فَقَدْ فُتِحَ فِی الْاِسْلَامِ فَتْحٌ'' — (خط فر) عن انس — (صح). (۱۵۳)

(ترجمہ) جب کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام میں ایک فتح ظاہر ہو جاتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

فتح اس طرح سے کہ بدعتی کی موت سے اللہ کے بندے اس کے فتنوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے شہر بھی' درخت بھی حتیٰ کہ جانور بھی کیونکہ بدعات کا ظہور قحط کا سبب ہوتا ہے چنانچہ جب وہ مرتا ہے تو انسانوں اور جانوروں کے لئے ایک فتح نمودار ہو جاتی ہے۔

بدعتی سے مراد

یہاں بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جس کا عقیدہ منکرین تقدیر یا جبر یا ارجاء یا تجسم

۱۵۳ (الجامع الصغیر: ۸۵۳) ــــ رواہ الخطیب فی تاریخہ وقال الاسناد صحیح والمتن منکر' والدیلمی (العلل المتناھیۃ ۱: ۱۳۹)

وغیرہ کا ہو' بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔(۱) حرام: جس کی مذکورہ بالا اقسام ہیں۔(۲) واجب: متکلمین اسلام کا ایسے بدعتیوں کے رد میں دلائل قائم کرنا اور نحو وصرف کا سیکھنا جس سے قرآن وسنت وغیرہ سمجھ میں آسکے (۳) مندوب: جیسا کہ مسافر خانہ اور مدرسہ قائم کرنا اور ہر وہ نیک راہ اختیار کرنا جو پہلے وقت کے حضرات میں موجود نہ ہو (۴) مکروہ: جیسے مسجد کی ظاہری آرائش اور قرآن کریم کی زیب وزینت (۵) مباح: جیسے لذیذ کھانوں اور مشروبات' ملبوسات اور مسکن میں توسیع اختیار کرنا (کذا ذکرہ المناویؒ عن النووی عزوا الی تہذیبہ)۔

بدعت اور رسم ورواج مردود ہے

(حدیث ۱۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ—(ق،د، ه) عن عائشة—(صح).(۱۵۴)

(ترجمہ) جو شخص ہمارے دین میں نئی چیز ایجاد کرے گا جو اس میں نہ ہو وہ مردود ہے۔ (لطائف ومعارف)

دین میں نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی رائے گھڑے یا ایسا مسئلہ بنائے جو نہ قرآن میں ہو نہ سنت میں' نہ ظاہر شریعت اس کی تائید کرے اور نہ باطن شریعت' نہ ملفوظ ہو نہ مستنبط ہو تو وہ مردود ہے' کیونکہ ہمارا دین مکمل ہے۔ جس کی گواہی قرآن کریم میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ میں موجود ہے۔(آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا ہے)۔

یہ حدیث اصول اسلام میں سے ایک اصل ہے اور اسلام کے قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے۔

ہر زمانہ میں بدعتی لوگ نئی نئی بدعتیں ایجاد کرتے ہیں اور ان کو شرعی مسائل کا نام دیتے ہیں' جن کا کسی طرح سے بھی اسلام سے ثبوت نہیں ملتا۔ بعض چیزیں بطور بدعت کے کی جاتی ہیں اور بعض بطور رسم کے اور یہ سب واجب الترک ہیں۔

۱۵۴ (الجامع الصغیر: ۸۳۳۳)— رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد وابن ماجة

خصوصاً ان لوگوں پر افسوس ہے جو بدعات، رسوم کی وجہ سے مختلف فرقوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور پھر اہل حق کو برا بھلا کہتے ہیں جیسے تین طلاقوں کو ایک کہنے والے بدعتی اور اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کہنے والے بدعتی ہمیں برا کہتے ہیں حالانکہ ہمارا مکمل طریقہ قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس شرعی کے مطابق ہے۔

تبلیغ - آداب تبلیغ - امر بالمعروف

تبلیغ دین کا وجوب

(حدیث ۱۵۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ اُحَدِّثُکُمُ الْحَدِیْثَ فَلْیُحَدِّثِ الْحَاضِرُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ—(عن عبادة بن الصامت—(ح).(۱۵۵)

(ترجمہ) میں تمہیں جو حدیث بیان کرتا ہوں چاہئے کہ میرے پاس تم میں سے موجود ہر شخص غائب تک پہنچادے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ آپؐ کے ارشادات کو دوسروں تک پہنچانے سے تبلیغ دین بھی ہوگی اور حدیث کی حفاظت بھی ہوگی، اس حدیث میں تبلیغ دین کے وجوب کی دلیل بھی موجود ہے، جس کا علماء سے پختہ مطالبہ ہے۔

دین کی رہنمائی کا مرتبہ

(حدیث ۱۵۶) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور ان کے لئے ایک جھنڈا مقرر کیا، جب حضرت علیؓ چلے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابورافعؓ کو

۱۵۵ (الجامع الصغیر: ۲۶۴۷) — رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله موثقون. السلسلة الصحیحة (۱۷۲۱).

فرمایا: ان کے پاس چلے جاؤ ان کو پیچھے سے آواز مت دینا اور جا کر ان کو کہو کہ رک جائیں، واپس نہ آئیں، میں خود ان کے پاس جاؤں گا، چنانچہ آپ ﷺ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور ان کو کئی چیزوں کی وصیت کی اور اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

لَاَنْ یَھْدِی اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْکَ رَجُلًا خَیْرٌ لَّکَ مِمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ — (طب) عن ابی رافع — (ح). (۱۵۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں پر کسی شخص کو ہدایت دے دیں یہ تیرے لئے اس دنیا سے بہتر ہے، جس پر سورج طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے (کہ تو اس کو صدقہ میں دیدے)۔

(لطائف ومعارف)

دین کی ہدایت کا دنیا ومافیہا کے صدقہ سے افضل ہونا اس لئے ہے کہ ہدایت رسالت کا ایک شعبہ ہے پس جب ایسا شخص قیامت کے دن پیش ہوگا تو اس کو رسولوں کے ثواب سے ایک حصہ ملے گا اور رسول اللہ کے نزدیک جنت کے درجات میں سب مخلوق سے زیادہ قریب ہوں گے اور جو شخص رسولوں سے مرتبہ میں کم ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور خدا نے اس کی وجہ سے کسی بندہ کو ہدایت دے دی ہو تو اس کو بھی رسولوں کے ثواب سے شان وشوکت کا ایک حصہ نصیب ہوگا اور جو شخص رسولوں کے ثواب کا معمولی سا اندازہ لگانا چاہے تو وہ بھی اس دنیا ومافیہا سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

ایک آدمی کو ہدایت پر لے آنا ساری دنیا سے بہتر ہے

(حدیث ۱۵۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہِ لَاَنْ یُّھْدٰی بِھُدَاکَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ — (د) عن سھل بن سعد — (صح). (۱۵۷)

۱۵۶؎ (الجامع الصغیر: ۷۲۱۹) ـــ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورمز السیوطی لحسنہ، مجمع الزوائد (۵: ۳۳۴)

۱۵۷؎ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۶) ـــ رواہ ابو داؤد فی العلم (۱۰)

(ترجمہ) اللہ کی قسم! تیری رہنمائی سے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت مل جائے یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔
(لطائف ومعارف)

اس حدیث کے ساتھ نفاست اور امور آخرت کی تشبیہ میں دنیا سے اعراض کے متعلق مثال دی جاتی ہے اور یہ مثال بھی صرف سمجھانے کی حد تک ہے ورنہ آخرت کا ایک ذرہ دنیا کی پوری ملکیت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

سبب ورودِ حدیث

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتا ہے، پھر وہ جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا جبکہ ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں ان کے ساتھ جنگ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ بھی ہماری طرح (مسلمان) ہوجائیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں پیروں پر چل پڑو حتیٰ کہ ان کے میدان میں جا اترو پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو ان حقوق الٰہیہ کی خبر کرو جو ان کے ذمہ ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے وہی ارشاد فرمایا جو یہاں متن میں ذکر کیا گیا ہے۔

بقدر علم تبلیغ اسلام ضروری ہے

(حدیث ۱۵۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ آیَةً، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَاحَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ، مِنَ النَّارِ — (حم، خ، ت) عن ابن عمرو — (صح). (۱۵۸)

۱۵۸ (الجامع الصغیر: ۳۱۵۹) — رواہ احمد (۲: ۱۵۹) والبخاری فی بنی اسرائیل (۴: ۲۰۷) والترمذی فی العلم (۲۶۶۹) حلیۃ الاولیاء (۶: ۷۸)

(ترجمہ) میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت بھی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل سے روایات کو بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں آیت سے مراد قرآن کریم کی آیت ہے۔ اگر کسی کو قرآن کریم کی ایک آیت بھی آتی ہو تو وہ دوسرے مسلمان کو سکھائے اور اس تک پہنچائے۔ اسی طرح سے اگر کوئی حدیث یاد ہو یا کسی مسئلہ کا علم ہو تو اس کی بھی تبلیغ کرو۔

قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں: حدیث میں آیت کے پہنچانے کا حکم ہے جب کہ قرآن کریم کے حافظ بھی بہت ہیں اور اس کی شہرت بھی بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تحریف سے حفاظت کی ذمہ داری بھی لے رکھی ہے پھر بھی اس کی تبلیغ اور اشاعت واجب ہے تو وہ احادیث جن کے راوی قلیل ہیں اور شہرت بھی نہیں ہے۔ اخفاء اور تغیر کا امکان بھی رکھتی ہیں، ان کی تبلیغ اور اشاعت کیوں کر واجب نہ ہوگی۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں۔ عالم کو چاہئے کہ وہ علم کو تحریر کرلے کیونکہ نسیان انسان کی طبیعت میں داخل ہے جس شخص نے اپنی یادداشت پر اعتماد کیا تو وہ تبلیغ کے وقت غلطی سے نہیں بچ سکتا۔ (شرح السنۃ)

بنی اسرائیل سے ان کی روایات کو نقل کرنے کی تین شکلیں ہیں۔ بنی اسرائیل کی وہ روایات جو اسلامی روایات کے مطابق ہوں۔ وہ روایات درست ہیں اور جو اسلامی روایات کے خلاف ہیں، وہ قابل اعتماد نہیں اور وہ روایات جو موافق ہیں نہ مخالف ان پر صحت اور جھوٹ کا حکم نہیں لگایا جاسکتا لیکن ان کا بیان کرنا جائز ہے۔ جیسے قربانی کے جانور کو آگ کا آسمان سے اتر کر کھانا، اسرائیلی روایات میں موجود ہے لیکن بظاہر یہ روایت تعجب خیز اور محال ہے لیکن اس حدیث کی بنیاد پر ایسی روایات کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بنی اسرائیل سے روایت کرنے کی اجازت موجود ہے جبکہ دوسری حدیث میں ممانعت آئی ہے اور ایک اور حدیث میں ان

کی کتابوں کو دیکھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے پس جس میں اجازت ہے اس سے مراد بنی اسرائیل کے واقعات مثلاً جن میں ان کی توبہ کی قبولیت کے لئے ان کا خود کو قتل کرنا موجود ہے' کو بیان کرنا ہے اور جس حدیث میں ممانعت آئی ہے اس سے مراد ان کے احکام پر عمل کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے یا یہ ممانعت شروع اسلام کے ساتھ خاص ہے' جب احکام دینیہ اور قواعد اسلامیہ مکمل طور پر سامنے نہیں آئے تھے لیکن جب واضح طور پر منقح ہو کر آ گئے تو اب یہ ممانعت نہیں رہی۔

حدیث مذکور کے تیسرے جزء کی تشریح میں علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ اس وعید کی وجہ سے صحابہ تابعین میں سے بہت سی جماعت نے آنحضور ﷺ سے احادیث کو کثرت سے بیان کرنے کو مرغوب نہ جانا تاکہ کوئی کمی بیشی یا غلطی واقع نہ ہو جائے' حتیٰ کہ بعض تابعین تو اتنا احتیاط کرتے تھے کہ مرفوع حدیث کو بھی حضور ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے بس صحابی تک سلسلہ سند بیان کر کے آگے حدیث سنا دیتے تھے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین شخص

(حدیث ۱۵۹) حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ أَحَبَّ عِبَادِ اللهِ إِلَى اللهِ أَنْصَحُهُمْ لِعِبَادِهٖ۔ (عم) فی زوائد الزهد عن الحسن مرسلا). (۱۵۹)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں سے وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو ان میں سے اس کے بندوں کو زیادہ نصیحت کرنے والا ہو۔

(لطائف و معارف)

زیادہ نصیحت کی شکل یہ ہے کہ آدمی کے پاس حکومت ہو اور وہ لوگوں کو دین کے راستے پر چلائے رکھے یا روحانی ولایت اتنی بڑھی ہوئی ہو کہ جماعتوں کی جماعتیں اس سے دین کی نصیحت اور اخلاق سیکھ کر عمل کرتی ہوں یا بہت بڑا عالم ہو جس کے درس یا مدرسہ کی سند اتنا

۱۵۹ (الجامع الصغیر: ۲۱۷۱) ــــ رواه عبدالله بن الإمام احمد فی زوائد الزهد أی فی مازاد علی کتاب الزهد لأبیه

معروف ہو کہ اطراف واکناف سے طلباء علم آ آ کر اس سے دین سیکھتے ہوں یا اتنا بڑا خطیب ہو کہ اس کی مجلس وعظ میں لوگوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا ہو یا اتنا بڑا مصنف ہو کہ کثرت سے لوگ اس کی کتابیں پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں یا اتنا بڑا مجاہد ہو کہ اس کے جہادی کارناموں سے بہت سی فتوحات ہوئی ہوں اور اسلام کو بڑی وسعت ملی ہو یا اتنا بڑا مناظر ہو کہ اس کے احقاقِ حق سے بے شمار لوگوں کے عقائد صحیح ہوئے ہوں وغیر ذلک۔

تبلیغی جماعت کا جہاد

(حدیث ۱۶۰) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ—(حم،طب) عن كعب بن مالك—(صح). (۱۶۰)

(ترجمہ) مؤمن اپنی تلوار اور زبان (دونوں) سے جہاد کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

زبان سے جہاد کا معنی یہ ہے کہ وہ زبان سے کفر اور اہل کفر کی مذمت کرتا ہے اور ان کے مقابلہ میں اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔

آج ہمارے زمانہ میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت کی تاسیس سے جو دنیا بھر میں دعوت وتبلیغ کا کام جاری ہے اور ہزاروں کفار مسلمان ہو چکے ہیں اور بہت سے کمزور مسلمان نیک اعمال کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں یہ ان کا دنیا بھر میں زبانی جہاد ہے' اللہ تعالیٰ اس عمل میں مزید برکت دے' تبلیغ کو جہاد کہنا درست ہے لیکن وہ روایات جو جہاد بالسیف کے متعلق وارد ہیں اور تبلیغی حضرات ان کو بھی جہاد لسانی پر فٹ کرتے ہیں یہ درست نہیں' اصل جہاد جہاد بالسیف ہے' جس کی برکات آپ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کی مختلف کتب تاریخ میں پڑھ چکے ہیں۔ اگر آج پھر سے اس جہاد کو زندہ کر دیا جائے تو بہت تھوڑے عرصہ میں اتنا زیادہ اسلام پھیل جائے کہ صدیوں کی زبانی دعوت وتبلیغ بھی اپنا وہ اثر نہیں دکھا سکتی۔

---

۱۶۰ (الجامع الصغیر: ۲۱۰۴) ــــ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رواہ احمد باسانید رجال احدها رجال الصحیح.

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہ خالی تلوار کا جہاد درست ہے نہ خالی زبان کا بلکہ دونوں قسم کے جہاد ایک ساتھ ہونے چاہئیں اور اگر ایک جماعت زبانی جہاد پر لگی ہوئی ہے تو وہ اسلحہ کے جہاد کے خلاف بات نہ کرے اور نہ اس کے معنی تبدیل کرے اور نہ مجاہدین کو چاہئے کہ تبلیغی محنت کو خلاف جہاد کہہ کر برا کہیں۔ اگر ان دونوں کاموں کو مسلمانوں کی جماعتوں نے الگ الگ کچھ مصلحتوں کی وجہ سے اپنا رکھا ہے تو یوں سمجھئے کہ یہ افراد ایک ہی امت کی دو جماعتیں ہیں' ایسا عمل بھی شروع میں ہوتا آیا ہے کہ کچھ مسلمان تبلیغ کرتے تھے اور کچھ جہاد' اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایک ساتھ چلنے کی توفیق دے۔

جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا

(حدیث ۱۶۱) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْجِهَادِ اِلَى اللهِ كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِإِمَامٍ جَائِرٍ - (حم، طب) عن أبی أمامة -(ح). (۱۶۱)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب جہاد وہ کلمہ حق ہے جو ظالم بادشاہ کے لئے کہا جائے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ جو شخص دشمن سے جہاد کرتا ہے وہ امید اور خوف میں متردد ہوتا ہے اور جب بادشاہ کے سامنے کوئی حق بات کہے یا نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے تو اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کیا اور ہلاکت کا یقین کرلیا پس یہ شخص افضل ہوا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سب سے بہتر قسم یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہا جائے۔

ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا

(حدیث ۱۶۲) حضرت ابوسعید' حضرت ابوامامہ اور حضرت طارق بن شہاب رضی

۱۶۱ (الجامع الصغیر: ۲۱۰) ــــ مسند احمد' طبرانی کبیر (۸: ۳۳۸) والنسائی وسندہ صحیح

اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ – (٥) عن ابی سعید (حم، ٥، طب، هب) عن ابی امامة (حم، ن، هب) عن طارق بن شهاب – (صح). (۱۶۲)

(ترجمہ) تمام اقسام جہاد سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ سلطان کو کسی اچھے کام کا حکم کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس غلبہ خوف کی وجہ سے یہ جہاد دوسری اقسام جہاد سے افضل ہے اور اس لئے بھی کہ بادشاہ کا ظلم بہت سے لوگوں کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے، پس جب یہ شخص اس کو اس سے روکے گا تو وہ ایک خلق کثیر کو نفع پہنچائے گا۔ بخلاف کافر کے قتل کرنے کے، یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان ہے جو ظالم وقاہر حکمران ہو۔

جہاد کا معنی:

جہاد کا لغوی معنی مشقت ہے اور شرعی معنی اپنی کوشش کو کفار کے ساتھ مقابلہ میں خرچ کرنا ہے، جہاد کا لفظ مجاہدہ نفس، امور دینیہ کی تعلیم سیکھنے پھر اس پر عمل کرنے اور دوسروں کو سکھانے پر بھی بولا جاتا ہے اور شیطان سے مجاہدہ یہ ہے کہ اس کے شبہات اور شہوات کو زینت کے طور پر پیش کرنے کو دفع کیا جائے، کفار کے ساتھ ہاتھ، مال، دل اور بدن کے ساتھ جہاد ہوتا ہے اور فاسقوں سے ہاتھ پھر زبان اور پھر دل سے جہاد ہوتا ہے۔

حکایت:

علامہ دمیری نے (حیوٰۃ الحیوان میں) لکھا ہے کہ نور بکری، محمد بن قلاوون کے دربار میں پہنچے تو یہ حدیث پڑھی کہ "افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے"

---

۱۶۲ (الجامع الصغیر: ۱۲۴۶) ___ رواه ابن ماجة عن ابی سعید واحمد وابن ماجة والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی الشعب عن ابی امامة واحمد والنسائی والبیهقی فی الشعب والضیاء عن طارق بن شهاب قال النووی فی ریاض الصالحین رواه النسائی باسناد صحیح وکذا قال المنذری فالمتن صحیح.

پھر اس سے کہا کہ تم ظالم ہو۔ تو محمد بن قلاوون نے ان کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے جزع فزع کی اور فریاد کی تو بعض گورنروں نے اس کے لئے سفارش کی تو سلطان نے کہا کہ اس عمل سے میرا مقصد ان کے اخلاص کا امتحان لینا تھا۔

حدیث کی حفاظت اور تبلیغ کی فضیلت

(حدیث ۱۶۳) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَوَعَاهُ ثُمَّ بَلَّغَهُ مَنْ هُوَ اَوْعٰى مِنْهُ—ابن عساكر عن زيد بن خالد الجهنى—(ح). (۱۶۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رحمت کرے اس شخص پر جو ہم سے کوئی حدیث سنے پھر اس کو محفوظ کر لے پھر اس شخص تک پہنچا دے جو اس سے بھی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو۔

(لطائف ومعارف)

محفوظ کر کے پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی کمی بیشی کے اس کو یاد کرے یا لکھ لے پھر اسی حالت میں آگے پہنچائے زیادہ حفاظت کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خوب سمجھ عطاء فرمائی ہو اور علم و معرفت میں کمال عطاء کیا ہو۔

سنت کی تبلیغ کرنے والے کو رحمت کی دعا کے ساتھ اس لئے مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ اس نے احیائے سنت اور اشاعت علم دین کی کوشش کی ہے۔

اس حدیث سے علم کی تبلیغ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور یہی وہ میثاق ہے جس کا علماء سے مطالبہ اور مواخذہ ہونا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ.

چالیس احادیث کی تبلیغ کی فضیلت

(حدیث ۱۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۱۶۳ (الجامع الصغير: ۴۴۴۳) — رواه ابن عساكر فى تاريخه والحاكم بنحوه

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنَ السُّنَّةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ—(عد) عن ابن عباس—(ض). (۱۶۴)

(ترجمہ) جس شخص نے میری امت کے لئے چالیس حدیثیں سنت کی یاد کیں میں اس کے لئے قیامت کے دن شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا۔

(لطائف ومعارف)

یہ چالیس حدیثیں چاہے صحیح درجہ کی ہوں یا حسن درجہ کی یا ایسی ضعیف ہوں جن کا فضائل اعمال میں بیان کرنا درست ہو ان کے محفوظ کرنے اور امت تک پہنچانے کا یہ ثواب اس شخص کو حاصل ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو علماء کے زمرہ میں لکھا جائے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو شہداء کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقہاء اور علماء کے زمرہ میں اٹھائیں گے۔

برائی کو ہاتھ اور زبان سے روکنا

(حدیث ۱۶۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ— (حم، م، ۴) عن ابی سعید—(صح). (۱۶۵)

(ترجمہ) جو شخص تم میں سے کوئی خلاف شرع چیز دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل

---

۱۶۴ (الجامع الصغیر: ۸۶۳۶) — رواه ابن عدی قال النووی طرقه کلها ضعیفة وقال الزین العراقی رواه ایضا ابن عبدالبر فی العلم من حدیث ابن عمرو ضعفه وقال العلائی تفرد به اسحق بن نجیح الملطی قال احمد وابن معین کذاب وقال ابن عدی وضاع وقال صالح هذا الحدیث باطل وقال البیهقی فی الشعب مشهور بین الناس ولیس إسناده بصحیح وقال ابن عساکر الحدیث روی عن علی وعمر وانس وابن عباس وابن مسعود ومعاذ وأبی امامة وابی الدرداء وابی سعید بأسانید فیها کلها مقال لیس للتصحیح فیها مجال لکن کثرة طرقه تقویه وأجود طرقه خبر معاذ مع ضعفه.

۱۶۵ (الجامع الصغیر: ۸۶۸۷) — رواه احمد (۳: ۲۰، ۴۹) ومسلم (۶۹) وابو داؤد والنسائی (۸: ۱۱۱، ۱۱۲) والترمذی (۲۱۷۳) وابن ماجة.

دے پس اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو دل سے (اس کو برا سمجھے) اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

منکر سے مراد وہ فعل یا قول ہے جس کو شریعت نے برا کہا ہو چاہے وہ صغیرہ گناہ کے زمرہ میں آتا ہو یا کبیرہ گناہ کے زمرہ میں ہاتھوں سے بدل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ہاتھ سے ہٹا لے یا یہ ہے کہ لہو ولعب کا آلہ ہے یا شراب کا برتن ہے تو اس کو توڑ دے اور اگر ہاتھ سے روکنے سے ضرر کا خطرہ ہو تو پھر زبان سے اس کو روکنا چاہئے اور زبان سے روکنا یہ ہے کہ اس کو نصیحت کرے یا سخت طریقہ سے اس کی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ بشرطیکہ اس کو زبان سے روکنے سے اس میں عناد نہ پڑے اور جو چیزیں برائی کی ہیں ان سے روکنا کوئی علماء ہی کا کام نہیں عوام بھی روک سکتے ہیں اور اگر زبان سے بھی روکنے کی ہمت نہ ہو جیسے فتنہ کا خوف ہو یا جان جانے کا خوف ہو یا عضو یا مال ہلاک ہونے کا یا اسلحہ نکلنے کا تو اپنے دل سے برا جاننا واجب ہے اور یہ ارادہ رکھے کہ اگر اس کو زبان سے یا عمل سے روکنے کی قدرت ہوئی تو وہ اس کو روکے گا اور یہ ہر ایک شخص پر واجب عین ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلاف شروع کام کو ہر ممکن طریقہ سے روکنا واجب ہے پس جو شخص ہاتھ سے اس کا ازالہ کر سکتا ہو اس کے لئے وعظ کافی نہیں ہے اور جو زبان سے روک سکتا ہو اس کے لئے دل میں برا سمجھنا کافی نہیں ہے۔

ہدایت اور گمراہی کی دعوت

(حدیث ۱۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا — (حم، م، ۴) عن ابی هريرة — (صح). (۱۶۶)

۱۶۶ (الجامع الصغير: ۸۶۶۳) — رواه احمد (۲: ۳۹۷) ومسلم فی العلم (۱۶) وابو داؤد فی السنة (۶) والترمذی (۲۶۷۴) والنسائی وابن ماجة (۲۰۶).

(ترجمہ) جس شخص نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کو اس کی پیروی کرنے والوں کے ثواب کے بقدر ثواب ملے گا (اور) یہ ثواب ان کے ثواب سے کچھ کم نہیں کرے گا اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا' اس پر اس کی پیروی کرنے والے کے گناہوں کے بقدر گناہ ہوگا (اور) یہ (گناہ) ان کے گناہوں میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

(حدیث ۱۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ : حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ' وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ ' وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ' وَشَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ' وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ۔ (ک هب) عن ابن عباس (حم) فی الزهد (حل 'هب) عن عمرو ابن میمون مرسلا ۔(ح). (۱۶۷)

(ترجمہ) پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ (۱) اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے (۲) اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے (۳) اپنی فراغت کو اپنے شغل سے پہلے (۴) اپنے شباب کو اپنے بڑھاپے سے پہلے (۵) اپنی دولت کو اپنے فقر سے پہلے۔

(لطائف ومعارف)

اپنی حیات کو موت سے پہلے غنیمت سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تو مر جائے گا تو عمل کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا' اس لئے اپنی زندگی میں ہی نیک عمل کر لے اور اپنی

---

۱۶۷ (الجامع الصغیر: ۱۲۱۰) ۔ رواه الحاكم فی المستدرک (۴: ۳۰۶) والبيهقی فی شعب الايمان عن ابن عباسؓ واحمد فی الزهد و ابو نعيم فی الحلية والبيهقی فی الشعب عن عمرو بن ميمون مرسلاقال الحاكم على شرطهما و اقره الذهبی واغتربه السيوطی فرمز لصحته وهو عجيب ففيه جعفر بن برقان أورده الذهبی نفسه فی الضعفاء والمتروكين وقال' قال احمد يخطئ فی حديث الزهری وقال ابن خزيمة لا يحتج به' وقال الزين العراقی سند احمد فی الزهد حسن' وخرجه النسائی فی المواعظ باللفظ المزبور.

صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی صحت کی حالت میں عمل کرنے کو غنیمت سمجھ کے کر لے ورنہ بیماری تجھے اس سے محروم کر دے گی اور تو قیامت کے دن بغیر زادِ راہ کے پیش ہوگا اور اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں میں گھرنے سے پہلے دنیا کی فراغت سے فائدہ اٹھالے ورنہ تجھے عذاب اور رسوائی کے سپرد بھی کیا جا سکتا ہے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ جب تجھے نیک اعمال کی قدرت ہو تو ان کو کر لے پہلے اس کے کہ تجھ پر بڑھاپے کی وجہ سے عجز کا غلبہ ہو جائے اور تو اللہ کے سامنے اس محرومی پر شرمندہ ہو اور دولت کو فقر سے پہلے غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے زائد مال سے صدقہ کرنے کو غنیمت جان پہلے اس کے کہ تجھ پر ایسی ضرورتیں پیش آئیں جو تجھے فقیر کر دیں اور اس طرح سے تو دنیا اور آخرت میں فقیر ہی بن کر رہ جائے۔

یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر ان کے زوال کے بعد ہی معلوم ہوتی ہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرنے والوں کی ایک منزل ہے اور بدن سواری ہے جو شخص آخرت اور سواری کی سواری کی تدبیر سے بے فکر رہا اس کا سفر کبھی پورا نہیں ہوگا اور جس شخص نے معاش دنیا کا انتظام نہ کیا وہ اللہ کی طرف متوجہ ہونے اور دنیا سے بے رغبت ہونے کے معاملہ کو مکمل نہیں کر سکتا۔